

شادی ادا

تھک نک سے پوچھنل لخون کے لیے اکیر۔ اسی عز
کی زندگی اور مینہ تحریر نیز۔ عمران کا یادگار
مکمل اور دلچسپ کامن اسٹوڈیو



چہرے تو سیموں کے نق نظر آجتھے میں بھیسوں کی روح
ڈکرانے والے کم ہی تھے۔

قصوڑی دیر بعد فاقم نے بصر اُف ہوئی آوازیں کہا ہیں جو ...

جہاز اور چڑھنے لگتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے آئیں حق
کی طرف لفظ رہی ہوں۔ اب شیک ہے جید جہان۔

"شیک ہی ہو گا۔ جید نہیز اُری سے کہا۔

"آئے تو تم کھفا۔ خفا۔ کیوں ہو گئے اب کوئی قسمی نہ کے۔

"اگر یہ جہاز عکس کھٹکے ہو جائے تو کیسی رہنگی؟" جید
نے کہا۔

"اُسے باپ رے؟" فاقم نے بوکھلا کر توند پر ہاتھ پھیرا۔

"اسی باتیں زبان سے نہ کھلیے جتاب؟ ایک ادھیم عمر کے
آدمی نے کہا جو انگلی سیٹ پر تھا۔

"اگر ہو گیا تو ہم کیا کریں گے؟" جید بولا۔

"پھر بھی ایسی باتیں نہیں کہنی چاہتیں ہیں۔"

"خدا کرے یہ جہاز ہیں سے پوست پرے؟" جید نے کہا۔

"آپ عجیب آدمی ہیں۔ اُو جیز آدمی کو غصہ آگی۔

"اللہ نے جا، تو اس جہاز میں اُگ لگ جانے گی۔" مید کا

جیسے ہی ہوائی جہاز نے میں چھوڑی فاقم کے
پھرے پڑا یہی آشنا نظر آنے لگے جیسے حق میں کوئی چیز ایک
لئی ہو۔

جید نے سکارا سے آنکھ ماری اور وہ بوکھلاتے ہوئے انداز
میں ایڑہوٹس کی طرف دیکھنے لگا۔

"فرما یہے جتاب؟" ایڑہوٹس بڑے ادب سے اس کی
حروف جھکی۔

"اُگ... کچھ نہیں۔" فاقم بصر اُف ہوئی آوازیں دولا۔ میک
ایڑہوٹس نے اس سے کرنے کی قیمتی پکڑا اہی دی۔ اس کے بعد
وہ قریب ہی کچھ دسرے مسافروں کی طرف متوجہ ہو گئی۔ جید،
فاقم کے برا بری بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا۔ "پتہ نہیں کیوں ہوئی سفر
کے دو لان میں عشق کرنے کی صلاحیت بالکل ختم ہو جاتی ہے۔"

فاقم نے کچھ کہنے کے لیے ہونٹ کھوئے لیکن حق سے حرف
اُبھائی کی آواز اُنکل پھر قیلہ سی کیوں نہ اس کے منہ سے جا لجئی۔ دہ
دی تک کسی رخی جبلی بینے کی طرح حق پیارتا رہا۔ پھر جب
جہاز کا اعماق کا سندھ قدم ہو گیا اور وہ ایک مخصوص بنن پر
تیرنے لگا تو فاقم کی پنگھاڑی ہی بند رنج ملی ہوئی تھیں۔ .. پھر
پکھ دیر بعد وہ بالکل ہی نہادوٹ ہو گی۔

انداز پر لئے کاماتا۔

”آپ کو شرم آئی جائیے وہ پلی میٹھے رکھوںت
نے کہا۔

”اپ تو یہ جہاز ضرور غارت ہو جائے گا“

”آپ خود غارت ہو جائیں گے“ عورت کو سمجھا۔

”جہاز کے غارت ہو جانے کے بعد میری سلطنت کا سوال ہی
نہیں پیدا ہوتا“

”اچھا ناموش رہیے“ تیرسا آدمی بول پڑا۔

”جہاں بولنا منوع نہیں ہے لیمیدے تکہا“ اور اگر ہے تو
قیمت طور پر کہہ دش ہو گا“

”زبان بند کیجیے“ ادھیر عزادی چشم گر جائے۔

”خدا غارت کرے اس جہاڑ کو... خدا غارت کرے“

”چوب رہیے“ ادھیر آدمی جو بہت زیادہ ضعیف الاعتماد
علوم ہوتا تھا اپنے پھار کر چھا اور سارے ہی مسافر اس کی طرف متوجہ
ہو گئے... اور پھر ہات ایک مرے ہے وہ مرے تک پیل
گئی۔ ووگ جید کو اس طرح گھوڑے نکل بیٹے وہ پاگل ہو۔

ایڈہوشن فرنسی تھی اسے جب اس ملنے میں کی وجہ علوم
ہوئی تو وہ سید محبی جید کی طرف آئی۔

”دوسروں کو پریشان کرنے بھی کیا فائدہ جناب؟“ اس نے
ناخوشگوار بھیجیں کہا۔

”کیا یہ سب یا گل ہو گئے ہیں؟“ جید نے اس سے پوچھا۔

”غوروں نہیں دنارے مسافر، اپنے کے اس مزارع سے محفوظ
ہونے کی صلاحیت رکھتے ہوں“

”آپ کا کیا خیال ہے؟“ جید نے مسکرا کر کہا۔

”میں ہمیں اسے اچھا نہیں سمجھتی کہ دوسروں کو دہشت زدہ
کیا جائے“

”پہنچے یہ نے صرف خود کو دہشت زدہ کرنے کی کوشش کی
مگر میر کا مرنیں...؟“

”اے... چوب سی رہ جید بھائی!“ فاسکھنے اور دمیں کہا۔
”کہیں بڑا نہ ان جلے؟“

ایڈہوشن بر اسلام بننے ہوئے آگے بڑھنی قعی جید ناموش
ہو گیا۔

”خفا ہو گئی“ فاسکم پیدا یا۔

”مالود وڑکے...“ امن کھسکے!

”دیکھو پیارے!“ فاسکم آنھیں نکال کر بولا تیکیں جہاز پر جمع کرنا

کنائیں چاہتا و

”اگر وہ بھی تو ہم ایکا بگاؤں گے؟“

”تھاگوں اے!“ قاسم آنھیں نکال کر بولا۔

”انگریزی میں بتانا تاکہ نہیں علی مسافر ہی سمجھ سکیں“

”اچھا... اچھا! جہاز کو لینے کرنے و پھر ہمیں تماں گا۔“

”اگر ہیں اسی وقت ٹھہرا تو کیا حرج ہے؟“ مرح میں

شہرمندگ سے سچ جاؤں گا۔“

”یہی شہرمندگی؟“

”اگر جہاز تباہ نہ ہوں میں اگر تم اپنے کو مجھ سے کشتنی دلانا مشکل
و تو جہاں تیقینی طور پر الٹ کر زمین پر جا پڑے گا۔“

”اے باپے!“

”پھر اپنے اپنے نہیں چاہتا کہ میری ہات گئے؟“

قاسم پھر کی مورث کی طرح بے سر حرکت ہو گیا تھا۔ ایسا

معلوم ہوا تھا میں وہ بدنے جعلے میں بھی جہاں کے گردے کا خدا

مسوں کر رہا ہو۔ میں ذہنی روک بات تھی۔ بہک گئی ہو گی۔ قاسم

ہی تھہرا۔

جید شہزادوں کے مددیں تھا۔ اب ایڈہوشن اس کی طرف

مکرا کر رہیں دیکھتی تھی میں ہے اسے اور زیادہ تباہ آیا۔ مگر اس نے

سوچا کہ اگر سارے ہی لوگ اس کے خلاف ہو گئے اور انہوں نے

متفرق طور پر کسے پاگل بھی لیا تو یہ سفر ہماری نہیں رہ سکے گا۔

قاسم بھوکی خوفزدہ پر بندت کی طرح پیسیں جید پہ رہا تھا کچھ

دری بعد اچاہنک اس طرح چونکہ اسی کو قی بات یاد آگئی ہو۔

”اے جاؤ! وہ بھتر اٹی ہوئی آوازیں بولنا!“ تباہ ہو جانے

دو سارے کو ایں تو مرنے ہی کیتے نکلا تھا۔

”کیا ایک رہے ہو؟“ جید آنھیں نکال کر بولا۔

”یہیں بیکار کہر ہاٹوں دیکھا ہوں کون سالا بھے مرنے

سے دکھلتے ہیں پچھلے نہیں ہوں“

”چھپا...!“ میڈے نے تیکھ کی۔

”نہیں چکد...!“

”کس کو ہونے بتایا ہے؟“

”اے تم خود گدھے! ایسے ذرا سبق کر بات کرنا!“ مرنے

کے لیے کھر سے نکلا ہوں بھجے۔

”مرنے کا انتظام تو وہیں ہو سکتا تھا تم نے پہنچے ہی کیوں

نہیں بتایا؟“

”تھے نہیں آپ لوگ یکے ہیں“ تھے بھی ہوئی حدت نے

کہا۔ میں بہت دیر سے سن رہی ہوں۔ آپ لوگ متقل طور پر منے کی باتیں کیے جا رہے ہیں؟
”اسے... ہی ہی ہی“ قاسم مذکور اتفاقات انداز میں سناؤ۔
معاف چاہتا ہوں عزم“
عورت کچھ نہ بولی۔ استخی میں ایک ہوش نے بلند آواز میں
کہا۔ کچھ حمد پڑا۔ آپ کا فون ہے وہ
حمد۔ عظیم۔
”اوہ۔ آپ ہیں ہوش نہ رہتی مکان۔
حمد کچھ کچھ لغیر لا سکل فون کے کہیں میں آیا۔
”ہیلو،“ اس نے دوسری طرف سے بوضوئے کو مخاطب کیا۔
”کچن حمد و دوسری طرف سے آواز آئی۔“ میں فریدی ہوں۔
تم لوگ میڈریڈ ارجاو اور میرے دوسرے پیغام کا انتظار کرو۔
تحالے قام کیلے میں نے اجارت حاصل کر لی ہے میومنو میں
قیام کرنا۔“

حمد نے کچھ کہنا چاہا۔ میں سد منقطع ہو گیا تھا۔
وہ سرپیٹ کر پھر انیشنٹ پر واپس آگایا۔ کال لندن
سے آئی تھی۔ حمد کو صرف آتنا ہی معلوم تھا کہ فریدی نے طویل مدت
یہ رخصت حاصل کی ہے اور لوپک سیاحت کا رادہ
رکھا ہے خود ایک بفتہ پہلے انگلینڈ کے لیے روان ہوا تھا اور کہہ
گیا تھا کہ حمد اس کے پیغام کا انتظار کرے۔ پہلے دن حمد کو اس کی
طرف سے اطلاع فی تھی کہ وہ قاسم محیت نعاء ہو جائے لہذا لندن
تک کے دوڑکت حاصل کر لیے گئے اور اب جہا ز پر اطلاع می کر
دوں میڈریڈ میں رُک کر اس کے دوسرے پیغام کا انتظار کریں۔
ظاہر ہے یہ بتلنے کی ضرورت ہی نہیں کہ اس لا سکل فون کال نے
حمد کی کھوپڑی کا کیا حال کیا ہوگا۔

”کس کا فون تھا؟“ قاسم نے پوچھا۔
”میرے دادا کی روح عالم بالا سے بول رہی تھی۔“ حمد نے
غیسلے بھیجیں جواب دیا۔

”میں تو کھفا کیوں ہو رہے ہو۔ میرے غیسلے کی روح
بول رہی تھی۔ آنکھیں نہ دکھایا کر دیجھے۔“ آپ میں پہنچنے والے
سے بھی نہیں ڈلتا۔“
حمد کچھ دلوار وہ کتنے دنوں سے سوچ رہا تھا کہ آخر قاسم
کو اس بد فریڈی کی نے کیوں دھوت دی ہے۔ قاسم سے پوچھنا اس
نے مناسب نہیں بھا تھا اور فریڈی صلا کیوں بتانے لگا دیے تھام
سے بھی اس نے اصل بات نہ بتا۔ ہوگی پھر پہنچنے سے فائدہ ہی

کیا مگر اس وقت چونکہ اس لا سکل خالجہ نے اسے کھوپڑی سے
ہا ہر کر دیا تھا اس لیے کچھ ہی بیٹھا۔
”تم کہاں مرنے جا رہے ہو؟“
”تم سے مطلب؟“
”میں تو میڈریڈ ارجاو کا ہو۔
”میں ہی ارجاو کا وقار اکسم نے سوچتے ہوئے کہا چہراستہ
سے بولا۔“ آئے حمد بھائی اس عورت کی کیا تھیں جو یہ بھی
ہوتی ہے۔
”پوچھ کر بتا ماں ہوں۔“ حمد نے عورت کی طرف ٹھکر کے ہوئے کہا۔
”اے... بخشنے... غصے...“ تاکم بھکھا گیا۔
عورت بھی شاید یہی بھی تھی کہ حمد اس سے مخاطب ہو گا مگر
حمد پھر قاسم کی طرف توجہ ہو کر بولا۔ مصالحتے گیا۔ رہنمکھیں
”اچھا۔ اچھا۔“ تاکم اعتماد انداز میں سر پالا۔
”کرشن نے اس سفر کے پارے میں تم سے کہا تھا ہمیں حمد نے
دیکھا۔“

”کچھ بھی نہیں۔“
”ارے تم تیار کیے ہو گئے تھے؟“ حمد جنملا گیا۔
”بس کچھ لے چکر لائیں ڈینک۔ آپ انگلینڈ میں منتقل کر لیا مان
دھرت کیا اور تیار ہو گیا تیار ہونے میں کہا تھا۔“ حمد بھائی?
حمد کا غصتیز ہونے لگا۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ آخر قاسم
یک بیک اتنے بھے سفر کے لیے تیار کیسے ہو گیا تھا۔
”ابے میں پوچھ دیا ہوں کہ تم اس سفر پر تیار کیوں ہو گئے تھے۔“
”کہہ تو یا کہ میر ناچاہتا ہوں۔“
”آپے تو گھری پر زیموں لیا ہو تا۔“
”نہیں حمد بھائی۔“ قاسم غموم بھیجے میں بولا۔ میں اس جو ہے
کے سامنے نہیں ہر زماں پاہتا وہ میری لاش کی ہی جان جلا کے گل۔“
”آخر وہ چوہیا...“
”بے... یو شٹ اپ۔“ تم اسے کچھ نہیں کہ سکتے۔“ قاسم
غریباً تھیں کوئی حق نہیں ہے۔“
”مجھے حق ہے۔“
”کیسے حق ہے؟“
”بس ہے خاموش رہ جو۔“
”آئے کیوں خواہ جھواہ جھکڑا کرنا چاہتے ہو؟“
”میں کہتا ہوں خاموش رہ جو۔“
”اچھی بات ہے۔“ قاسم غمیں اداز میں بولا۔ میں اب مجھے

بھی بات نہ کرنا تو

یرہ جس اس لاسکی خانپڑھ کے بعد سے آگتا ہے والا ہو گیا تھا۔
حمدہ سوچنے لگا پتھی لی گئی ہے سیاست کے لیے ایک اس سیاست
تھی جسی ہجاؤ پھر اور ہبہا ہو گئے ہیں یعنی فلاں دن انداز کے لیے
سداہ ہو جاؤ پھر مدد ہی ہیں اُر جاؤ۔ اس کے بعد شایرِ الملاع
آئے کہ ہمیزندگی مدد ہو گی کہ کسی بقیٰ خانے میں گزار دو۔

کہہ جسی ہو مدد ہیں افیں بہر عالیں اُک جانپڑھا قائم ہبت
خوش تھا مگر وہ مذکور ہے اور شاندار ہو گئے ہیں پھر اکرہ گیا بھاں
رُزو کرنے والی زیادتی ہمروت لاکیاں قیں دہری طرف وہ
ڈلیاں اس کی خواک دیکھ کر مکر انی قیں۔

تین چار گھنٹے کے اندر اندر اس دیواری شہرت دُردُور تک
ہو گئی جو دیموں کا کھانا تھا کھاما تھا۔

... اور حاکم تھا کہ ڈائینگ ہال ہی میں بھے رہنے پر شل گیا
تھا۔ حمیدہ نے لاکھ لاکھ چاہا کہ اس کے لیے میں واپس لے جائے
سکو وہ شش سے مس نہ بخوا۔

ڈائینگ ہال میں بھر آئی ٹرہ گئی کہ ہو گئی کاپروں کی خواک
نوکھلا گیا۔

فَأَمْ أَنْجَى هِيْزِرْ رَحْمَ سَأِيْغَا تَحَاكِيْسِيْ اَسْ كَهْ نُوْثُولْ بِرْ مَكْراَهْ
نَظَرْ آقِي اوْرْ كِسْيِي اَعْتَانَه اَنْدَارِيْسْ اَسْ كَاهْ كَهْ جَاهَادْ جِيدَهْ مُوسِيْسْ
كِيَاكَهْ وَهْ غِيَارِادِي طُورْ بِرْ ہالْ بِتَحَا بُوْلَهْ بَهْ اَهْضَنْجا يَا تَهْلَبْ بَهْ كَرْ اَهْ
نَهْنِيْسْ كَتَابِيْرْ كَهْلَاهْتْ میں ایسے بھی دوچار مقام آتے ہیں۔

بھریں اضافہ ہی ہوتا رہا ساری گزیاں گزیں اور لوگ
جا بجا کھڑے ہوئے نظر آتے لئے تماشا ہیں میں لاکیوں کی تعداد
نیادہ تھی۔

”ابے اٹھو بھی آنکے...“ حمیدہ نے کچھ کہنا چاہا میں قاسم
اس کا جبل پوڑا ہونے سے پہنچے ہی بول ڈالا۔

”اوے بیاپ رے۔ کلمے اٹھوں میرے اٹھتے اک دسب
پالیاں بیٹھنے لگیں گی۔“

”نہیں ہیں الی اتم اٹھو بھی تو ہتھ دزج ہو کر بولا۔
پاکل ہیں لگ۔ اُن کے ہوں سے ملتم ہو تو کہہ ہے قاسم
لے بھری ہوئی آفانیں کہاں نایں... نایں... میں نایں اٹھو کا
تم جائی گا نا۔“

”اوے بھی اسی بھی بیچا را پھر وائز دگر گزرا تھا کہ تھیں تھا رے
کمرے میں بھاگا۔“

”کیا وہ بیشہ وہیں ہیں؟“
”کیا مطلب؟“

کہہ سب کب تک کھڑی رہتی ہیں؟“
میشد تھک بڑا کو پہنچ کرے میں چلا آیا تماشا بنائے پسند
نہیں تھا۔ مگر تقریباً اور ہے لگھنے بعد اسے پھر وائیناں ہاں کا
روش کرنا پڑا تھا نہیں قائم پر کیا گزری ہو۔ بیا اس نے اب کیا گھن
کھلائے ہوں؟“

ڈائینگ ہال میں اب بھی بھر آئی تھا اسی مگر اب وہ حرف
کریں ہوں ہی پر تھہ کھڑے رہنے والے شاید پھر وائز کے حال
زاد پر دکھا کر داہم پڑھ لگتے تھے۔

فَأَمْ اَنْجَى هِيْزِرْ رَحْمَ سَأِيْغَا تَحَاكِيْسِيْ اَسْ كَهْ نُوْثُولْ بِرْ مَكْراَهْ
انداز اس سر کو جبکش دی تھی لیکن حمیدہ را سامنہ بنائے ہوئے ڈائینگ
ہال سے باہر چلا آیا تھا۔ لیکن پر آئے میں بیٹھنے کی اس کی خیل
حیرت سے پیل گئیں۔ نو تھی بورڈ پر ہاتھ سے سکھا ہوا ایسا پڑا شر
نظر آیا اس کی تحریر کے مطابق اس وقت ڈائینگ ہال کے دھر
پر ٹکٹک لگائے تھے تھے اور اس کی وجہ قاسم کی تھا حمیدہ کو ہوں
والوں کی سکم ظلیلیٰ رہبست بہشی آئی۔ انھوں نے پورے سر میں بیسوں
صدی کے اس دیوکا حوالہ بھی دیا تھا جو دیوس اور میوں کی خواک
اکیلے سٹھن کر جاتا تھا۔

جیسہ پھر ڈائینگ ہال میں واپس آگئا اب دہ پھر وائز کے
آہن کی حرف جلد پر تھا پھر وائز نے اس کے استقبال کے سے
میں بہت تریا وہ خوش خوشی کا مظاہرہ کرنے ہوئے کہا ڈاغا
آپ اس پوشر کے سلسلے میں احتاج کرنے آئے ہیں؟
”یقیناً!“ حمیدہ نے زبردستی پر یہ بھیں غصیلان پھر اکتے
ہوئے کہا اور پوشر کا رے یہ اہانت آئیز ہے۔“

”ہماری دشواریوں پر بھی نظر کیتے جناب“ اُن نے بھی
ناخوشگوار بھجیں کہا میں نے آپ سے پہلے ہی عنص کیا تھا
کہ اپنی ان کے کمرے میں لے جائیے۔ آپ نے دیکھا ہی ہو گا کہ
کتنی بھری تھا ہوئی تھی۔ مجھوڑا ہمیں باہر نو شر پورہ پو ستم
رکھنا پڑا۔“

وہ سانش بیٹھ کے یہ زکا اور پھر مکار کر بولا۔ اگر آپ چاہیں
تو مکتوں کی آدمی آمد آپ کی خدمت میں بیٹھ کی جا سکتی ہے۔
پھر غور فرمائی تھی اسی ای فصل کے نادانشند تھا۔

”بے حد!“ حمیدہ را سامنہ بنایا کر بولا۔ ”اوے بھے چارا ایکس سید ہا
سلاہ آدمی ہے۔“

”کیا وہ بیشہ وہیں ہیں؟“
”کیا مطلب؟“

”دیکھیے۔ ابھی پکھ دیر گوری“ انھوں نے مجھے تباہی تھا کہ وہ بھتے
کی موٹی ہوئی سلاخیں موڑ کتے ہیں۔ نہ سرت بوہے کے بڑے بڑے
گمے نکال سکتے ہیں۔ اپنے جسم سے پٹی ہوئی بوہے کی رنجھریں توڑ
سکتے ہیں اور میں کتنی کرتبوں کے نام انھوں نے لیے تھے۔
”یعنی کر حیدر کو قائم رخصت آگئی جو خود تو تماثل ابن ہی چکا
تھا مابعید کی سختی بیٹھ کر دینے کے درپی نظر آنے لگا تھا۔
وہ داست پستا ہجوا پسروائزر کمرے سے باہر آیا۔ قاسم
اب بھی وہیں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی پشت حیدر کی طرف تھی حیدر کا
دل چاہا کہ اس کی گردان ہیں بڑے بڑے۔ وہ اس کی ہمراز کے قرب پنج
کروڑ قاسم کی آنکھیں بند تھیں اور وہ تباہی تھا ہوا تھا۔ حیدر کے فرش
میں جو سی ڈیا اسے سُنا کر وکھ دیا۔ لیکن نہ تو قاسم کی آنکھیں بیٹھنیں
اور نہ ہی اس کے چہرے سے سہی خاہ ہر جو اکارہ حیدر کی گایاں سُنا
رہا ہے۔ حیدر نے اس کے شانے پر لا تقدیر کر جھکا دیا اور وہ میز
پر آ رہا۔

پتر نہیں وہ بے ہوش تھا یا اگر ہری نہ نہ سو رہا تھا۔ پھر کچھ دیر بعد
حیدر کو یقین ہو گیا کہ وہ نینہ نہیں بلکہ بے ہوش تھی۔
قاسم کی میز کے قرب پھر بھیڑ ملنے لگی۔ یہ غنی مصیبت تھی۔
حیدر بوج رہ تھا کہ اب اسے کسی طرح کمرے میں لے جانا چاہیے مگر
وہ نومن کی لاش... کوئی بھی ہاتھ لگانے پر تباہی نہیں نظر آتا تھا۔
کافی دیر بعد پسروائزر نے کمیں سے ایک اسٹریچ کا انتظام
کیا اور پھر آٹھویں صدر سے اسٹریچ پر اٹھا کر اس کے کمرے میں لائے
ڈاکٹر جو پہنچے ہی طلب کر لیا گیا تھا اس کا معائنہ کرنے کے بعد بولا۔
”یہ بے ہوشی تو کسی نہ شے اور جیسے ہی کافی تجویز معلوم ہوتی ہے۔“
”میری والست میں یہ ایسی کمیز کا عادی نہیں ہے۔“ حیدر
نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر نے اسے ایک سماں بھکش دیا اور تاکید کر کے جلا لیا کہ دفعہ
گھنے تاکہ ہوش نہ کرنے پر اسے دبابرہ طلب کیا جائے۔۔۔ لیکن قاسم
وہ اونچھتی سے پہنچے ہی ہوش آگئا اور اس نے حیدر کو دیکھ کر
اس طرح آنکھیں پھاڑ دیں جیسے دہانیں جسے دہانیں جسے دہانیں جسے دہانیں
ہوتی ہو۔

”کیوں یہاں ہو گیا تھا تھیں؟“ حیدر نے اسے گھوڑتے ہوئے پوچھا۔
”تم کون ہو؟“ قاسم نے بصر اپنی ہوئی آواز میں کہا۔

”کیا مطلب؟“

”میں بوجھتی ہوں۔ تم کون ہو؟“

”میں... میں...“

”ہاؤ یہاں سے ورنہ میں شور چاہا دوں گی“ قاسم نے
کہا۔

”اب کیوں شامت آئی ہے قاسم کے پتے... میں بوجھتا
ہوں یہ کیا حرکت ہے؟“

”ہے اللہ... میرا دوپتہ“ قاسم نے پکھ چڑھتے ہوئے کہا
”نکو یہاں سے... ذمہ دکھ کم... ہے... جست... اے اتی جاں؟“
حمد آسے بہت ہوئے تھا۔ قاسم میں آنی ملاحت
نہیں تھی کہ وہ بھتے بغیر اس قسم کے مذاق کر سکتا اور وہ آتنا چھا
ادا کارہی تھا کہ اس کی آنکھیں میں شرمندی پنک جھکیاں ہوئیں۔
حمد آس کی سنجیدگی پر وکھا لیکیا قاسم پاکل ہو گیا۔ اس نے سچھا
یہ پاکل پنک ہی ہو سکتا ہے مذاق نہیں کہنا چاہتے تھا۔ قاسم
کو وہ مغز آدمی ہورتوں کی ایک گل نہیں کر سکتا... اور اگر مذاق
ہی ہوتا تو قاسم اس کی ابتداء کرنے سے پہلے صرف سوچ کر ہی بنتے
ہنٹے ہوئے پکھ چو گیا ہوتا۔

”قاسم کی بیانات ہے، آنکھ چاہتے کیا ہو؟“

”قاسم...!“ قاسم نے جیسے دہرا دیا۔۔۔ صریک پیک
سلق پیاڑتے لگانا اور دوزہ دو گو۔۔۔ یہاں ایک پاکل مس آیا ہے
بچاؤ... بچاؤ... میں مری...!“

”ایسے اوقا میں سنجیدگی کاٹ کر کھو دیں گا۔“

”بچے کاٹ کر کھو دے گا۔۔۔ دو گرو... بچاؤ... بچاؤ...“ قاسم پھر جھیل۔

”دیکھو! میں تھیں چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔“

”اوے! میں بھی تو ہیں کہہ دی ہوں کر جاؤ... ہے اللہ
میرا دوپتہ!“

چند لمحے حمد آسے گھوڑتار ہا اور پھر پتے کر کے میں چلا آیا
قاسم اس دوستان میں باکل اس طرح اپنا جسم پر آمار ہائیسے کی باجہ
عورت کو دوپتے کی تماشش ہو۔

حمد آس کے تعلق سنجیدگی سے سوچ رہا تھا۔ میں اچاہک
اس کی جس تو نہیں تبدیل ہو گئی کیونکہ آج کل یہ مرشد کچھ عام سا
ہو چلا ہے... تو کیا...۔۔۔ کھرے سے آتی دُور... غریب الوطنی میں وہ
جس تبدیل کر دے گا نہیں تھیں...۔۔۔ نظم ہے۔ حیدر کا ذہن غلی
انداز میں ڈائیاگ بولنے لگا اور پھر اسے تماشا ہنسی آگئی۔

قاسم کے عورت بن جلنے کا تصور ایسا ہی تجھہ انگیز تھا۔
وہ آرام کر کیں ہیں فیم دراز پاپس کے پکھ ہے کہ سیل ایسا زہر
پکھ دیر بعد کسی نے دروانے پر دنک دی چیز بھاشا شاید
قاسم را درست پر آیا گیا ہے۔

کر دی تھی۔
وعلپتے ملک کی سیکٹ سوس کی یک مردمہ کاٹ تھی۔
اور اس کے ساتھ اسے "زہر کی پڑیا" کے نام سے یاد کرتے تھے جیسے
اس کا خاتمہ ہر بڑی دلکش رکھتا تھا اور جو ہر سے سخا سے ہو فعال حسیت
کا تو۔ عالم تھا کہ مذہبی تصویر بنانے والے آرٹسٹ اکثر اسے مدرس
مردم کیلئے پونزیتے کی ترغیب دیتے ہتھ تھے۔

انھیں بڑی بڑی اور شیلی قصیں جن پر وقت غنڈیں کی
کی یعنی طاری رہا کرتی تھی اور آنکھ میں خالہ کرتی تھیں کہ
وہ ایک کاہل اور خواب دیکھنے والی لڑکی ہے کوئی نہیں کہہ سکتا تھا
کہ وہ علیٰ زندگی میں بھی کوئی ہدرو قیمت رکھتی ہو گی۔

اس وقت اس کا ہیں کا پڑھائی امریکی کے جنوبی نیز آباد
جھنپھ پر داڑ کر رہا تھا۔ وہ پانچ دوست ہمالک کی سیکٹ سوس
کے مبسوں کی کافرنس میں شرکت کی غرض سے یہاں آئی تھیں وہ
لینڈ کی تلاش کا مستعد تھیں تھا ان پانچ دوست ہمالک میں نیز ویڈی
کے جا سوں پڑھتے گئے تھے اور ان کے پاس سے ایسی حیرت انھیں
چیزیں برآمد ہوئی تھیں جنھوں نے انتہائی ترقی پا لی تھا کہ کوئی
حیرت میں ڈال دیا تھا سوال یہ تھا کہ زیر وینڈ ہے کہاں؟ اس کے
جا سوں صریحت تھے مگر اس سرزین کی خالہ بھی نہیں کہتے تھے۔
یہ کافرنس شہائی امریکی کے ایک غیر اسلام مقام پر ہوئے تھے

تھی۔ اطلاعات کے مطابق ہیں کا پڑھتے اسے ایک جگہ تاریخیتا اور پھر
ڈال سے کسی کی روشنائی میں اسے کچھ دوہریدل ہمداہ تھا۔ کچھ دیر بعد
ہیں کا پڑھ کے پاہلٹنے اسے آگاہ کیا کہ اب ہیں کا پڑھنے پڑے اسے
گاہ دوہریک نشک اور بھروسے رنگ کی پہاڑیاں بھری ہوئی
تھیں۔ ہیں نے دوہریں ہاتھوں سے چھوڑ دی۔ وہ لست بھر قبضہ جلد
کا جائزہ لیتی آئی تھی دوہریں گھے میں پڑے ہوئے چھڑے کے سامنے
جھوٹنے لگی۔ اس نے نکال کر جس سے پہمرا اور بچھد بچھد ہو گی۔
ہیں کا پڑھ ایک سطح چنان پاٹا ترہ رہا تھا۔ وہ اسی دیر میں اس کی کان پہاڑ
دینے والی آواز سے قرب و جوار کی پہاڑیاں گوئیں بیٹھیں۔ وہ جیل کا پڑھے
نیچے آتائی اور پسراں کا سامان نکال کر پاہر بکھر دیا گیا۔ سامنے ہی نیچے
یہ لوگن آدمی نظر آئے۔ ان میں سے ایک آدمی زرد نعمال ملا کر نہ خوش
انمیہ کہہ رہا تھا۔

پھر وہ لوگ اپر آگئے۔ ہیں کا پڑھا پس کے ہے اور پاٹا نہ رہا تھا
وہ آدمیوں نے کیلی کا سامان انھیا اور تیسرے منے کیلی سے کھا دیں۔ نوبت
ہنڑھ ہوں۔
ادھ... مشنٹر... اداوی اسی نے بڑی گرم جوشی سے

"آجاؤ!" اس نے کہا یہیں دنک بستور جاری رہی۔
"آجاؤ!" اس ہزار اس نے انگریزی میں کہا اور پسرو اور زر دعا نہ
کھول کر اندر داخل ہوا۔
"آپ ہی چھے جلب! اس نے مدد کیا اور اسیں کہا ہمیں
بھریں تو کچھ بھی نہیں آتا"۔
"کیا بات ہے؟"
"آپ کے ساتھ نے ہنگامہ پا کر رکھا ہے۔ بھیں نہیں آتا
کہ کیا کہہ رہے ہیں؟"
جید اس کے ساتھ قائم کر کرے میں آیا۔
"قاوم کر کے وسط میں کھڑا دہاڑ رہا تھا جو چور... چور...
سہب چوریں... میرا صندوق کون لے گا؟"
"کیسا صندوق؟" جید انھیں زکال کر بولا۔ تھا رے ساتھ کریں،
کہ صرف ایک ہی صندوق تھا۔
"یہ میرا صندوق نہیں ہے تو قائم صندوق کی طرف اشارہ کے
بول الاس میں سوانح کپڑے ہیں!"
"اوووو...!" جید دافتہ پر احتشیر کروں گا۔
"ہوش میں آجاؤ اور نہ بہت بڑا شرکروں گا۔"
"ای... مشر... تم اتنی بے تکلفی سے باتیں کر رہے ہیں کی میں
نہیں جانتی کہ تم کون ہو؟"
وختا جید نے انگریزی میں گفتگو شروع کر دی۔ مقصود یہ تھا
کہ قائم حوالہ دینے کے معاملے میں تھا۔ ہو جائے کیونکہ پسرو اور زر
بھی ہو جو دعا۔
"ارے... میر کیا بخواں شروع کروی تو قائم نے پسرو اور زر کی
طرف اشارہ کے اور دو میں کہا تو یہ آدمی بھی اسی طرح بول رہا تھا۔
میں اپنی زبان کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں بھج سکتی۔"
"تم انگریزی نہیں بھسکتے۔" جید نے اور دو میں کہا۔
"نہیں! اس قائم نے بڑی سمجھی گی سے جواب دیا اور دختا جید
کو خال ایا کر کھیں وہ اپنی داشت تو نہیں کھو بیٹھا۔ قائم کے لیے
یہ ممکن ہی تھا لیکن کوئوں وہ پہنچے ہی سے ذہنی رو بینکے کام لیفٹ تھا۔
کیا وہ بے جوشی اس کی یاد داشت پر اثرا نہ اڑا ہوئی تھی؟ اس
خال نے جید کو لو کھلا دیا۔

کیلی گراہم پتھے ملک کی نمائندگی کر دی تھی۔ وہ بہت اچھا
سراپا رکھتی تھی۔ بڑی پھر کیلی تھی اور دعا نہ اس کا کیا پہچھا ہا؟ ذہانت
ہی کی بلند رہے یا نیچے تھا۔ اس کی کافرنس میں پرانے ملک کی نمائندگی

سماں کیا
”فانی... میں گرام... اور میں تو آپ کو چانتاں میں ہوں۔“
”آپ تو اس طرح کہ رہے ہیں جیسے، میرے بھی بھی مل پکے ہوں
میں نے سکرا کر کہا۔
”ارے... آپ ہیلگری والا دادا صد بھول گئیں کس نے آپ کو اس
مکان کی وجہی منزل سے نیچے آتا تھا جب فوج نے پا دہلوں پر قبضہ
کرنے بھلی کی سپالی بن کر دی تھی اور نہیں ہیکار ہو گئی تھی۔“
”اوہ... نہیں!“ کیلی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں ہوں
آپ تھے، اُف فرمکنا اگر اندھیرا اتحادیں جیسے سوچتی رہی ہوں کہ انہی
وہ کون تھا میں نے بھے اندھیرے میں آواز دی اور رستے میں کی سیر ہی
سے نیچے آتا رہا تھا نیچے گویاں چل رہی تھیں۔ میں گنوں کے خود سے
کام پڑی اُواز نہیں نہیں دیتی تھی۔“
”بڑا بھائا کا تحریر تھا وہ نہترنہ ٹھنڈی سانس لی رہی ایک جوان نہ
اور جس بادی تھا پیشانی کشادہ تھی۔“

”جی ہاں ایں بھی کہنا چاہتی تھی۔“
”دیکھیں! اگر کوئی غلط آدمی ہم میں آبھی گیا تو اس کی خدمتی
کسی نہ کسی ملک کے سعادت خانے پر ہوگی۔“
کیلی کچھہ نہ ہوئی۔
”وہ ذرے سے نسل آئتے تھے اور اب وہ ایک سربراہ اور
شاداب دادی میں داخل ہو رہے تھے اپنے اپنے ذرخون
کی چوتیاں نیلگوں آسمان کے مقابلہ پریکش نظر آ رہی تھیں۔ بلکہ
کاسینید مکھڑا آہستہ آہستہ مشرق سے مغرب کی جانب رینگ رہا تھا
نیشیں میں جہاں چند تھاکیں کوکڑی کی ایک چھوٹی سی عمارت نظر
آئی جس کا بیشتر حصہ سرخ پھولوں والی بیل سے ڈھکا گوا تھا۔
”میرا جیوال ہے کہ شام تک رب آجائیں گے۔“ نہترنے کہا۔
”واقعی بڑی پرفنا جگہ ہے یہ کیلی نے کچھہ سوچتے ہوئے کہا۔
”مشے کا پانی بہت ٹھنڈا اور شیری ہے۔“

”وہ کڑی کے مکان میں داخل ہوئے۔ یہاں کیلی کو دادا آدمی
دکھان دیے جو آرام کر سیوں پر پڑے اُذنگھر ہے تھے۔ ان کی
آہستہ پر چونکہ کرانچوں نے آنکھیں کھولیں اور پھر بددی سے
کھڑے ہو گئے۔ کیلی نے ان کا اپنی ہوئی نظروں سے جائزہ لیا اور
نہترنے کے ساتھ آگئے روضتی میں گئی۔“

”میرا جیوال ہے کہی کہہ آپ کے لیے مناسب رہے گا۔“

نہترنے ایک چھوٹے سے کھرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”اوہ... بہت... شکریہ۔ یہاں تھے بہت آدمی ہے گا...“ مجر
مشہ نہتر۔ کیا آپ انھیں... دو نوں آدمیوں کے تعلق ہے رہے تھے
”جی ہاں! بیٹھ جائیے۔“ نہترنے کہا اور پھر ان دونوں آدمیوں
سے بولا، جو کیلی کا سامان اٹھائے ہوئے تھے۔ اسے اُس مرف رکھ دو
اوہ کہ سو فر سے کہو کہ کافی ہے۔“

کیلی کیوس کی فوٹو بگ آلام کری میں نیم دہاز ہو گئی تھی۔ اُس
نے تکی تکی سی آوازیں کہا۔ ”اوہ... بہت بہت شکریہ۔ کافی ہی
مناسب رہے گی میں بہت تھک گئی ہوں۔ ہاں میں ان دونوں

”آپ ہیلگری دادا صد بھول گئیں کس نے آپ کو اس
مکان کی وجہی منزل سے نیچے آتا تھا جب فوج نے پا دہلوں پر قبضہ
کرنے بھلی کی سپالی بن کر دی تھی اور نہیں ہیکار ہو گئی تھی۔“
”اوہ... نہیں!“ کیلی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں ہوں
آپ تھے، اُف فرمکنا اگر اندھیرا اتحادیں جیسے سوچتی رہی ہوں کہ انہی
وہ کون تھا میں نے بھے اندھیرے میں آواز دی اور رستے میں کی سیر ہی
سے نیچے آتا رہا تھا نیچے گویاں چل رہی تھیں۔ میں گنوں کے خود سے
کام پڑی اُواز نہیں نہیں نہیں دیتی تھی۔“
”بڑا بھائا کا تحریر تھا وہ نہترنہ ٹھنڈی سانس لی رہی ایک جوان نہ
اور جس بادی تھا پیشانی کشادہ تھی۔“

”نہیں میں تھوڑی دُور“ اُس نے ایک اپنے بھائی کی طرف
اشارة کر کر کہا۔ ”ابس اس طرف... وہیں جہاں اعامتی ہیئت کوارٹر ہے گا۔
بڑی پر قضا جگہ ہے۔ ان خشک پہاڑوں کے درمیان وہ چھوٹا سا ٹھوڑا
ایسا ہی ہے جیسے دوں میل پہنچنے کی جادو گرنے قیام کیا ہو۔ بس
جاوہ کی نسری بجائی اور چاروں طرف بڑہ آگ آیا پھول کھل گئے
اور پھر مل زمین سے میٹھے پانی کا پتھر مل پڑا۔“
”آپ تو شاعری معلوم ہوتے ہیں مشہ نہتر۔ کیلی نے کہا اور نہتر
صرف نہیں کر غاموش ہو گیا۔“

اب وہ ایک تینگ درے میں داخل ہو رہے تھے۔ اسی پہاڑ
کا درہ تھا جس کی طرف نہترنے اشارہ کیا تھا۔

”اوہ کہاں کہاں سے نہاندے ہے آگئے ہیں؟“ کیلی نے پوچھا۔
”لبخیں الماح ایشیا کے دو آدمی آپ کو دہاں میں ہے۔“

”ایشیا؟“ کیلی نے تھیڑا لہجہ میں دہرا رکھا۔
”ہاں... ان لوگوں کو بھی ایک بازیزی روئیندہ کے جا سوں سے
پہنچا پڑا تھا میں ابھی تک وہاں سے ناواقف ہیں کہ زیر دینہ کہاں
کیلی کچھہ نہ ہوئی۔ اُس کی پیشانی پر کینیں اُبھرائی تھیں۔ وہ کچھہ
سوچ رہی تھی۔“

کے متعلق کہہ رہی تھی۔

”کیے؟“

”ان میں سے ایک تمورت ہی سے اسی علوم ہوتا ہے میں نے

جلدی جلدی پہلیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

”اوہ... وہ!“ ہنڑی مسکرا دیا اور میں خود سی نہیں سمجھ سکا کہ وہ کس قسم

کا آدمی ہے اُس کے مقابلے میں دوسرا آدمی صندوق سید کام کا آدمی

علوم ہوتا ہے۔“

”بڑا دمانیے گا میں لے کرہا میرے زویک یہ مناب نہیں تھا۔“

”کیا؟“

”یہی کایشیا کے کسی نگاہ سے بھی نہاتہ طلب کیے جاتے۔“

”آپ کا خیال کسی حد تک درست ہے لیکن اسے کیا کیا جائے کہ

اُس نگاہ میں بھی نہ رہیں کہا۔ وہ تھوڑی دیر تک خاموش رہے جوہہ نہم بولتا۔

”بھی تکہ ہم میں مل مونوچ پر گفتگو نہیں ہوئی لیکن پھر بھی میرا خیال

ہے کہ یہ کافنفرس کافی فائدہ مند ثابت ہوگی۔“

”مگر میں نہیں سمجھ سکتی کہ وہ لوگ کایشیا کی طرف کیوں متوجہ ہوئے ہیں؟“

”اوہ چھوڑیے!“ ہنڑی مسکرا دیا اور میں پر ہم کافنفرس میں بحث کریں

گے دیکھے آپ یہ بتائیے کہ آپ کے ساتھ اورستے آدمی آتے ہیں تاکہ

اُن کے لیے بھی کوئی معمول انتظام کیا جائے گے۔“

”میرے ساتھ اور کوئی آدمی نہیں ہے۔“

”اسے آپ تھا آئی ہیں... یعنی کہ...“

”یہ تھا جانی پڑے ہوں اس لیے زیادہ جیزیرے کہ نہیں چلتی۔“

ہنڑی کھکھنے والا تھا کہ کافی آگئی۔ وہ احمد کر دوسرے کمرے میں

چلا گیا پھر دوغل مشرقیوں سمیت والپس آیا۔ کیلی عمران کو بہت غور

سے دیکھ دی تھی اور عمران کچھ اس طرح روز نظر آرہا تھا جیسے زندگی

میں پہلی بار کسی لڑکی کے قریب جانے کا الفاق ہوا ہو۔ اس کے بخلاف

صفدی بے حد اسکارٹ نظر آرہا تھا۔ اس کی دلانت میں کافنفرس کے

لیے اُن دو غلوں کا اتحاد ایکس تو نے کیا تھا۔ وہ اس پر بہت خوش

خواہ اور اس صورت میں تو خوشی دیکھی جو کئی تھی جیب کہ اُس کا ساتھی

عمران تھا۔ وہ دو غلوں اکٹھیز کے قریب بیٹھ گئے جس پر کافی رکھی

بھوپلی تھی۔

”آپ لوگوں کو کوئی لکھیت تو نہیں ہے اسے ہنڑی نہیں سے پوچھا

نہیں۔“ شکریہ ”صوفی نے جواب دیا لیکن عمران اس طرح

خاموش بیٹھا رہی۔ اس سوال کا اُس کی ذات سے کوئی تعلق ہی نہ ہوا۔

ہنڑی نے استفہا نظر میں سے عمران کی طرف دیکھا اور صدر

مضطرب پانہ انداز میں پہلو بدلتے رکا۔

کیلی بھی ہنڑی طرف دیکھتی تھی اور کبھی عمران کی طرف نہ
سر جھکتے بیٹھا شاید اپنے چمک دار جھوٹے میں تسلی دیکھنے سکتی
کر رہا تھا۔ پھر ہنڑی پہاڑیوں میں کافی انڈیٹھے تھے۔ عمران نے بلند انداز
میں جاہی لی اور نہشہ چلا کر احتمالہ انداز میں ایک ایک کی صورت
دیکھنے لگا۔

کیلی نے مسکرا کر ہنڑی طرف دیکھا اور ہنڑی نے عمران کے
”آپ شاید بہت کم سخن واقع ہونے ہیں۔“

”اجی میں نے تھوڑی بولنے کی قسم کھارکی ہے“ عمران نے صدر
کی طرف دیکھ کر کہا۔ اخضیں نے پڑتے وقت بھوٹ سے کھا تھا کہ میں
اپنی زبان قابوی میں رکھوں گا۔“

”ایسا بھی کہا؟ کچھ تو پوچھیے!“ ہنڑی سے گھستے پر آمادہ نظر آئے تھے۔

”اچھا تو بولتا ہوں۔“ پسینے جیب ہم کی کئے تو پھر مرارتے ہیں تو
وہاں طرح چیزوں چیزوں کرتا ہوا بھاگتا ہے۔“

عمران نے فرش پر ہاتھ رکھ کر چوٹ کھائے ہوئے کئے کجھے کجھے
کی نقل آتاری۔ اور وہ سبب ساختہ بند پڑے۔

اگر سجنیدہ ماہول میں اس قسم کا کوئی غیر متوافق واقعیتیں آجیں
تو پھر تھیں کہ کہاں ہی نہیں یافتے۔ مگر صدر، عمران کی اس حرث
پر بڑی طرح لوکھا کیا تھا۔

”یار!... عمران عاصیب!“ وہ بھراثی ہوئی آواز میں بوڑا ہے۔
آپ کیا کر رہے ہیں؟“

اُن سارے دو ہیں کہا تعالیٰ یہ کیلی اور ہنڑی خاموش ہو کر ایک
دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگے اس پر عمران بولا۔ میرا

ساتھی کہہ رہا ہے کہ آپ کوئی بھی تباہی کر دو کہتے ایک دوسرے پر
کس طرح غرتاتے ہیں۔“

... اور پھر اس نے کتوں کی طرح غرناست روک کر دیا بالکل
ایسا ہی معلم ہو رہا تھا جیسے دو کہتے ایک دوسرے پر غرما رہتے ہوں۔

”کمال ہے۔“ کیلی نے تھیڑتھے ہیچی میں کھا دیا۔ یہ بالکل آپ کی
ماڑی دنیان معلم ہوتے ہے۔“

”وہیا کہ ہر گورستہ ہیری نہیں ہے“ عمران نے تھیڑی سانیں لے
آپ کی خاصو شی ہی بہتر ہے جذب ہنڑی نے خوشگوار

لیچھے ہیں کہا۔

”آپ کا یہ نیصل ایسہ بیکار ہے“ عمران کا بھرما لو ساز تھا اس پر
کچھ نہیں ہو سکتا۔“

”کیا نہیں ہو سکتا؟“

اگر ایک بار زبان چل پڑی تو تھک جانے کے بعد ہی رہتی ہے
وہ میر دوسری صورت میں بھی پر ہارت ایک ہونے لختے ہیں ”
تب تو مجھے کہنے دیجئے کہ آپ ہماری اس ہم کے ساتھ میں
باخل ہی بیکار ثابت ہوں گے“
”اس پر بھی کافرنز ہی میں غور کر لیا جائے گا“ عمران نے
اپرواہی سے کہا۔

اور اس نے غلط نہیں کہا تھا صدر کو بھی قصیں تھا کہ وہ لوگ
عمران کو بھی ایک سترہ بی بنالیں گے۔
شام تک وہاں میں آدمی اور شفیع گئے اور پھر رات کے
کھانے کے بعد وہ سترہ میں کیا گیا جس کے لیے وہ دوڑ داڑ کا سفر کر کے
یہاں آکھا ہوتے تھے۔
میز پر سلات آدمی تھے صدر، عمران میں اہل اہنگ، آدمیں کراموں
اور اورلان ...!
اورلان امریکی سیکرٹ سروں کا ڈپی چیف آف سیس تھا اور نیز
اس کا اتحاد تھا۔ اورلان نے بھی عمران کو اپنی نظر والے نہیں
دیکھا تھا۔

کافرنز میں کچھ دیر تک زیرولینڈ کے متعلق قیاس آرائیاں
ہوتی رہیں پھر اورلان نے سنہرے نگے کے اخنچ کا ایک بڑا الکال
کر میز پر لکھ دیا۔
”ذرا اسے دیکھیے... اور یہ بتائیے کہ یہ کیا ہے؟“ اس نے کہا۔
عمران کے علاوہ اور بھی اس سنہرے اس فتح پر جھک پڑے۔
وہ خاموش بیٹھا رہا اور اس کے چہرے سب سے طلبی ظاہر ہوتی رہی۔
دفعہ اگلی نے کہا ویسے غذا! یہ تو سونے کا معلوم ہوتا ہے،
میں چاہے اسے!

”مگر آپ اس کے متعلق کیا معلوم کرتا چاہتے ہیں امراض اورلان؟“
آدمی نے پوچھا۔ ایک مقام اور معمورت آدمی تھا۔ کھوپری اٹیے
کی طرح شفاف تھا اور پکول کے بال بھی غاشب تھے۔ چیزہ عادی حم
کے مشراہیوں کا ساختا۔

”کیا اس سے پہلے بھی کبھی چیز آپ کے سامنے آئی ہے؟“
اورلان نے پوچھا۔

عمران کے علاوہ اور مسلم نہیں میں بواب دیا۔
اورلان نے عمران کی طرف دیکھا اور پھر اس طرح دوسری طرف
نیکنے لگا ہیے غلطی سے اس پر نظر پڑ گئی جو پھر کچھ دیر بعد بولا دیا
زیرولینڈ کے ایک جاؤں کے پاس سے برآمد ہوا تھا۔ قصیں کہیے۔
وہ اسے ممانع کر دیتے کے لیے اپنی نہایتی کوششیں صرف کر رہا تھا۔

دلی کا واقعہ

محمد اعظم نے ۲۰۷ خریدا جس کی گارنٹی ایک سال کی تھی۔ جب بھی ۲۰۷ بوجا محمد اعظم نے کہیں کوئی
کیا، میکنک آیا اور درست کر گیا۔

ایک سال بعد خراب ہوا تو اپنے طلاق کے میکنک
سے رجوع کرنا پڑا۔ میکن نے میں روپے نہیں جتنے
کرائی۔ شام کو آیا ۲۰۷ دیکھا۔ ایک دن گما یا اور چھلا گیا۔
۲۰۷ کھم کرنے لگا۔ ہر چیز میں ایک دوبار ایسا بھا
رہا۔ ایک روز محمد اعظم نے ایک دن کان پر ۲۰۷ کا ٹھیڈ
تاری کتابہ بھی دیکھی دس روپے میں خریدی۔ پڑھا تو
معلوم ہوا کہ ۲۰۷ کی خرابی صرف اٹھنیکی خرابی
تھی۔ آخر میں کتاب والا کام جھپٹا ہوا کلر ۲۰۷
کا ٹھیڈ کا بھی اشتہار دیکھا۔ محمد اعظم نے کلر ۲۰۷ کا ٹھیڈ
بھی تیس روپے میں خرید لیا اور اسے پوری توجہ سے
کی کئی بار پڑھا۔ بہت سی باتیں معلوم ہوئیں۔ تو محمد اعظم
نے بہت کر کے مرمت کا سامان جو ۲۰۷ کو جب کرنے
میں مدد دیتا ہے ستھر دی پے میں خرید لیا۔ اپنے ۲۰۷
بند ہی پہلا کام کیا اور کامیاب رہا۔ بہت بڑھی پڑوسن
کے لوگوں کے ۲۰۷ بھی درست کئے اور دین چیزیں
خود پر بھروسہ کرنے لگا۔ ایک دن دیکھا۔ محمد اعظم کے
گھر پر بورڈ لگا گئا:

کھڑے بندیک اینڈ وائٹ ۲۰۷ بیسیروں سے
ملنے کا وقت صبح ۸ سے ۹ بجے تک شام جھبجھے کے بعد
اس طرح محمد اعظم نے اپنے بیٹھ تھام ورک
وہاں کر کے اپنی آمدی بھی بڑھ آئی اور اپنے ۲۰۷ کی
مرمت فیس سے بھی بڑھ گی۔ ہر دوہنہ انسان جوار دوڑھا
جاننا ہوا اور ۲۰۷ سے دلپی رکھتا ہو۔ ۲۰۷ کا ٹھیڈ اور
کھڑی وی کا ٹھیڈ پڑھ کر اچھا میکن بن سکتا ہے۔
رام کو شون، اگو۔“

میکن ہم نہ سے کھلایا نہیں ہونے دیا تھا۔

” تو آپ نے اس سے اس کے متعلق بہت کچھ معلوم کر لیا ہو
گا؟ ” صحنہ بولا۔

” نہیں ہاؤ آؤ ڈس نے میلو سان انداز میں سر کو جیش دی ہم کچھ
بھی نہیں معلوم کر سکتے تھے اور پھر وہ تو تھوڑی بھی دیر بعد مرگ کا تھا۔
پتہ نہیں کیسے وہاں زہر کا استعمال کر سکتا تھا۔ ہم تھجھی رہے گئے تھے کیونکہ
اس کی بجا مارٹلاشی میں ہمیں اس اسنخت کے علاوہ اور کچھ نہیں لاتھا۔
ہم یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ اس طرح خود کشی کرے گا۔ بہر حال
یہ اسنخت بھی الہمن کی وجہ بنا ہو گا۔ آخر اس نے اسے مفلح کر دینے
کیلئے ہاتھ پاؤں کیوں لے سکتے؟ ”

” وہ ڈرتا تھا کہ ہمیں ہم اس کے ہاتھ پا اپنے وقت نہ بیاد کرنا
شروع کروں یہ عالم بول پڑا۔

” اگر آپ دنماحت سے کام لیں تو بتھر ہو گا ” اور براں نے
ناخوش گوارہ بھیجیں کہا۔

” گزارش ہے کہ یہ چارے یہے ایک فضولی چیز ہے ”

” یہ آپ کیسے کہ سکتے ہیں جذاب ہاؤ آؤ ڈس نکران کو گھوڑے
لگا۔ عمران کے چہرے پر اس وقت بھی حالت ہی حالت نفس
اکہی تھی۔ ”

” اگر میں یہ کہوں کہ یہ ایک قدم کا ڈرامیہ ہے تو آپ لوگ مجھے
پکڑ کر پاگل خالنے میں بھجوادیں گے؟ ” عمران نے کہا اور پھر اچانک
جیب سے روپالورن کا کارڈ آؤ ڈس کا رخ آؤ ڈس کی طرف کرتے ہوئے
کھا لے ڈھیں مشر آؤ ڈس! تم اپنے دلوں باقاعدہ میں پر رکھو ہیں یہ نہیں
پسند کرتا کہ وہ تمہاری جیبوں کی طرف جائیں و

کمرے میں سنا چاہیا۔ آؤ ڈس کے علاوہ اور ہر ایک عمران
کو انھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا حالانکہ آؤ ڈس نے اپنے دلوں ہاتھ
میز پر رکھ لیتھے تھے... میکن عمران کو خونخوار نظروں سے براہ رکھو
جاء تھا۔

” کیا کر رہے ہیں آپ؟ ” اور براں نے غصیل بھیجیں کہا۔

” میں جو کچھ بھی کر رہا ہوں یہی مناسب ہے مشر اور براں ”

” اوہ؟ ” آؤ ڈس غرایا ہیں نہیں جانتا تھا کہ اس کا انفراس کا
مقصد میسر ٹک کی توہین کرنے ہے ”

” مشر... میں آپ کو حکم دیتا ہوں کہ روپالور میز پر دکھ دیجیے ”
اور براں نے گالی دینے کے سے انداز میں کہا۔

” میں تسلیم کرتا ہوں کہ آپ کا انفراس کے سر پر رہ ہیں میکن میں
امید نہیں کئی کھٹی چاہیں میں دیر سے دیکھ دیا ہوں کہ یہ کتنی

بادر کسی گراہک کی طرح آپ کی جیبوں میں ہاتھ دلنے کی کوشش
چکا ہے ”

” کیا مطلب ہے؟ ”

” مطلب خود خود ہی آپ کی کھنڈ آجائے ہے کیا اس اسنخت
کے علاوہ اور بھی کوئی رسی چیز آپ کے کھاں بے جس کے میں ہیں
میں احتکڑا لاجا کے؟ ”

” نہیں؟ ”

” یہ بخواں ہے آؤ ڈس دھاڑا اے میرے ہک کی توہین ہو گئی ”

” اگر یہ بخواں ہے تو پھر تھاڑا اے آپ ہی اس کی تصدیق
کرے گا ” عمران نے کہا۔ وہ کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا کہ اچھا ہک آؤ ڈس
نے بیٹھی بیٹھی اس پر چلا ہٹ لگا دی۔ عمران دری سعیت دوسری
طرف اٹ گیا اس نے سوچا تھا کہ اس سے تعابوں کرے گا... میں
اچانک روپالورن کا چل گیا آؤ ڈس کے حق سے، ایک کہ سہر ہی ختم ہی اور
دھاچل کر ایک جانب جا پڑا۔ گولی میں میں بھی قبیلہ دھیجتے ہی
دیکھتے ہٹتا ہو گیا۔ وہ سب بوكھارا کر کھٹے ہو گئے تھے اور عمران اتنا
انداز میں ان کی شکلیں دیکھ رہا تھا۔ ”

” یہ ہوا ہوا اور براں بڑا ہے ”

” یقیناً رہا ہوا ” عمران نے احتفاف کیا میکن ٹرائیک کے بنے
میں میرے ارادے کو خل نہیں تھا۔ وہ خود بھی اپنی موت کا ہاث
بناتے ہے ”

” پھر تھوڑی دیر بعد عمران نے یہ ثابت کر دیا کہ وہیک آپ
میں تھا اصلی آؤ ڈس کا جو بھی ختم ہو گا ہو۔ ”

” تو یہ بھی زیر دلینڈ کا جاؤں تھا ” اور براں نے تنگرا نہ انداز
میں کہا۔ ”

” اس میں خبیہ کی کوئی گناہ نہیں ہو کیلی نے کہا اور تھیر انہوں
کے عمران کی طرف دیکھنے لگی۔ ”

” اس نے اس وقت اپنی جیب میں ہاتھ دلنے کی کوشش
کی تھی جب میں نے اسنخت کو راستہ کھاتا ” ” عمران بولا۔ ”

” ذرا تمہری ہے ” اور براں نے ہاتھ دلنا کر کہا ” آپ مجھے اس
اسنخت سے بھی زیادہ بھیب معموم ہوتے ہیں ”

اور براں کے ان دلوں آڑیوں نے ” ش دل سے ہادی
جو کیلی کا سامان اٹھا کر لائے تھے اور پھر کچھ دیر بعد یہ کافرنس
دوبارہ شروع ہو گئی۔ ”

” پتہ نہیں ہے چارے آؤ ڈس کا کیا خرث ہوا ہو گا ” میکن کہا۔
” اس پر پھر خود کرن گئے ” اور براں نے کہا اور پھر عمران سے بولا۔ ”

ہاں تو جانپ آپ اس اسقخ کے ہاتھے میں کیا جائی تھا؟ ”
”وہی، جو پہلے کہ چکا ہوں لا
”بھی ٹرانسیور بھائی ہے ہر کاموں نے جھلا کر کہا۔
اور صدر سے بھی بیٹھے نظر ہوئے دینکھ رنگ اس کا
ناچیرب میں چلا گیا تھا اور یہ اور کہ دستور اس کی گرفتہ
خت ہو گئی تھی۔

عمران نے سر جواب دینے کی وجہ سے صدر کی طرف مُڑکر یہاں
نہیں رہا بلکہ شیک ٹھاک لیں تھا ہوتی ہیں اونچے دار
اس پر کراموں کو اور زیادہ تباہ کیا۔ مگر ان نے ہاتھ
نہ ٹھوکی۔

”آپ آخر کس طرح اسے ٹرانسیور ثابت کریں گے؟ ”اس نے
دریافت کیا۔

”بس کروں گا کیا آپ اس کی اہمیت کا اندازہ اسی سے
نہیں لگ سکتے کہ ٹرانسیور کے ذکر پر اس نے یہاں اور نکلتے کے
کوشش کی تھی؟ ”

”اوہ... اہمیت... اہمیت سے تو کسی مشودت میں بھی نہ کوئی
مکن نہیں ہے۔ میں پہلے ہی بتاچکا ہوں کہ میں کہاں سے
یہ رکھ دیا تھا۔ اس نے اسے صاف کر دیتے کی کوشش کی تھی؟ ”

”اچھی بات ہے۔ تو یہ اسے ٹرانسیور ثابت کر دوں گا میکن واضح
رہے کہ اس صورت میں جب یہ ٹرانسیور ثابت ہونے لگے تو کسی کے منہ
ہے آواز بھی نہیں نکلنی چاہیے۔ ” عمران نے کہا اور پھر صدر سے بے لولہ۔

”میرے سوچ کیسی میں گذے تھاں کی ایک اتنی بے اسے نکال لاؤ؟ ”
صدر نہ کہ چلا گیا۔ دسری طرف کیلی ہنٹر سے کہہ رہی تھی ڈبہت
گہرا آدمی معلوم ہوتا ہے؟ ”

”کیوں؟ ”

”اے... کیا آپ نے ابی دیکھا نہیں؟ ”
”اب یہ بھی دیکھیے کہ وہ اسے ٹرانسیور کیسے ثابت کر سکتا ہے تھی
منہک خیز باہت ہے۔ کراموں نے بھیک ہی پوچھا کہ کبھی انسن نے
ٹرانسیور دیکھا بھی ہے؟ ”

صدر کی واپسی پر دونوں خاموش ہو گئے۔
صدر کے ہاتھ میں یاک بتوں تھی جس میں گندے زنگ کا
یہاں نظر آ رہا تھا۔ عمران نے یاک گلاں بھی طلب کیا جو فرائی مرتیا
کر دیا گیا۔ گلاں میں تھوڑا سا بیاں نہیں کر اس میں وہ سُنہرہ اسقخ
ٹوٹنے کی والا تھا کہ اور ان بول ٹراوٹ دیکھیے، یہ صاف نہ ہونے پائے تو
ہرگز نہیں... اگر صاف ہو گی تو کیس دوسرا اہمیا کر دوں گا۔ عمران نے

کہا اور اسقخ کا گمراہ کاٹاں میں ڈال دیا۔
”اور پھر مرے پر اسے بھاگ کر کوئی گھاس پر جلا کاٹیں گے
کہاں سماں ساندھ کے لئے کافی تھا۔ میں اپنے ہنچوں پر اسکی رکھ کر میں
خاموش ہی رہتے کافی شادا کیا۔ پہنچے تو اس کے چوپان سے سختیوں کی بھیسا
کی سی آواز آتی اور پھر وہ آواز بند رج کسی آدمی کی آواز میں ٹسیدیں
ہوتی گئی۔

”آن کی آجیں تھیں تھیں ادا نہ ادا پہنچی ہوتی تھیں۔ ہوتے تھے
مگر تھا اور رکا۔ آدمی کی سایہں تیزی سے چھٹے تھیں۔
پھر یہ بعد عمران نے سقخ کا گمراہ کاٹاں سے نکل دیا۔

”قامِ حیدر کے لیے دیالی جاں بین گیا۔
تو آزادوں سے وہ خوبیت ہی سنا ہوا تھا اگر وہ اقدام پڑھے
یا شہر میں پیش کیا ہوتا تو حیدر نے انواع و اقسام کی تفریحات کے ذمے
لگا دیے ہوتے... مگر جو قائم کو کیا ہو گیا تھا، ایسا نہ تھا جس کی مدت
اتھی طویل ہوتی۔ قائم کے بیس کاروں نہیں تھا۔ پھر... حیدر اسی خیال
پر جمگیا کہ وہ اپنی یادو ایشت کھو چکا ہے۔

”اس نے فریدی کو دو تین طویل تاریخی سیکنڈ تو ان تاروں کا
ہوا ب آپ ریبا اور شہی ہوائی بھازار والے لا اسکلیوں کے طلاق کوئی دوسری
پڑا میت میں البتہ مڈ رفہرست پر اس نے اسے پہنچنے لندن کے
آگاہ کر دیا تھا... اگر قائم اس کے لیے صبرت نہیں بیٹھتا تو
کچھ دن سیلیں بیکاری کے اوقات بہترین قسم کی تفریحات میں ہے
آج بھی یہی سے دو پھر فریدی کا انتشار کر رہا تھا۔ ناشتہ کرے

ہی میں طلب کیا تھا اور اس نے تک دیا۔ ہر نہیں نکلا تھا
یہاں کی تفریحات کا کیا پوچھنا ہر قدم پر ایک بھتی جیں تھیں ترکی
کے اوقات ہوتی تھی میکی وہ تو قائم کی وجہ سے اس حد تک لو رہو
چکا تھا کہ اپنا ہی وجود گراں گز نہ لگا تھا۔ بیچ سے اب تک وہ اسی
خوف سے باہر نہیں نکلا تھا کہ وہ اس سے قائم کے متعلق سوالات
کریں گے۔ یہاں اس ہوٹل میں کئی شرکی بھی مقیم تھے اور راضھوں نے یہ
بات سارے ہوٹل میں بیسیا دی تھی کہ قائم عورتوں کی طرح کھٹکو
کرتا ہے۔

”شیک تو بیچے ہید اٹھا کر فون کر کے پہاڑ کا ہمکارے لیکن
ایسی میز نہیں ہے جس کا تھا کہ کسی نے دعا نہیں پڑا۔
”آجاؤ! ” اس نے چھپا لائے ہوئے انماز میں کہا اور دوسرے
ہی لمحہ میں ہوٹل کا پسروائز اور دخل ہوا۔
”یہ اس ماحصلہ پر معاف چاہتا ہوں جائیں؟ ” اس نے کہا۔

"بھی"

"دلوں کا نیاں ہے کہ آپ کے ساتھی سمجھ فدا غیریں ہیں"

"دلوں کوئی خیال آپ کے متعلق میں ہو سکتا ہے بشرطیک وہ آپ

کو ناپسند کرنے لگیں" و

"دیکھی وہ دماغی بات ہے یہیں نے ناس کردا ہو تو اک

درج لفظ کرتے ہیں"

"ویسا کوئی قانون اسے اس سے ہلا فریں رکھ سکتے تو

"یہیں آپ سے اتنا کہتا ہوں کہ فریں کہیں اور نہ چلیجیں یہاں

لگوں میں ان کی وجہ سے اس میں ہلا ہے"

"کمال ہے؟" جید میں ٹراوا لوگوں میں اس سے ہلا میں

ہے کہ وہ عورتوں کی درج لفظ کرتے ہے"

"دیکھی، اس شکر پر نیڈگ سے لٹکنے کیجیے درٹاپ پر نشیون

میں بھی پڑ سکتے ہیں"

"نیکی پر نشانیاں جید نے گھونٹنے لگا

"میں پولیس کویں اس کی اطاعت دے سکتا ہوں اور آپ کے

وست پاگل نہیں بھی بچ کتے ہیں"

جید پر اگایا تھوڑی در تک پکھوچا رہا پھر والا

"اچھی بات ہے میں شام کی یہاں سے چلا جاؤں گا" و

"بہت بہت فکر یہ پسرو اور ناخوشگار ہے میں کہاں کرے

کرے نہیں گیا"

اب جید غصے سے پاگل نہ ہو جاتا تو کیا کہتا اور یہ غصہ خریدی

ہی پر تھا خواہ غماہ میں بھل کئے میں استھنے پڑی۔ وہ پر غناہ ہو گئے

کے باہر نکلا اور قائم کر کرے کی طرف، داتہ ہو گیا میں اس کرے میں نہ

قاہم نظر آیا اور تھی کاس کا سامان... میں نے دیں سے پھر واپر

کو فون کیا مسخر پسرواڑ نے قائم کی روائی کے متعلق لاٹگی خاکسی۔

جید نے سوچا ہے دسری ہوئی... اگر وہ یہاں سے چلا گیا ہے

قابیتیں طور پر کسی پاگل خانے ہی میں مل سکے گا۔ کمرے سے علی کر

اس نے اس کے متعلک بوج پچ پچ شہر کی، اس ویس کو عاش کیا، جو

قاہم کر کے میں تھوڑی کرتا تھا۔

"وہ نہا نہیں لگتے جناب" وہ شنے کہا۔

"کون تھا اس کے ساتھ؟" جید نے حیرت سے پوچھا۔

"اُن کا بجا پالی ووست"

"چاپانی ووست" جید کی حیرت میں اضافہ ہو گیا۔

"دیکھی، میں یعنی کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہونہ میری والنتین

ن کے چہرہ دل کی بیادی میں ہے میں زیادہ چالاک نہ ہوئے"

"میں نے تو بھی اس کے ساتھ کی میں کہا جاؤں کوئی نہیں بھی۔
جید نے کہا۔
"ذو الحکم ہے۔ میں کے ساتھ میں دھرنا دھرنا ہے جید کے ساتھ
ہوتا تھا۔

"اوہ ہو تھے اس کا بھی بذوق کرنا تھا؟

"جی ہاں۔ میں کے ساتھ میں بھی بذوق کی میں دھرنا دھرنا ہے جید کے ساتھ
کرتا تھا۔

"اسے بھی اس کے ساتھ نہیں دیکھا جید کی حیرت بڑھ جاتی

ہری تھی۔

"ذو الحکم ہے اس نے پر وہ اپنے کہا اس وقت

پتکریں، ہوتے ہوں گے دھرمیات کے نام تھے۔

جید نے پھر بچکا یہ چند لمحے کے بعد اس پر وہ جو کہ اسے

ہباں کافی بوڑا نہیں تھی تھی؟"

"بھی نہیں، جیسے بھیں، سوہم کو اس کا دماغی تھی خود میں

بتلا ہیں، میں ان کی خواک کے عالم میں صحت دھو گئے تھے۔

"جنی اس کی فہاش سے کہیے گئے تھے تھے؟

"یقیناً جناب"

جید نے یہ کھوی رہا تھا اس کی بھروسی رسمی جاری تھی۔

"تم لے رہے پہنچے بکھر کے ساتھ کہہ تو کھو گئے تھے؟"

"میرے شرخے پر چھوڑ دیجیے۔ جی ہاں بھی جید کی حیرت بڑھتا

ہے جب وہ ذرا پہنچا ہاں میرے بھوٹ ہوتے تھے اس سے

بھی وہ آن کی میز پر لفڑی کا تھا۔

جید لپڑی سر ہونے دیکھا پھر بولا جی کہا دے پہنچے بھی یہاں آتا

ہے؟"

"آپ لوگوں کی آمد سے پہنچے،" وہ شرخے پوچھا۔

"ہاں،" جید نے کہا۔

"یہیں کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہیں نہیں پہنچے بھی اُ

ہباں دیکھا ہو"

پسرو اور میں آگتا تھا اور ان کی گفتگو بہت غورے تھے

وہ تھا جید اس کی طرف مُزکر بولائیں ہیں بُر جمکی ہو سو نکھر دیں ہیں:

"کیا طلب؟" پسرو اور میں سے نکھر دیں ہیں۔

"میرے ساتھی کا انعام"

"تو کیا آپ میں اپنی مورتی بھتھیں اُن پسرو اور میں کیا۔

"جید گی سے گفتگو کیجیے جید نے غصے پہنچے بھی میں کہا۔ میں

ساتھی ایک بھی نہ تھا دلت منداہی ہے میں زیادہ چالاک نہ ہوئے"

اس یہ میں اس کے انحصار کے امکانات پر غور کر رہا ہوں۔
پسروائز کچھ مونچنے لگا پھر بولا وہ دیجیے جناب۔ اگر یہ معاملہ
ہے تو آپ کو انہیں ہماجب سے مناسب مدل سکتی ہے جن کی
واسطت سے آپ نے بیان قیام کیا تھا۔
جیسے چھر تحریر انداز میں تلکیں جھپکائیں۔ اس کا خال تھا
کہ وہ اپنے بیان کے سفارت خلائق کی وسلطت سے بیان شہرا بھگا۔
”کیوں؟ کیا وہ کوئی معافی آدمی ہے؟“ اس نے پوچھا۔

”آپ کے بیان یا تو ایسے اشخاص جاتے ہیں جنہیں کسی کو قتل
کرنا ہو تو لہر یا پھر ایسے اشخاص تو بہت مالدار ہوتے ہیں میں اگر
وہ وقت طور پر اس بھی جائیں تو انہیں زیادہ حوصلہ ہو۔ اور ایسے
اشخاص کو عموماً اس کے ایجنت ہی پھانس کر دیا جسے میں۔
جید نہ لئے ہیں اگر اس کی جیسوں میں کافی لمبی رقم موجود
ہے۔ پھر اسے کیا کرنے چاہیے، وہ سوچنے لگا۔

”اچھا پھر مجھے ہیں کیسی انتارفہ“ جید نے کچھ دیر بعد کہا۔ وہ
ایک اجنبی دیس میں بہت زیادہ محاط رہنا چاہتا تھا
ڈرائیور نے ایک جگہ کار ریکسی اور جیکٹ اور کے نیچے اڑیا
وہ اس وقت خود کو تو بھیں بلکہ اس کا پھانس کر دیا تھا
قریب ہی ایک دیکھنے تھا اس میں جا کر جیسے گیا کافی شکرانی اور
سچارا رہ کافی ختم کرنے کے بعد وہ میں ادا کرنے کے لیے کا دشیرہ آیا۔
”یہ آپ کو تھوڑی سی تکلیف دینا چاہتا ہے تو اس جواب؟“ اس

نے کافر ملک سے کہا۔
”فرطی یہ کہ کر نہ خندہ پیشانی سے پوچھا۔“

”مجھے ایک آدمی کے لئے ذون فہرست معلوم کرنے ہیں؟“

”ہاں... ہاں تملیے!“ کلک ایک طرف رکھی ہوئی نیلی فون
ڈائیکٹری اٹھاتے ہوئے بولا۔

”فیان میگا تھے؟“

”جی!“ کلک پونک پڑا۔ وہ تیک دیکھا یہ انداز سلاjk رہا تھا
جیسے اپنے کاٹل پر ٹھیک نہ کیا ہو۔

”جی ہاں... ہاں میگا تھے!“

کلک سر جگکا کر ڈائیکٹری کے اوپر اٹھنے لگا پھر تھوڑی
دیر بعد اس نے جید کو فیر تادیے۔

جید نے فوٹ بیک میں فہرست کر کے ہوتے اس کا تکریار کیا۔
کچھ دیر بعد وہ پھر فٹ پاٹھ پر تھا۔ اب کسی نیلی فون پوچھ کی
ٹلاش تھی۔ وہ اسی کیفیت سے فون کر سکتا تھا مگر جنکا اس کاں کی
نو عیت ہی دوسرا تھی اس نے اس نے مناسب نہیں بھاگتا۔

اس یہ میں اس کے انحصار کے امکانات پر غور کر رہا ہوں۔
پسروائز کچھ مونچنے لگا پھر بولا وہ دیجیے جناب۔ اگر یہ معاملہ
ہے تو آپ کو انہیں ہماجب سے مناسب مدل سکتی ہے جن کی
واسطت سے آپ نے بیان قیام کیا تھا۔

جیسے چھر تحریر انداز میں تلکیں جھپکائیں۔ اس کا خال تھا
کہ وہ اپنے بیان کے سفارت خلائق کی وسلطت سے بیان شہرا بھگا۔

”کیوں؟ کیا وہ کوئی معافی آدمی ہے؟“ اس نے پوچھا۔
”آپ نہیں جانتے!“ پسروائز کے لیے ہیں اور زیادہ حیرت تھی
”نہیں میں نہیں جانتا تھا میرے ایک درست نئے مطلاع
دی تھی کہ بیان شہر نے کا انتظام کر دیا گیا ہے۔“

”اے نیچے میرے ساتھ آئیئے، میں آپ کو اس کا تپر دوں گا!“
وہ جید کو لپٹنے والے فقرت میں لایا اور میز کی دراز میں کچھ دیر تک
کاغذات اٹھنے پڑنے کے بعد ایک ملافقاں کا رٹنکلا۔

”یہ لمحے یا ہر کسی مسکی والے کے ساتھ صرف یہ نام ہے رادیجیے
گا، وہ آپ کو ہاں پہنچا دے گا!“

کارڈ پر ڈاں میگا تھے تھا۔

”مگر اس پر تپر کہاں ہے؟“ جید نے حیرت سے پوچھا۔
”آہا... یہی سب کچھ ہے جناب!“ آپ کسی سے سی میگا تھے
کے تعلق پوچھیں گے اور وہ آپ کو ہاں پہنچا دے گا۔

جید سوچنے لگا کہ آخر یہ ڈاں میگا تھے کون ہے جس کی
دعا ملتے ہو اس ہوں میں شہر اتحادیکا فریدی سے اس
کے تعلقات براوہ راست تھے... اگر ایسے ہی تعلقات ہوتے تو کام کم
آسے تھیں طور پر اس کی زیارت نصیب ہوتی ہوتی۔

جید ہوں سے یا ہر آیا اور ایک میکسی ڈرائیور کے ہاتھ پر وہ
کارڈ رکھتا ہوا بولا: ”اس کے بیان پہنچا دو!“

”بہت بہتر جناب!“ تشریف رکھیے، ”وہ جید کو نیچے سے اپر
ٹک دیکھتا ہوا بولا۔

دیکھنے کا انداز ایسا ہی تھا کہ جید کو اس کے تعلق میں سوچا
پڑا لیکن وہ کسے کوئی معنی نہ پہنچا۔

میکسی پل پپری جید سوچ رہا تھا کہ ڈاں میگا تھے کون
بہت بی معزز اور مشہور آدمی معلوم ہوتا ہے۔

”دققتاً!“ اس نے پوچھا، ”آپ پر دی ہیں شایدی؟“
”ہاں، یہیں مشرق سے آیا ہوں!“

”ڈاں میگا تھے سے پرانی جان بچان ہے؟“
”نہیں... تعلیم نہیں!“

میں گھس گیا۔

صدر درعاں سے قریب ہی دعاۓ شاید اک کے خفرے
لیے آئیے جاپ؟ یہ نہیات اوب سے کیا اور کیا

بائیں جانپ علیہ درعاں میں ملگی دیکھ لے اکھوں را پہنچ کر
اس ک رہنمائی کرنے والا کچھ ذریعہ اکھوں کے بند درعاں سے
سلسلے رک گیا۔

“آپ دستک سے کانڈ جا سکتے ہیں خدا؟ اسے
آہست سے کہا اور اٹھ پاؤں واپس پوچھا۔
جیسے آہستہ آہستہ درعاں سے پہ دستک دی۔
آجھا دشمن سے خرابیت سُال دی۔

صدر درعاں کھول کر انہیں اٹھ لے اس کے سامنے کیسے پڑی
بُوڑھا کھڑا تھا جس کے قوی ضمیم کا شکار ہیں ہوتے تھے بُرھی
ہوئی گھنی موسمیں پہاڑ سینہ چیزیں اور سر بالکل ماف تھیں جیسے
المکاروں کی طرح دیکھ رہی تھیں۔

“بُٹھ جاؤ اور بُوڑھ سے زرم بھیج میں کہا اب اس کی آواز میں
غزبرت تھیں تھی۔
حمدید بھر گیا۔

“کیا قصر ہے؟” اس نے پوچھا۔
“محضے معلوم ہوا ہے کہ ہم دونوں آپ ہی کی وسالت سے
بُونیوں نہر سے تھا؟”

“ہاں یہ دستہ بھجے اندت سے کنل فریڈی کا تاریخ تھا:
“میں ان کا استثنی کپشن حیدہ ہوں۔

“اچھا، اگر بات کیا ہوئی؟”
حیدہ نے تاکم کا واقعہ شروع سے آخر تک دھراتے ہوئے
کہا اب ایک ویسٹری میں بجا پانی اور کہانی سار ہے۔

“وہ کیا ہے؟” دُان میگارے نے پوچھا۔
حید ویٹر کا بیان دہرانے لگا دُان میگارے تو شویں آئیں
انداز میں سُنوارا اور حیدہ کے خاموش ہو جانے پر بولا اُس سے
یقین نہیں ہے کہ وہ کوئی چیزی ہی تھا۔

“وہ چیزیں اور جا پانی میں قیز نہیں کر سکتا۔
“میرے خال سے وہ کوئی چیزی ہی نہ گا” دُان میگارے نے

کچھ سوچتے ہوئے کہا ہرہاں بد معاش قم کھینیوں کی کی نہیں ہے
مگر آپ کافہ ساتھی؟”

“وہ بہت دولت مند آدمی ہے اس نے اس بیان کے
لیے ایک بہت بڑی رقم الائیدیں کچھ کمیں خفیل کی تھیں۔

ایکسا بھرپوریک پیک کاں بُرائی کا اس لہ ہناں کے
بیسنہ بُرائی کاں بُرائی کا اور نوٹ بُرائیں خفرے
لیکے بھرپوریک پیک کے

“وسی طرف سے فُریاں کاں رسیوں کی۔

“بُرائی کاں بُرائی سے طابتہ جیسے نامہ انگریزی نہیں
میں کہا۔ ہر ہنک پُراؤں کے پیک کاں نقل آتا سکد کو شش
کرد تھا۔

“ایکستہ بُراؤ؟ وہ سی طرف سے آواز آئی پھر کوہ دیر
خاموشی ہی اور اس کے بعد یہ جیدنے کی لفڑی کاں سی غراہت
کرنی ہے۔ بیلو... دُان میگارے!

“میں بُرائیوں کا پُراؤں بُرائیوں بُرائیوں و
بُرکو، کا بُرکو، دہ سی طرف سے کہا گیا۔

“آپ نے چند دن پہلے دعا دی بیہاں شہر ائمہ تھے۔

“ہاں... تو پھر...؟”

“آن میں سے ہنک خاتمی ہے... اور دوسرا کہہ رہا ہے اس
کا اٹھا بُراؤ ہے۔ دوسرا آدمی بلعد پریشان ہے۔

“او... نظر حرام... قم مجھے اسی خبر سار ہے ہو۔ کیا یہ چلتا ہے
ہو کہ بُرائی کھدر ہو جائے؟

“میگا کر سکتے ہیں اجناب؟”

“بُرائی کرنے پتے... دوسرا آدمی کو فُریا میرے پاس بیج دے۔

یہ منش کے اندر اندا۔

“بہت بہتر جاپ” حیدہ سلسلہ منتقل کر دیا۔

اپ وہ سلطنت تھا۔ اسے یقین ہو چکا تاکہ میکسی ڈرائیور کے
بیان کی روشنی میں بُرائیوں کا پُراؤں بُرائیوں دُان میگارے کا بیج نہیں
بُوکتا۔

اس نے پھر ایک میکسی کا اور ڈرائیور کا صرف دُان میگارے
کا نام تیا۔ اس ڈرائیور نے بھی اسے حیرت سے بھیجا۔ ایک
سلطان ہو گیا تھا اس لیے اپنے اندان سے لارواٹی ہی خاہ ہرگز تارا۔
میکسی ڈل پُری اس ڈرائیور نے اس سے دُان میگارے کے
حملہ کوئی گفتگو نہیں کی کچھ دی بعد میکسی رک گئی۔

“کہاں؟” حیدہ نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ یہ ایک
کشادہ اور پر رفتگی ملک تھی جس پر دوسری دُکانیں کھیں کچھ ڈول
تھے اور کچھ شراب تھانے...!

“وہ...! ڈرائیور نے ایک شراب خانل کی طرف اشارہ کیا۔
حیدچپ چاپ اتر گیا ڈرائیور کو کمای دیا اور شراب تھانے

۱۳۱... تب تو اخواہی ہو ملتا ہے۔ میں ان جنینوں کو اپنی طرح جانتا ہوں یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کی کامیت کی وجہ بتوثی کسی دوں کے ستمال بڑی کافی تجویز ہو۔ ان جنین کوں کے پاس ایسی جیسے اجیزروں میں جو شیطان کی کھڑی بھی نہ آ سکیں۔

”پھر اپنے بتائیے ایک کیا کروں؟“

”ڈان میگاڑے کے مشتبہ چال میں والے جنینوں کو کچھ وہ اُن کا آپ بے فکر رکھیں... اگر آپ کا دوست میشد تو یہ میں ہے تو دنیا کی کوئی طاقت اُسے بیری لفڑوں سے چھپا سکے گی۔“

”میں سے حد شکوہ ہوں گا“ حیدر بلا۔

ڈان میگاڑے کے پھوٹوں کا عالم حیدر بلا۔

ڈان میگاڑے کے تعلقات اس قسم کے ہیں۔

ڈان میگاڑے نے میز پر رکھی ہوئی رقی گھنٹی کا بین دیا اور پھر در بعد ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ سی ہنورت سے کوئی شریف آدمی نہیں معلوم ہوتا۔

”تن یعنی سے کچھ کریکاڑے کے سادا اس کے تمام ساتھیوں کو لئے باخ میں طلب کرتا ہے۔ چار بندے شام تک بھوں کو دہل پہنچ جانا چاہیے... اگر اس کا ایک آدمی بھی غیر ماہر ہو تو کل تک یکسے میں بھی میلد ڈیں نہیں دکھائی دے گا۔“

آئے ولے نے حیدر پر ایک اپنی سی نظر ڈالی اور بولا۔ ”جبت پتھر جتا پا!“

”حاق!“

وہ کہا تو جانور کی طرز والیں چلا گیا۔

”تم کیا پتیو گے؟“ ڈان میگاڑے نے حیدر سے پوچھا۔

”میں حال پکھ بھی نہیں... میں اگر آپ کی مراد شراب سے ہے تو میں شراب پتیا ہی نہیں ہوں گا۔“

”کوئی فریبی ای کے استثنہ ہو؟“ ڈان میگاڑے سکیا تو وہ

بھلائیں کیوں خراب پینے دے گا؟“

”آپ کوئی کوبس سے جانتے ہیں؟“ حیدر نے پوچھا۔

”بہت دنوں سے... جب وہ معرف اتحادہ سال کا تھا۔“

”جسکو حیرت زدہ دیکھ کر وہ پھر سکایا۔“

”اُن بچھے اس کا فرم مامل ہے کہ میں میسوں مدی کے اس حیرت اجیزروں سے بہت دلوں سے واپس ہوں۔ اُس وقت سے جانتا ہوں جب اس کے متقبل کے لیے صرف پیشین گوئیاں ہی کہ جا سکتی تھیں میں نے بھی ایک پیشین گوئی کی تھی جو حرف بھر میں جھکی ہے۔ یہی نے کہا تھا کہ ایک دن وہ یکسا ناقابل فہرستی

کہلا گئے۔ شاید میں یہ سن کر حیرت ہو کہ وہ میرا من بھی ہے میں نے ایک بار اپنی زندگی خطرے میں ڈال کر سیری جان بچانی تھی۔ یہ اسی زمانے کی بات تھے جب وہ اتحادہ سال کا تھا۔ میں نہدن تھا اور یہ سیم تھا کہ میں ایک رات پیکاڑی کے شراب خانے میں پی رہا تھا۔ اپنے کو وہاں آگ لگ کر بھی شراب خانے کی آگ کا کیا بھروسہ میں ہے بارہ دن خانے کی بھروسہ۔ ہم چاروں طرف شمول میں گھر گئے۔ آگ آننا قاتا پیل تھی۔ میں دجانتے کس طرح اوری منزل کے زریوں ایک پیشی کا تھا بد جواب اسی میں اور پڑھتا تھا۔ میں پھر غلطی کا احساس ہوا اگر اب دیر بھوجی تھی معاپسی ناممکن تھی۔ کوئی کرنی بھی آگ کی پیٹ میں آجھے تھے۔

شراب خانے کے اوپر رکھنی کی فیصلہ تھے میں نے مہاں حور توں اور پھر اُن کو بدلتے دیکھا۔ باہر نکلنے کے مابین رات تھے مدد ہو پچھلے اور پھر اس فود بھی راضیں حور توں اور پھر اُن کی سرسرت چینے پہنچنے لگا تھے اس وقت اس کا اعتراف کرتے ہوئے کہ بعد

شرم آری ہے کہ میں بہت بڑی طرح خائف ہو گیا تھا۔

یہ چھفاڑ بڑی بڑی ایک تھا پانی کی دھولیں اور چاروں اور جو تھیں کھوکھوں پر پڑ رہی تھیں میں میں میں آئی تھمت نہیں تھی کہ اور پہ آسکتا نہیں یہ ایک بہت بڑا جہاں تان یا گلیا تھا اور پر اپر پہاڑی کی جاگری تھی کہ اور پرانے یہ پھونکنے کو دشمن اشروع کر دیں مگر اس بھروسی کوئی تیار نظر نہیں آتا تھا خود مجھ سے بھولیے تھے ہر سکا بات دراصل یہ تھی کہ میں جمال پتھر نہیں آرہا تھا اپنے ایک ایسی نسبت میں جو ڈھنکیں دیکھ دیا اور میں سے ایک ٹوپیں بیخی خلی مگر میں جمال پر گزر خلیں جمل رہا تھا مجھے جمال پر سے ایک سالی ایکا اور پھر حور توں اور پھر اُن کو یہ چھپہ پھینکا جانے لگا۔

یہ فریبی ای تھا جس نے پائپ کے سہارے اور پڑھنے کی جگت کی تھی اور وہی حور توں اور پھر اُن کو تھا اسکے پیچے پیکے رہا تھا۔ اسی نے مجھے جمال پر گرا یا تھا اور سب سے آخر جس دفعہ خود کو دکدا تو اُس کے پیچے میں اس آگ لگ پی تھی۔ وہ بڑی طرح جمل سچکا تھا۔

”کرن نہ کر جسکے مجھے نہیں تھا کہ کبھی“ میں ایسا کوئی

واقعہ پیش آیا ہو؟“ حیدر نے کہا۔

”کرن میں کیا کیا بتائے گا اس کی ساری زندگی ہی ایسے

واقعات سے بھری پڑی ہے۔“ ڈان میگاڑے طوپیں ساش ملکہ بولا۔

حیدر تین بجھتک ڈان میگاڑے کے شراب خانے کی

میں رہا۔ پھر وہ اسے ساختے کر اس مقام کے لیے رواد جو گار

جہاں اس کے بیان کے مطابق مشتبہ صنی اکٹھائی کے لئے تھے رائے
خوشنما اور طبیل و عریض پاخ تھا جس کے وسط میں جی یا کہ شراب
خانہ تھا جسے لان پر منیتھے ہوئے جنینوں کا شمار کیا یہ تعداد میں
پاٹھ تھے، ان میں سے ایک آدمی اٹکر دان میگاڑے کے قریب
آلہ حیدرنے مسوں کیا کہ وہ سب میگاڑے کو خوف اور غصت سے
دیکھ رہے ہیں۔

”کیوں تن یعنی؟“ دان میگاڑے نے نیک پیچھے میں پوچھا۔
”تم پچھے کو ہو؟“

”ہاں سی نیول بہت اچھا... مگر آخر ہمیں یہاں کیوں ملدب
کیا گیا ہے؟“

”تھوڑی دیر تھہرو“ دان میگاڑے ماتھہ اٹھا کر بولا۔ مجھے ایک
آدمی کا انتظار ہے۔

”میں سمجھتا ہوں سی نیول.. کسی نے آپ کو ہمارے خلاف
وہ خلایا ہے؟“

”بس اتنی دیر خاموش رہنوجبت تک وہ آدمی نہ آ جائے۔“
حیدر نے سوچا کہ آخر سے کس آدمی کا انتظار ہے یعنی اس نے
دان میگاڑے سے نہیں بڑھا پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس آدمی سے
واقف ہو گیا اُنے والا بوسنہ کا دبی وہیر تھا جس نے قائم کے متعلق
معلومات بہم پہنچائیں تھیں۔

سارے چینی ایک لان میں کھڑے کر دیے گئے اور وہی سے
شناخت کرنے کو کہا گیا اس نے باری باری ہر ایک کو غور دیکھا
اوہ پھر بوسانہ انداز میں سر بلاتے ہوئے بولا۔ اس میں سے لاکوئ
بھی نہیں ہے۔

”آخر بھے بھی تو بتا دی سی نیول“ تن یعنی آگے بڑھ کر بولا۔
تب دان میگاڑ سنتے خصلی آواہیں پونک کہانی دھرائی۔
”اذ ہو... تھہرو... سی نیول“ تن یعنی خیفر انداز میں اپنی
آنکھوں کو گردش دیتا ہوا بولا۔ اس بات کے لیے ان سبھوں کو ناقص
تکلیفتادی یہ تو بھسے ہی پوچھنی ہوتا یہ دچارے کی جانش میکن
میں بھی بے قصور ہوں سمجھے حالات کا علم نہیں تھا، ورنہ ایسا کبھی
نہ ہونے پاتا۔

”کیا بات ہے؟“
”آج تک ایک آدمی ہیر سچاں قیم تھا۔ وہ سکاپور سے
آیا تھا اور وہ میرا ہم ملن تھا۔ وہ عاد مرد تین دنوں سے ہبھی ہوئی
رانیں اور مرض مسلم ہیں لے کر جایا کرتا تھا۔ آج دی پہر کو اس کے
ساتھ ایک بلمبا چڑا آدمی بھی تھا۔ اس کے ساتھ وہ میرے گھر پر آیا
ہے۔“

اور پاساں میں کہیں جائیں؟“
”اوه... مگر کہا جائیا جائے؟“
”افسوس کہ آسکر لئے نہیں تباہی میں تو گھر کہ موجود نہیں
تھا۔ مجھے بات اپنے نوک سے سلام ہوئی ہے۔“
”آس کا نام کیا ہے؟“
”وہ چلتی گی!“ دہ سٹکلپر کے آہا تھا اور امریکہ جانے کا راد

رکھنا تھا۔



وہ سب سنئے میں آگئے تھے اور عمران اجتماع انداز میں
پیکس چکار لئے تھا اور فتا اور برلن نے ریوالونڈ کال کراس کا گزینہ
کی طرف کر دیا۔ میں عمران کے چہرے پر حاصلت ہی کے انداز
آئے رہے۔

”ہمہ اس کی جیب سے ریوالونڈ کال لوئے اور برلن نے کہا۔
بنظر نے آٹھ کو عمران کی چیزوں میں افسوس اور ریوالونڈ کال بدلہ
اپ بیوی دیکھنا ہے مگر جگہ کہ تم کون ہو۔ اور برلن لئے تھی
مکالمہ کے ساتھ کہا۔
”تم مشریعی عمران کی توبہ بن کر دے ہو۔“ مشریعی چیز افسوس
غرا کر بولا۔

”تم بھی اپنی جگہ سے جبکہ نہ کرتا۔“ میں کہی تلاشی بود۔
”تب تو ہم بھی شب تھے میں وہیں نے غصیل آوازیں کہا۔
”نہیں تھے، ابھی الہیان کر لیتھے میجھے۔“ اس کے بعد میں ان
دھنوں سے معاف ہاگ کر بول گا۔“

”ضرور ضرور...“ عمران خوش ہو کر بولا۔ میں سعاف کر دھکا کا۔
اس کے بعد دو بیوی اور وہیں کی چھلوٹوں میں اُن کے چھوٹوں پر
کئی قسم کے دوشن آزمائئے گئے میکن یا کہ اپ تو قہاری نہیں۔
”اب دانت بھی صاف کر دو۔“ ران نے بنظر سے کہا ہو دیے
میری رنگت اس وقت اپنی تحریر ہے۔ کہ مگر جو ماہم کہ مذنب ہے وہ
تب بھی لوگ مجھے کھنعام ہی سمجھیں گے۔
”میں پہلے ہی جانی تھی کہ آپ لوگ اپنا وقت برباد کئے
ہیں۔ وہی نہ کہا۔

”میں آپ حضرات سے معاف چاہتا ہوں“ اور برلن بھر انی
ہوئی آواز میں بولا۔
”میں معاف کر دینے میں کوئی درج نہیں بھتا۔“ عمران نے
مندر کی طرف دیکھ کر کہا۔ ”کیا خیال ہے؟“
”میرا صدر فتح میں بُر امامتہ بن لئے رہا۔“

”اب میں پھر منہج کی طرف آنا چاہیے تا اور ان نے کہا
”میرا یو اور دا پس کرنے کے بعد عمران سہا کر بولا۔
آن دلوں کے یو اور دا پس کر دیے گئے۔
”اب مجھے اس کیاں کے تعلق بتائیے جس میں آپ نے
اسنچ ڈالا تھا اور ان نے کہا۔
”یہ کتنی غیر متعلق سوال ہے؟ صحنہ نے کہا؟ اس کا
جواب ہم نہیں دے سکتے۔ بہر حال، عمران صاحب نے جو کچھ کہا تھا
”اُسے ثابت کر دیا؟“

”آپ اس کے اتمام سے کیسے واقف ہوتے تھے؟“
”سوال ہمیں چیز متعلق ہے۔ ہم یہاں صحنہ اسیلے کھاتا ہوتے
ہیں کتنے دلیل کو تلاش کریں۔ صحنہ نے جواب دیا عمران قوائب
خاموش ہو گیا تھا۔
”پھر بھی... اگر تم دوستانہ طور پر بعض تذکرے جھیڑیں...؟“
”نظر نہ کہا۔“

”مجھے خوش ہے؟“ صحنہ بولا۔
”غایباً آپ لوگ خفا ہو گئے ہیں۔“ ہنڑ مسکرا یا۔
”نہیں، ایسی کوئی بات نہیں۔“ لیکن ہم اپنے دھلوں سے
نہیں بہت سکتے۔ صحنہ نے گلاس کا یاں ایک طرف پھینکتے
ہمئے کہا۔

”خیر آپ کی ہر سی ڈا اور ان نے لاپرواٹ سے اپنے شانوں
کو جذبہ دی۔“

”کیا وہ لاش کسی کی ٹھرانی میں ہے؟“ عمران نے پوچھا۔
”اپنے منتظر سا جاہب تھا... کچھ درستک فاموسی بڑی پھر
اور ان بولادی رہ گئی زیر دلیل سے تعلق یہاں کیے جاتے
ہیں ان کے پاس سماں سی ہی حیرت انگرچیزیں برآمد ہوئی بڑی
ہیں۔ یہی حیرت کے آنا دعیا اس نام کو تشویش کی نظروں سے
ڈیکھتی ہے۔“

”اُس نے خاموش ہو کر کاموں اور کلی کی طرف دیکھا۔
”یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ تو یہی نے کہا؟“ اب آپ دشمنی
آدمیوں سے اس قسم کا برداشت کر پکیے ہیں اس لیے کم از کم میں تو یہی
چاہتی ہوں کہ آپ ہمیہ طرف سے سمجھ ملن ہو جائیے۔“

”اپنے مناسب ہے تا کاموں پر پڑایا۔
”قطیعی غیر مناسب ہے۔“ عمران بول پڑا۔
”مکبوط؟“ کیل اس کی آنکھوں میں عینیتی ہوئی مسکافی۔“

”ذینا کے بہر ہاک میں پھر ہاک کے جا سوں ہوتے ہیں۔“
”پہنچنا آہمان کا مہم نہیں ہے کونک وہ رکاب آپ میں بھی نہیں رہتے
اکثر وہ احمد ترین حکموں میں بھی احمد ترین نہیں ہاصل کر لیتے ہیں پھر
کیا یہ حکن نہیں ہے کہ وہ سیکرت سوں میں بھی کسی ایں مطلب
کے کہیں یا کس آپ میں نہ ہونے کے باوجود اس بھی زرد دیند کا جا سوں
ہو سکتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ میرے تعشق میں ہے جی ہاک کی سیکرت
سردیں نے ہو کا کھلایا، ہو۔“ عمران خاموش ہو گیا اور وہ لوگ بھی
پھر بڑے۔

”آپ کہنا کیا ہے؟“ اس نے پوچھا۔

”ہمیں بہت زیادہ ہمتاوار ہے کی مزورت نہیں ہے بھر ایک
دوسرے پر کوئی نظر نہیں۔“ عینی اعتماد نہ کریں کسی پر۔ اب میں کیا تاؤں
کہ آپ لوگ مشاعرہ پسند نہیں ہیں، وہ دنہ اس سے میں آپ کو ایک
خوبی سندا۔“

”خوبی کیا؟“ نہ سترے پوچھا۔

”اسپوں کہ مگریزی میں خوبی کا تحریر نہیں کیا جا سکتا۔“

”پھر ہم کیسے بھیں گے کہ آپ نہ کیا کہا ہے؟“

”ویسے ہے خوبی... یعنی کہ یوں“ عمران نے لگنگہ کر شعر پڑھا۔
یا اپنی مت نہ جانتے دینہ دل
منہے والوں کو شانتے دینہ دل

”بھیں نہیں آتا آپ کیا کہہ رہے ہیں؟“ اور ان نے برا سا
مشن بننا کر کہا۔

”پھر ہم کیسے بھیں گے آپ عمران صاحب؟“ صحنہ نے اسے نوکا۔

”اوہاں... کیسی یہ کہدا تھا کہ زیر دلیل کو ہم لاش کہاں کیل
گے؟“ عمران نے کہا۔

”اس سے پہلے تو ہم اس نہیں ہے۔“ ٹانیس پر غور کریں گے
اور ان کوچھ سوچتا ہو اپنے اسے۔“ وہ یقیناً کسی آئی ہی کی زبان تھی یعنی
کیا آپ میں سے کوئی اسے بھر کا تھا؟“

”عمران کے علاوہ بہر ایک نہیں میں سر کو جذبہ دی۔“

”کیا آپ سمجھتے؟“ اور ان نے اس سے پوچھا۔

”اگر مجھ سا ہم تا اب تک نہیں کیا تو اسے لگا ہوتا
عمران نے کہا۔“ سب سے بڑی دشواری دی ہے کہ اب تک کسی
کوئی ایسا آدمی نہیں مل سکا جو اس زبان کو سمجھنے کا دعا کر سکتا۔

”میں پھر پوچھتا ہوں کیا آئلڈس کی لاش محفوظ ہے؟“

”جی ہاں...“ محفوظ ہے تا اور ان نے ناخوشگوار بیٹھے میں کہا۔

”پتہ نہیں کیوں آیے جنہیں متعلق گفتگو مشروع کر دیتے ہیں؟“

- میں پلٹنے تک میں اس کا ہر کچھ لہاتا ہوں۔ دیکھ جو ہنر کرنا
- ہوں کہ اس مکان سے نکلے اور جو حریگ سماں دوڑنا شروع کر دیجے۔ آلس تھا نہیں رہا جو کہ... اگر اس مکان پر بُرگا تو اس دیلنے میں افسوس کرنے والا میں نہیں تھا۔“
وہ اچھل کر کھڑا ہو گا۔
- ”تیک سے باصل یقیناً ہے تو میں بھلا گک ماں کے میران کے برابر ہیج گئی۔
یعنی میک اسی وقت ایک آدمی کرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں مایا گئی فیض اور وہ سرے پاول مک بیان پوش تھا۔
”بہت دیر میں ہوش آیا تھیں؛ اس نے قبضہ لگایا۔ پھر وہ بندوق خراہست میں تبدیل ہوتا چلا گیا۔
- ”الذ... نہرے سائیخ کے دو لوں ہٹکے میں ہوا لکڑدہ
کیا تھیں گاہاتا ہے؟ عمران نے کیلے سپاہ چھا۔
”کیا مطلب؟“ کیلی کی آواز کا پر رہی تھی۔
”تم دیکھ رہی ہو گیاں شریف آدمی کے ہاتھ میں مایا گئے۔
اگر فیکر پاٹھی گویاں کے حساب سے سی رکھ لو تو ہمیں بیٹکن کے پھر میہرے کا نہ رہا۔“
ایک آدمی اور اندر فرانسل ہوادیہ میں ساہ پوش تھا اور اس کے چہرے پر جیساہ نقاب تھی۔ اس نے مینہ پر اہوا نہرہ اسی طبق اخالیا۔
”عمران کی رانکا لوہتا میں اگنی دا لاد خڑیا۔
”وہ کسی دعا سرے کے وجود سے داتفاق نہیں میں دا اور ان غپر سکون ہے جی میں کہا۔
- دفعہ اس سرے آدمی نے ان کے چہروں کا جائزہ لیتے ہوئے عمران کی طرف اشارا کر کے کہا۔ ”ہی آدمی جو ملتا ہے؟“
”شکریہ؟“ عمران بڑی سحدت منڈی سے بولا۔
”بکھار ملتا گرے،“ سائیخ نکا لوہتا میں مایا گئ دا لاد دا۔
”ارے تم خواہ مخواہ میرے پیچے کیوں پڑ گئے ہو؟“ عمران بڑا سامنہ بنا کر بولا۔ ”میں کیا جاؤں؟“
”تم سندیدا دہ کون جانے کا اگر تم دی بے دوقوف آدمی ہو؟“
”تم خود بے دوقوف آئی... اے زبان بسحال کر زور نہیں میں، اسی جگہ خود شی کر بول گا؟“
دفعہ اسی میں وائے نے دعا سرے نقاب پوش سے کہا اور تم ان لوگوں کو باہر نکالے جاؤ۔ میں اس سے سمجھ لوں گا۔“
”گر عمران کی بھروسہ نہ سکا کہ وہ اس سے سمجھنے کے لیے تھا۔
” بعد چاہتے ہے۔“
- ”ددسرا آدمی بقیہ لوگوں کو بیلوں اور دکھا کر پڑھ لے گا۔“
”بیٹھ جاؤ!“ نقاب پوش نے مایا گئی جنبش سے کرنسی کی طرف اشارہ کیا۔
”چوپ جیوں جی گیا۔“ میران بیٹھا ہجوا ہوا۔
”کیا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ ذیر و لینڈ سکپ پنج جا گے؟“ اس نے عزما کر کہا۔
”ہم سمجھیں یا نہ سمجھیں تمہری سمجھتے ہو؟“ میران مسکرا کر بولا۔
”بکھار ہے۔ ہمیں لیے جھات کی ذریعہ برادری تھی پر وہاں نہیں۔“
”پھر کیوں دوڑتے پھر رہے ہے ہو؟“
”اسفج... صرف یہی دو گھنٹے تو غلط ہاتھوں میں بھی گئے ہیں۔ لا اونکا لوہیمرے پاس زیادہ دقت نہیں ہے؟“
”وہ میں پانچ ساٹھ نہیں لایا۔ عمران نے کہا۔
”تم بھے دھوکا ہیں دے سکتے... اگر دلکھ ہوئے تو غلط کھابے پاس یہ محلوں بھی نہ ہوتا جس کے سب سے تھے۔“ اپنا کرت بکھا کر مر عوب کرنے کی کوشش کی تھی۔
”قوہ ٹرانسیسٹر ہے؟“ میران نے اس کی بات کا حواب دینے کے بجائے پوچھا۔
”اب بھی اس میں کوئی شبہ باقراہ گیا ہے؟“
”مگر بار وہ زبان کون سی ہے؟ میں کیسی کی کھیں نہیں آئی تو تمہارے فرشتے میں ہیں بھروسے کے نقاب پوش مکارا۔
”وہ اس کے قریب ہی کھڑا ہوا تھا درمیں گئی کمارخ اسی کی طرف تھا۔“
”اپنی بات ہے؟“ عمران نے یک طویل ماس سی میں یک شرط پڑھدا سائیخ تھارے حولے کر سکتا ہوں؟“
”اس نے چاروں طرف دیکھ کر یہ عملاً آہستہ سے کہا۔“ گویا وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے کان دس بھی پڑے کے کیا مطلب؟“
”بمحال ان لوگوں یا ان کی اسکیوں سے کوئی پیسی نہیں ہے۔ مجھے صرف ایک عورت کی تلاش ہے جس کے بینر میں لذت نہیں رہ سکتا۔“
”کون عورت؟“
”وہی جس نے داکٹر دا دکوچوت دی تھی۔“
”میں نہیں جانتا کہم کس عورت کا ذکر ہے کہ رہے ہو؟“ اس نے کہا۔ یکن دعا سرے ہی تھے وہ سب کچھ جان گیا۔ یکیوں نکل عمران نے اسے غاقل پا کر اس کے بیٹھ پر ایک ذور دار لات دیں۔ یہی تھی وہ اس خیر متواعن تھی کہ یہی تاریخیں تھا لہذا بنسنے کا پھر عمران

تھا جو اس ذہنی حادثے سے کچھ دیر پہنچے: میں بھی اس کی میزہ بیکھا
گیا تھا جو بعد کو اسے ہوئی ہی سے اڑائے گیا تھا۔

روپنگ لگ کون تھا، کیا چاہتا تھا؟
ڈان میں کھٹے نے تن بین کو اس سلسلے میں بہت کچھ ڈالا جاتا
تھا۔ میں وہ اس سے نیوارہ نہیں تباہ کہتا پہنچتا تھا۔

روجمنگی اُنکے بیان کے طبق سنگلے ہر سماں تھا اور
سنگاپوری سے اس کے نام، ایک تاریخی خط لا رہا تھا وہ خط چکنیں
کے لیے قدمی دوست کا تھا اس پر روچنگی کو پہنچ سال گھرنے
کی بگد دے دی تھی۔ اس نے بتایا کہ شہبہ بھی ہو جاتا کہ وہ کسی
حُرم کی نیت سے تیا ہے تو وہ اسے کبھی اپنے گھر میں بگد دو تھا۔
عین نے فان میگاٹے کی آنکھوں سے ابتدا کی پڑھ لی۔
اُس نے اسکے ساتھ اگر انی خیرت چاہتے ہو تو وہ کہ راست تک
اُس میگو کے پنج گوپا کر دو۔

”اُس نے کوئی حُرم بھی کیا ہے تو وہ کہ کوئں آئندگا، میں نہیں“
تن بین مردہ کی آوازیں برلا
میں بکاں تھیں، سنتا پاہتا ہوا ڈان میگاڑسے گرج کر کہا
وہ آؤ کی میرا بھان تھا بے وہ اپنے ساتھ گیا۔ میں تم میں سے ہر
ایک کی پڑھی اور میڈولوں گا۔“

”میں وہ بکھوں گا سی نہیں... مگر ہم بے قصور ہیں“
اس کے بعد فان میگاڑسے کھانا سے پہنچنے والوں کی بھروسہ
سے بھکھنے لگی۔

عینہ بھرڈان میگاڑسے کے خراب خانے میں واپس آگیا اور
پھر جیسے ڈان میگاڑسے کے افس پہنچا اسی یہ سختے سے پہنچ کی ہو ج
خوش نظر آئے کچھ جو اپنی بچھڑی ہوئی ماں سے غیر متوقع ہوئے پر جا لایا۔
کرل فریدی تو ان میگاڑسے کے افس میں ان کی دلیلی کا تھا۔
ڈان میگاڑے بڑی حُرم جوش کے ساتھ اس سے بغل کیم جو گاہم
بولا۔ کرل بھبھے صد افسوں ہے کہ میں بھاول کو تکلیف پہنچی؟
”کیسی تکلیف... میں نہیں کھھا۔“

فریدی کے انداز سے صاف ظاہر ہوا تھا جیسے وہ حالات
سے لامم ہو۔

قائم کا داقد اس نے بڑی حرمت سے سنا۔

”اوہ ہو!“ عینہ بھرڈا کر بولا۔ میں نے ایک بلے پڑھتے تار کے
ذریعے آپ کو آگاہ کیا تھا۔

”بھجے تھا راکوئی تریں لایں نہ تھیں اپنے انہیں کے پسے
سٹاکا کیا تھا پھر تیں ایک تاریخا تھا کہ تم لوگ واپس جاؤ اور روشنی

ندم کے نہیں پڑکنے سے پچھا اس کے نامی گن ولے ہاتھ پر اتھ
ڈال دیا تھا نامی نہیں آپ کر دھجھڑی تھی اور انہیں اس پر اس طرح
سوار تھا کہ ایک بلے سے اس کا منڈبار کھا تھا اور دوسرے بلے سے
ہس کی گردان پر نہ دانہ مانی کر دھجھڑا جلدی اس کا نشانہ بھس بڑکتے
ہو گیا۔ میں عمران کو یہ دیکھ کر افسوس ہوا کہ پیرے میں دانی بن گئی تھی
یعنی وہ دم بخشنے کی وجہ سے حتم ہو چکا تھا۔ ویلے ہمارے عمران نے اسی حد
تک اس کی گردان دہانی تھی کہ وہ صرف ہے ہوش ہو جائے دا اس
لے بڑی تشریف سے اس کے پیڑے اتار کر پہنچے اور جسمے پر اغاف
گھانی پھر ٹامی کن سجنھاں تھوہا باہر نکلا۔ وہ لٹکا اتار ہوا آہستہ آہستہ
پل رہا تھا۔ یہ ہر قوڑ سے میں فاصلے پر نہ دسرا نقاب پوش موجود تھا
اور اس نے کافرش کے دوسرے شتر کا کوریلو الور سے کوڑ کر زخم کھا تھا۔
دھنٹا عمران پر کھانیوں کا عورہ پڑیا اور اس نے کھانیوں
کے دوران میں دوسرے نقاب پوش سے بھڑائی ہوئی آوازیں
کہاں پانچیں لے چلو۔ کام ہو گیا ہے۔ میں نے اسے مار دالا ہے۔
میں زخمی ہوں۔ وہ جیسٹ پڑا تھا۔ میکھ ٹھہرو۔ ان کی تلاشی ہے۔
دھنٹیں نامی نہیں سے کوڑ کے کھڑا اسی ہو گیا اور دوسرا نقاب پوش
آن کی تلاشی یعنی لگا۔

”تم جیں کہاں لے جاؤ گے؟“ اور ان نے مردہ سی آوازیں لے چکا۔
”جنم میں“ عمران نہ کھاننے ہوئے جواب دیا۔ اس کا ان کھانیوں
نے بھرم رکھ لیا تھا اور نہ دوسرا نقاب پوش آواز کی تبدیل کی بنابری پر ٹھہر
ہو جاتا۔ میں کا جناب تھا کہ آن وکوں کا کوئی اُپا یعنی ٹھوڑا قدر ہے۔
کہیں ہو گا اس یہے اس نے چال چل پڑی۔
اُس کا جناب غلط نہیں کیا۔ دوسرا نقاب پوش انھیں بتتا کہ
ایک جانب دھیکتے لگا۔

”چلو... لے چلو!“ عمران کھانتا ہوا بولا۔ میں بہت زخمی
ہوں، میری رفارکی پرواہ کر دو۔
وہ انگریزوں کے سے بھیجیں گفتگو کر دھا کیونکہ اس نے
آن دونوں کے متعلق پہلے ہی اندارہ کر لیا تھا کہ وہ انگریز ہیں۔
یہ تفاصیل اندھیہ میں ایک ہر فین پڑا۔

★ ★
”آن بین سے مل ہوئی اٹھاٹ جید کیلے کھلی یہ سریا قبی۔
روپنگ لگ سنگاپور سے آیا تھا۔ ہر کیک جائے کا ارادہ رکھتا تھا۔ درمیان
میں قائم کے ہواؤکی بات پڑی مگر بات کیا ہوئی؟
آخر اس اخوا کا کیا تھا تھا؛ اخوا سے پہلے وہ اپنی یادداشت
کو ہمیٹا تھا۔ بھی نہیں بلکہ اسے اپنی جنس بک کا اس نہیں رہ گی۔

سے بھی آگاہ کر دیکن تھا اسی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی۔ میں نے اس سلسلے میں پہلے دو پرے تین تار دیے میں جواب نہ ادھر مجبوراً مجھے ہی آپرا لایا۔

جیدا پاناس سرہنال نے کے علاوہ اور کہا کہ سکتا تھا گویا یہ سب کچھ اسی قائم کے یہے ہوا تھا۔ اسے اغوا کرنے والا نے باقاعدہ طور پر ایک جال بچھا یا تھا۔ فریدی کے تار اس سمت پہنچنے دیئے اور زد اس کے تار فریدی نہ کہ۔ مگر مقصد کیا تھا۔ آخر فریدی ہی کیوں اسے ساقھہ لایا تھا؟

اسے جہاز والی لاٹکی کاں بھی یاد آتی۔ آخر انھیں نہ کہ پہنچنے سے کیوں باز نکلا گیا تھا؟ اس کے بعد نے میدرڈ کا قام کیا معنی رکھتا تھا۔ اس نے فریدی کی پیشافی پر بھی نہیں دیکھیں۔

کیوں کہنیں، ہم نے پورپ کی سیاست کا پروگرام بنایا تھا کچھ دن پہلے انہیں روانہ ہو گیا تھا۔ دن بیکوں میں کتنی منتظر کرانی تھی توقع تھی کہ کافی زیر مبارہ مل سکے گا میکن پھر اس میں دشواری پڑیں آئی۔ مجبوراً ان دونوں کا سفر راستے ہی میں روکا دیا گیا۔ ایمڈ تھی کہ شاید کام ہو جائے اس لیے انھیں دوچار دن میدرڈ، ہی بیکنے کر دیا۔ خال تھا کہ اگر فرورست کے مطابق کرشی ہی کتنی تو انھیں بھی نہ نہ بُوا لوں گانا اس کے برعکس ہو تو میدرڈ ہی سے لوگ داپس پہنچ جائیں گے میکن رہے واقعہ ہو گیا حالانکہ کام نہ ہو نہیں۔ پر اس نے ان دونوں کو اطلاع دی تھی کہہ واپس پہنچ جائیں میکن ڈان میگاڑے کے نزل سکا۔

ڈان میگاڑے تھوڑی دیر تک افسوس خاہی کرتا رہا پھر بولا۔ ہمیں کا خال سیکھ دو لاگ، اس سے بھی رتوات اٹھیں گے۔

”ہاں... حالات میں ہے میدرڈ، کہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں سوچا جاستا۔“ فریدی نے کہا۔

”مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ دو لوگ پہنچے کہہ ستے تاک میں تھے۔“

”یقیناً۔“ فریدی نے کچھ سوچتے روت سرہنال۔

”میں کوئی وقید اتحاد رکھوں گا کہ دل سمجھے بے حد شرم مندگی سے ڈان میگاڑے نے کہا ہو یہم نے خود ہی ہوئی بوسیو کا حوالہ دیا تھا۔“ درست میں الحص اپنے ساقھی رکھتا ہے۔

”میکنی داشتہ میکنی تھیں کہ سازش کا امکان ہی نہیں تھا۔“ درست میں خود ہی محاط رہ چاہا۔

”میں نے بچال کے ایک بدعاشر سینی تیزین کو کچڑا یا تھا۔“

”تم لین!“ فریدی کیک بیک چونکہ پڑا۔

”ہاں تین لین۔ اس نے بتایا کہ اس کے ساقھی کا اغوا کر رہا ہے اسی کے یہاں نہ صر اسیک آج ہی دوپہر کو وہ اس کی مدد موجودگی میں اپنا سامان اس کے گھر سے لے گی۔ اسے اپنے ہذا سے معلوم ہوا تھا کہ اس کے ساقھے ایک بلاچور آدمی ہے تھا۔“

”یہ تین لین وہی تو نہیں ہے جس کا سر معمول سے کچڑا ہے اور بایاں شاد بُکا کر پہنچا۔“

”ہاں!“ ڈان میگاڑے کے پیچھے میں حیرت فتنی ہی کام کے

جلنتے ہوئے۔

”اغوا ڈان میگاڑے!“ فریدی مفطر باندازاں میں اس تھا۔

بوادر کیس وہ نہ سمجھتے وہ لوگ ہمارے حالات میں پوری طرح باخبر ہے ہیں۔ مگر انھیں میکن امکن اطلاع ہو گئی تو کم از کم تین لین قوچا شاب ہی ہو جلتے گا۔“

”آخر یہ قسم کیلے ہے؟“ ڈان میگاڑے بولا۔

”چلو دیر د کرو!“

ڈان میگاڑے اسکے پیچے گیا۔ میکن اس کے اور میکن اس کے کاریں بیٹھ گئے۔ جیدا کہ بھیں عروج پر تھیں، فریدی کے سیان پر اسے تین ہیں کیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ فریدی اس پیچھے میں غلط باتیں کہتے ہے۔

کارپل پڑی ڈان میگاڑے کو بھی کھوچ پڑئی تھی۔ میکن فریدی اس کے سوالات کے غصہ جوابات میں رہتا۔ اسے ختم کر شاید ڈان میگاڑے کو بھی مطمئن ہونے لگتی اور پھر اخکار اس نے بھی خاوشی امتحان کر لی۔

حیثے تو خاموش تھا ہی سوہ ڈان میگاڑے کی موجودگی میں خاوشی ہی رہ سا چاہتا تھا۔ وہ شاید اب تک کی جھمپیں، ہو جی ہوئیں۔

”تم آخر تین لین کو کبھی جانتے ہو؟“ ڈان میگاڑے نے دریافت کیا۔

”بہت دونوں سے!“ فریدی کا جواب تھا۔

”تمیں تین ہیں ہمکہ وہ اس سازش میں شر کی ہو گا!“

”سو فیصدی تھیں!“ فریدی نے کہا۔ وہ قتل اور احتوا کا ہے!

ڈان میگاڑے خاموش ہو گیا۔ پھر دیر بعد اس کی کار ایک چھوٹی سی عمارت کے سامنے لگی۔ ساختمان کے اعتبار سے عمارت معمول ہی تھی۔ میکن اس سے ملکہ پائیں ہاٹ بہت سیقے لے لگایا۔

وہ کار سکھا کر پھاٹکے۔ میٹھا اصل ہونے پر مامنے سے

ایک دن اچھا ہے میں ان کی بیوی کے لئے بہت اور قریب اکر پڑھائی
اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا۔
”تنہیں کو بلاؤ ڈوان میکارے نہ گرت کر کے۔
”وہ... وہ... تنہیں ہیں... سی نیول بو۔
”میں کہتا ہوں؟ اسے نہ لادو اور نہ سیخ ٹھوڑی گھریں گش کر کہنے
لادیں گے۔

ڈوان میکارے نہ جعلہ بہت بیسیں اُن پاٹوں پر صینی کندہ
پر رسمی کردیا اور دھنی تھا ہمارے ہمراستے جاگیرا۔
”اس سے کوئی فائدہ نہیں پفریڈی پڑھیا۔

پھر اچھا کہ انہوں نہیں ٹول کی بُو عسوں کی اور دھناتے
کہیں سے بیٹھے ہوئے پڑوں کی چادر کرنے میں آئی۔ ماں تھی فریڈی
نے اچھل کر دھناتے پر ٹکرایا اور دھناتے پر کھٹ کھٹ کیتے۔ وہی
طرف اس آنکھ پر جا پڑا جس تھے ہونے پڑوں میں آگ لگانے حا
رہا تھا۔

فریڈی بھی دروازے ہی پر گرا ہوا تھا یہ پچھے دیدے ہوئے تھے اور
کہ حق سے ایک نیول چیخ گئی۔

دفعاً دوسرا ہے دروازے سے اندھا ہدھنا ہوتے ہوئے گئے۔
فریڈی نے تو ٹوٹے ہوئے دروازے پر سپاٹاکہ چھلانگ لگانی اس
طرح وہ انی فائزوں سے زیک کے۔
پھر فائزگاں رُک گئی اور انہوں نے دوستہ ہونے کے دھنوں
کی آواز سنی۔

”نمک چلو و فرمی دھناتے کھلتے ہوئے اولاد۔
پھر انہوں نے بھی نہیں دیکھا کہ دروازے کی نیچے پھٹے
آدمی کا کیا خشنہ ہوا تھا۔

فائزوں کی آوازوں کی بنابریا ہر سوچ پر اگیرا ذمہ بچوار
کے رہنے والے کھانا ہو گئے تھے۔

ڈوان میکارے کی کارخانیت تھی۔ شاید غائب کرنے والا اسی
پر فرور ہوا تھا۔ ڈوان میکارے سے جو جمع کر کر رہا تھا اور پودے کے سپیں
میں ان گدھ حکم کی تھوں کا وجود برداشت نہیں کر دیا۔
لوگوں نے فائزوں کے حق پوچھ کر کی جاہی اس پر وہ
وہڑا راگرا سیمین پر ہمیوں سے نیا کے کیا یا توں مکتباہ ہو گئے
کا تھا۔ میں ہر سے ایک مالا دامت کاغذ کر لے گیا ہے۔
”بعنی ختم بھی کرو وہ فریڈی۔ نے کہا اگر تم پہنچتے ہوں تھے
میں پوچھیں کامان کرو تو ہر جگہ کا۔

”محبے پوچھیں کا خوف نہیں ہے... پھر۔“

”آپ ماں کے ہیں۔ سی نیول میں لے جائیا! تو کہہ گئے مسلمانوں
اور ہندووں نے روہانی کا افسوس کہا ہے میں ڈوان میکارے اسے سور احمد سک
طرف ہیکلہ ہوا اولاد اندھے چل... اندھے چل۔“
وہ کسی سوچ کا نہ ہوئے آجی کی طرح باہسماں پانچاہا آگے
بڑھنے لگا۔ ڈوان میکارے نہ اس کی گرد دلچسپی تھی۔
وہ اُسے خاترات میں لایا۔ ناہیت خال پڑی تھی غدوی بیک
کر کرہ دیکھنے لگا۔ اچاہک جیکچہ پتھر رُک گیا۔ اس
کی تقریب ایک رُکی کمپتھی پر پڑی ہوئی پتوں پر تھی۔
دوسرا بھی میں میں، اس نے جھپٹ کر اسے اٹھایا اور منظر
انداز میں بولا۔ ”تامکی ہے۔“

”تو ہوں وہ فریڈی بھوٹھیں کی طرف ملا۔“
”تنہیں کہاں ہے؟“ اس نے پوچھا۔
”بچھنے ہوں معلوم نہیں ہوں... وہ دوستہ بھسکر بہاں نہیں ہیں۔“
”کیا آج بہاں کوئی ابھی بھی آیا تھا؟“ ایک دیوبھیا آدمی
”نہیں۔ سی نیول میں میکارے ایسکوئی آدمی نہیں دیکھا۔“
”ٹوچیرٹھ دوال رہا ہے ڈوان میکارے کر جا۔“
”نہیں۔ سی نیول ایسی بھی بھجوٹ نہیں بوتا ہے بولھار دنے
گا۔“ وہ بہت فریادہ فریادہ لکھا رہا تھا۔

”گدھ حکم کی پچھے اس سے تھجھ زندہ دفن کر دوں گا۔“
”سی نیول، ایک میں نہیں میں کہہ نہیں باتا۔ میں نے بہاں
بہتھوں سے کوئی ابھی نہیں دیکھا۔“
”مگر تھا نے پہنچیں نے تو بتایا۔ جب کہ آج دنیہ کو بہاں ایک
لبھا چڑا آدمی کیا تھا؟“ فریڈی نے کہا۔
”بتایا ہو گا۔“ سی نیول ایک تو آج ساری دوپھر سو تارے ہوں،
بچھنے کہہ نہیں۔“
”لہجے اگر بہاں کہہ آیا تھا بٹوان میکارے دیا ہے۔“
”وہ آج پچھلے سال آئے تھے جاہی... اور پھر فرائس جاکر
ڈالہری۔“
”آہنے پر ہوشیار ہے وہ نہیں؟“

وہ تیری سے تکرے رئے گوں ملائیں رکنا پا لایں
ڈان میگاڑے کی دیکھ مر جک پر ساری بیرونی کی طرح پھٹ گئی
وہ سری شرک پر دیکھ گئی اور اس طرز وہ جلد اعلیٰ
شرب خانے پہنچنے کے سامنے ہوئے۔

”کوئی عالمی اس وقت تم نے کمال کر دیا اور ڈان میگاڑے نے
کہا جو دردیکھ بار پھر وہی پیکاڑی کے شرب خانے والا منظر
آنکھوں کے سامنے ہوتا ہم اس چھوٹے سے سکرے میں بھین کر کاب
ہو جاتے“

فریدی پکھنے والا دوہری سوچ میں تھاں نے رکا رہ دیا
اوکھی کمرہ اپنے دیکھا۔ اندر اپنی کھانا میدردی کی شرک پر جگدا
امشی تھا۔

وقتاً اس نے کہا ”پوچھ مہرود آئے گی“

”ہاں آتا تو چنیے ہو ڈان میگاڑے نے کہا۔

”متوکل، اس جھکڑے میں نہیں پڑنا چاہتا... اگر اس چکڑے میں
پھٹا تو کیون مگ بجائیں گے اور اس عرصے میں ہمارے ساتھی
کہا تو نہیں کیا خشن ہو۔“

”صرقم ہو کر کہہو کیا جائے“

”رمپہاں سے ملے جائیں تو پتھر ہے“

”چند جاؤ“

”تم کسی پرشانی میں تو نہیں پڑو گے؟“

اس پر ڈان میگاڑے نے ایک ہوں تھہرہ لگا کہ کہا اور پرشانی
صرف ان لوگوں کے حصے میں آتی ہے جو ڈان میگاڑے نے نہیں میں۔
فریدی نے تھوڑی دیر بعد کہا ”میرا جمال ہے کہ اس وقت
مکتوب میں نے مدد پڑھوڑ دیا ہو گا“

”کس تھا سمجھیے پورا اسپین چھان سکتے ہوں“ ڈان
میگاڑے بولا۔

”نہیں شکر،“ فریدی نے کہا ”وہ اپنی میں ہرگز نہیں ٹھہریں
گے میں جاناؤں کے دہ کہاں جائیں گے؟“

”کہاں جائیں گے؟“

یعنی فریدی کے نہیں کا جواب نہیں دیا۔

ڈان میگاڑے بھی معابر فہم آدمی معلوم ہوتا تھا اس لیے
وہ اس پر مصروف ہوا کہ اس سپاٹے سوال کا جواب مل جائے۔
”اگر مدد پڑھی میں قیام رہے تو مجھے حالات سے آگاہ کرتے
رساؤں نے فریدی سے کہا۔

”نہیں اسی مدد رؤں میں ٹھہرنا غصوں ہے“ فریدی بولا۔

”اچھی بات ہے اٹھان میگاڑے نے یہکھلی ملے
”تم کبھی نہ بھی یہ مدد کرنے کے بھی تو ایسے حالات میں... بھے ہے
افسوں ہے کوئی کو تھا اسے کسی کام نہ آ سکا۔“
”تم نے بہت بڑا کام کیا ہے میگاڑے... میں تھا اسکو
ہوں اگر تم تن یعنی کے تعلق نہ تھا تو میں اندھیرے ہی میں رہتا
اپ شاید وہ لوگ ہی بھی زندگی میں کیوں نہیں ان کی وجہ
رگ سے فاقہ ہوں“

”اگر تم کل شام تک ٹھہرے تو چیزوں کا حق عام بھی دیکھیے
”کیا مطلب؟“
”چیزوں کے خلاف اعلیٰ چانے پر فاکر اول گا۔ اب میں یہ
میں یہکھلی میگاڑے سندھیں کر سکتا۔“

”نہیں ایسا ذکر نہیں کروں نے ہذا کا بگاٹھا ہے“
”اگر ایسا نہ ہو تو کچھ بھی ڈان میگاڑے کے نہیں میں شتاب
جاہیں گے“

فریدی کچھ نہ بلا۔ غایباً وہ اس مسئلے پر بحث نہیں کرنا چاہتا
تصوفی دیر بعد وہ عالیٰ گئے فریدی خجالت میں ڈوبا ہوا تھا
عین نہیں تھی میں بیٹھ جانے کے بعد کہا ہوئے لمبی تھی اسی بے
لی گئی تھی کہ تم اپنے یہ پھانسی کے پھنسے تھا کریں۔ آخر قائم کو اس
لائک میورت ہی کیا تھی؟“

”ایک بہت بسافر اڑ ہو ہے“ حمد صاحب ”فریدی نے دلیل
سافس سے کہا اور خاموش ہو گیا۔

● عمران نشکر داتا ہو اہستہ پل دی تھا اس لیے وہ ان سے
تقریباً بیس گز بھی پورہ گیا تھا۔ اس نے مارچ روشن کر کی تھی اور یہ
بار بار کھانے لگا تھا۔ ساتھ ہی اس کی نیان اس بے وقت کی کھانے
کی شان میں قصیدے بھی پڑھتی جاتی۔

”کیا تھیں، سہارا دوں؟“ دیسرے نقاب پوش نے پوچھا۔
”نہیں اور عمران نے بھرائی ہوئی آواری جواب دیا ڈان پر
اپنی طرح نظر کھو“

”وہ مچلتے رہتے کھو دیر لعدہ اسی دراڑیں داخل ہوتے جس
سے گزر کر دے اس سر سر زخمی میں پہنچتے۔
کچھ دوسرے چلتے کے بعد نقاب پوش نے انھیں باہیں جانہ
کا حکم دیا۔

عمران نے سوچ کھایے اسی دراڑیں کے دوسرا میر کے دوسرا دیتی۔
استھی طالعہ سے نہیں کئی پھیپھی پتارا۔ اس کی ماریقی اپ بھی اور
تھی اور اسی کی روشنی میں آگے والے راستے کر رہے تھے۔

اس حدا تک انتقام کو بہت بڑھ لئے رہا۔

”اندر طوہرہ قبیلہ میں نے ابیان کو دھکایا ہے مارکے
پڑک گیا تھا۔ پھر وہ سب یک یا کس کے عارضِ داخل بھی
مہماں کو خارج میں تین آدمی اور نظر آئئے میں انہوں نے اپنے پاہر سے
نہیں پہنچا کر تھے۔“

”دفعتاً اوپر ایس غیریا ہاوا... تو تم یو خدا... کیتھے؟“

”میں نے ایک دن از قد آدمی کو مخاطب کیا تھا جس کے پیڑے
پر گھنی اور بھورتے نگاہ کی موجھیں تھیں۔ وہ اور ان کی ہاتھ لے لائے
دینے کے بجائے ان نقاب پوشوں پر بر سر پڑا۔“

”کیا تمہروں گھنے ہو جو انھیں یہاں لا لٹک کیا تھوڑتھا تھا
کس نے کہا تھا اک“

”میں کچھ نہیں جانتا۔ اس سے پوچھو!“ دوسرے نقاب پوش نے
”عمران کی حرف ملکر کہا۔“

”کیوں؟“ بھوری موجھوں والا عمران کی حلف دیکھ کر فڑایا۔
”عمران نے ملی گن سیدھی کرتے ہوئے پاشہ پر چھڑے سے تعقاب
کیجیے پہنچتا اور یہاں وقت غاریب کنی تھی زدہ ہی آوازیں گوئیں۔“

”اکثر کھانیاں یہ روماخ الٹ دیتی ہیں۔“ عمران نے انداز
میں کہا اس یہ تم لوگ اپنے اتحاد پر اعتماد!“

”بریو!...!“ میں نے تعجب لکھا۔ ”ونذر قل!“
اوہ ان دفعیہ تھی انداز میں پہلیں جھپکا رہتے تھے۔ دفعتاً
اوہ ان سجن کر بلاؤ کیوں۔ مارش!... مکہ! اب کی بجائی ہے؟“ اس
نے بھوری موجھوں کے مخاطب کیا تھا۔
وہ کچھ بولنے کے بجائے دوسرے نقاب پوش کو فراہم اپنے
سے گھوڑتا رہا۔“

”انھیں گرفتار کرو!“ عمران نے کہا۔
یہ کون وہ سب اسی طرح کھڑے سہے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے
اوہ بیان کچھ کہتا چاہتا ہوں میں انداز نہ مل رہے ہوں۔“

غاریں ایک یہی وہیں یہیں رہنے سن تھا اور وہاں بھکری ہوتی
مختفِ جیزوں سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ لوگ اس غاری کنی دلوں
سے عیم ہیں۔“

”بلے... بہتر!“ اوہ ان تھوڑی بعد بولا یہ کیا تھیں پہنچنے ایک
آفسر کو لوگ فتار کر کے وقت خوشی نہ ہوگی۔ پلے جلدی کرو!“ ان کی باتوں
کے ان کے ہاتھ باندھ دو!“

ہتھرے سب سے پہنچنے نقاب پوش کی گردی پر ردا جایا۔
اوہ اس کی نقاب تو جڈائی یہیں شایدی آدمی بھی ان کے لئے اجنبی

کی تھا۔

کراموں اور صدر سی بیٹھ کر اہم ترین کیلے آگئے
یعنی اپنے کام مارش نہیں کہ سیں یہ پھر میں الحکم ماروں!“ قرب
تھی ترین پر نکلا ہوا تھا۔

غاریں اندھے ہو گئے اور عمران جنگیاں صدر دینے کے
اور پھرہاں نے رنگی پھٹلی سے ماریں تو ان کی تھیں آدمی بھیں

کراموں اور ایس سمجھتے ہے تھے جن مارش خاص تھا۔

صدر فارس کے دل کے پر نکال دیا۔ آئی جلدی کہ بھی میں نہیں
تھکا۔ مارش غاری کے دل کے پر نکلا پڑھ سکتا۔

عمران اصلیں لاتا چھوڑ کر چاروں ہلف پچھلے لگا اور پھر

گئے وہ راست نظر آیا جس سے مارش کے فرار ہونے کے امکانات تھے
یہ سطح زمین پر ایک چوڑی کی دروازی جس پر اس کی نظر

پہنچنے پڑی تھی۔ اس نلعہ والیں ماریاں کی روشنی میں مارش

یک دھومن راست نظر آرا تھا۔ ماریاں دو ایش آرنا چلا گیا پھر ان نے
اپنی پشت پر بھی تھدوں کی آفلاں نہیں۔

وہ ماریج روشنی کے جھٹے تیزی سے نیٹ میں آر رہا تھا۔ اب

غاری کی گئیں سچھی بیاتیں لگتی تھیں۔ سوسو ماروں بھر اسماں تھا اور
پہنچ دلوں جات لامدد و دگر ایساں قیمیں وہ جس طبقے پر علی رہا تھا

یہی فرلانگ بھی ایک چنان قیمی جس کی جو گئی تھی کہ دو آدمی بخش

نہیں رہی ہوگی۔ اکثر جگہ تو وہ اتنی بیگان جو گئی تھی کہ دو آدمی بخش

بلا برسے کھڑے ہو سکتے تھے۔ عمران تیزی سے آگے بڑھتا رہا۔ وہ اب

بھی اپنی پشت پر قدموں کی آوازیں سن رہا تھا۔ اس کے مرنے کر

نہیں دیکھا کیونکہ وہ اس کے ساقیوں ہی میں سے کوئی ہم سکتا تھا۔
اس راست کا خاتام پر وہ رُک گیا۔ آگے پھر چڑھاں شروع

ہو گئی تھی اور دلوں جانیں کی گمراہیں۔ بھی بہت یہ پھر رہ گئی تھیں۔

اس نے شارج کی روشنی میں گرد و پیش کا جائزہ یادا اور پھر کے بڑھنے
کا ارادہ کریں رہتا تھا کہ قدموں کی آوازیں بالکل قریب آگئیں۔

کئے دلی کیلی گلہ جنم تھی۔“

”نهیں ملائیں اس نہیں پوچھا۔“

”کیا نہیں ملائیں؟“ عمران کے سوال میں جیرت بھی شامل تھی۔

”جس کے یہیچے آئئے تھے؟“

”میں اپنے بڑے بھائی کے یہیچے آیا تھا۔ جن اسے تعریا تھیں
سال ہو چکے ہیں۔“

”عجیب آدمی ہو!“ کسلی جنجلائی ہوئیں پوچھتی تھیں اس وقت

کی بات۔“

چر حال پہنچنے کا فشل کرنا اغاثہ بھی نہیں کے جو
ریگ ری خوب نہیں میں کیا۔ حال ہے کہ اس سے
ٹاریق روشن کی اور روشنی کا اثرہ جو کہ اس سے
مارٹل کا شارخ نہ لے۔

میں جو آپ پر آس کھاں پہنچیں تو آجتے ہیں
وہ تو گیبی آرہ ہے؟
مران کپڑہ بولاں نے خود میں نشیب نہ کی تھیں کہ تھوڑی
تھیں۔

وہ اپس چنانجاہیہ اس نے کہا ہے۔ شایدہ میں نہیں
تم نے حال آتھی، کھاں کے وقت بہہ کیا تھا جو کی ملک
مران کا پیسہ کے پڑھا گیا۔ اسے خود میں اس کا حس قرار
اس نے وقت بہار کیا تھا جو اس دن کو کہتا تھا فیصلہ میں
کھاں کے پڑھے ہیں تھی۔

دھیپھے اتنے سخت تھے۔ نہیں اور ان اور مخدوش میں
کیا نہیں ہا؟ اور ان نے پوچھا۔

”پس ان کی وجہ سے تکلی گیا۔“ مران نے تھوڑی ساری سکر کہا
”میری وجہ سے کیوں پہنچیں تکلی کرو۔“

”انھوں نے اپنی عادی تاریکی پھیل دی تھوڑے
”اوے... اوے... میں نے پھرے تھا یعنی نے تکلی نے
جیت سے کہا۔

”اوے پھرئیں ای کیوں دن ہوں گو میری بادشاہی بہت سکر دے جو
خدا ان کو سپرد ہو کرے۔“ مختار نے تھوڑی ساری سکر کے اردو
میں کہا۔

”ماشیں تکلی پیارے بہت نہ ہو گواہ اور ان پر پھریا
پھریا وہ اپس کے پیارے تکلیہ بہتر اور کوئی قیدیں کے ماق
اسی خاریں تھے۔

غایبین پیچ کر مختار نے اور ان سے پہنچا تو کیا انہیں کہا
کہ اپنی طرز دیکھا گیا۔“

”اے“
”کوئی کام کی جیزئے“

”کوئی کوئی خالی خیزیں لیں ملادیوں نے بہابہ دیا ہے جو میں
چاہئے تو ملادیوں کو کوئی کام نہیں باخوبی پڑھ دیں۔“

چھ قدموں کی درجہ، وہ اپنی قدم کا کوئی ہفت دعا نہ ہو گی۔“
قدی اسے پہلی بار ہے تھے۔

”آلا۔ اس وقت ہے مران نے ملک کی طرف۔ انھی اخاڑ کیا ہے؟“ اس
وقت تو میں ستاراط کی ملک کا کارہ تلاش کر رہا تھا۔ میری وادی
اماں کہا کرتی تھیں کہ ستاراط کی ملک ملاستہ زمین۔ کی پیچے سے
جانبیے جہاں بیک گئے اپنے سینگوں پر فٹ بیال اٹھنے کا مری
بچکا کر رہی ہے اور فٹ بال پر بیک اینڈو ہائٹ کا ایک تین رکھا
ہوا ہے اور زمین اسی پر پڑ گی ہوئی ہے۔ بیک وجہ سے کہ زمین پر
بننے والے تباکویے حد پسند کر تھیں خواہ تباکوی وجہ سے بھی پھر مل
کے ملک اسی میں کیوں نہ مبتلا ہو جائیں؟“

”یقمنے آخر اتنی بخواں کیوں کر دیاں؟“ ایسی لے پڑا ساندھ بنا کر کہہ
”پھر کس سکر کوں ایسی باتیں بخروں سے کہ کرتا ہوں تو وہ پچھے
بے وقف بکھرے ہیں مگر میرے اتنا دل چاہتا ہے کہ ہر وقت دادی تاری
کی باتیں کروں“

”اوے اس کا کیا ہو جس کے پیچے دوڑ کر آئے تھے؟“
”ٹراپے میں تو نہیں تھا اور عمان پر اس اسٹریک پر جو اونٹا لمبے نہیں
کر رہی تھی پھر کا کھانیں کا کیا حال ہے؟“

”اچھا میں اب نہ ہوں دیوں۔“ اگر اس نہانہ سے میں تمہارے
گولیاں برسانی شروع کر دیں تو پھر لگتے باستہ نہیں ہے کیا یا تو اسے
مالاں کر دیا اور اپس چلو۔“

”تم وہ اپس چاؤ۔“ تو اس کا شکر کو بچاں کرتے دیکھتا چاہتا ہوں
”کیا تم دوسروں کو بھاٹکی تو بھتھے ہو؟“ کیلی بگڑ گئی۔

”میں اتوکی نہیں،“ مختار کی پاکی کر رہا ہوں جو گل کرتی ہوئی گھانتے
مجھے بہت چیزیں تھیں تھیں میں جگاں کرنے کی کوشش
کرتا ہوں“

”اوے۔ وہ کیا پھونقتا کیں جعل پڑھے۔“
”کہاں؟“ مران نے مارٹھ بخداوی اور پیچھے کے سک آیا۔ کیلی بڑی
پھر قی سے چکان پر بیٹھ گئی۔ مران بھی جھک کر اس ستو لواہ کہا۔
کیلی نے بندی کی طرف اتھا کہا کہا ایسی سندھیک ملک
سائے رکھا تھا، وہیں۔“

”اگر دادا شل ہے تو فیکر کرنے کی حوصلہ نہیں کر سکتا۔“
اہم سے بولا۔“ تم اسی طرح جعلتی ہوئیں واہیں جو گھوڑے
”کیوں؟“ میں دیکھ کر جاؤ!“

”دادا! اماں کیا کرتی تھیں؟“
”کہتی رہتی ہوں گی۔ بس خاموٹ ہو۔ مجھے تھاں کے دلخیز تاریک
سکر کوٹھی نہیں تھے۔“

”کہا تو اسی دل کا دھرنا دیا ہے اسے جڑھیا دھرا کی طرح
کہا تو اسی دل کا دھرنا دیا ہے اسے جڑھیا دھرا کی طرح۔“

یہ مارشل کون ہے؟ " عمران نے اور ان سے پوچھا۔
اوہ... سب سے پہلے مجھے تھا اسکریے ادا کرنا چاہیے تم
ہاں تباہ رکھنے تھے۔ آخر وہ تم سے تہائی میں کیا چاہتا تھا؟"
پرانی موت؟ " عمران نے جواب دیا
اوہ... کیا وہ مر گیا؟"

" ہاں، میں نے تو بار بھنے کی کوشش کی تھی مگر وہ مر گیا۔"
کی تھا رے پاس بھی کوئی دیا ہی نہیں اس فحیے؟"
اگر نہ ہوتا تو میں اس کے استعمال سے کیسے واقف ہوتا؟
تم واقعی حیرت انگیز آدمی ثابت ہوتے ہو دست... میں
میں ہیئت یاد رکھوں گا۔"

" میں مارشل کے تعلق پوچھ رہا تھا"۔

" نہ پوچھو تو بہتر ہے، اور ان فحوم لمحے میں بولا مجھے بتاتے
ہوتے شرم آئے گی؟"
یہاں آندھیز ہے اس لیے یہیں تلاوہ میں نمیں شرطت نہ
دیکھ سکوں گا۔"

" اوہ... بد نجت۔ یہی میرے ہی محکمہ کا آدمی ہے اور میرے
براہ رہی کا عہدہ رکھتا ہے"۔

" محکمہ میں کب ہے ہے؟"

" بہت دنوں سے ہے۔ آخر یا بارہ سال پرانی طازمت بھلو۔"

اوہ وہ زیر ولیڈ کے لیے کام کرتا رہا ہے۔ " عمران بولا۔

" ہاں اسی طرح تو ووگ، ہماری خصیصہ بحدائق اتھر اکرنا معلوم
زیر ولیڈ کے پہنچنے میں کامیاب ہوتے ہیں"۔

" میں کہتا ہوں آخر ہم کس موقع پر ترتیب وی جاری ہے؟"

" ہمارا خال ہے کہ یہ زیر ولیڈ... آمیز ان کے اسی دشوار گزار
ھلاتے ہیں ہے"۔

" اس خال کی وجہ؟"

" اس کے دریمان میں کئی ہاں فشنٹریاں اور فٹ بال کی نیشل
کے قتلی طارے ایکوئڈر پر پرواز کر تدیکھنے لگتے ہیں۔ ان کا اربعہ مشرق

کی طرف تھا اور اپنی س وقت تک ادیکھا جلد اڑا ہے جب تک

کوہ جنگلوں میں نہیں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد ایکوئڈر کی حکومت
کی ہوازت سے ہما سے سینکڑوں ہمہاں دن نہ دوڑ کا پرواز کی

یہیں کوہ تہ نہیں۔ اس کا جنگل اتنے گھنی میں کہ نیچے کا عالم معلوم کر لینا

دوشوار ہے۔ اسی ہما سے پاس ایسے ہی کامیابی نہیں میں جنسیں بھی
پر فنا کے کام میں لا یا بلکے"۔

عمران کے نہ لالا داد پختہ رہے۔ کیلی صدریہ عمران ہی کے

متعلق گفتگو کردی تھی صدر کی بھروسی میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اُسے
عمران کے متعلق کیا تاکہ کیونکہ عمران تو خود اس کی بھروسی میں باہر تھا۔
وہ قیام کا ہر پرستی تھی۔ یہاں وہ دونوں حارم ایک جگہ
نہیں ہے پڑے پانچھلے جن کے پیروالہ دس کی لاش کا نگرانی کی
گئی تھی۔

" مشر اور ان " عمران نے کہا ہے میرا خال ہے کہ ہم ان دنوں
قیدیوں کو جیوں کر باہر کھوئے ہیں نکل پیس۔ مارشل خاموش نہیں بیٹھے گا۔
اُس کی بھی تو شش ہو گی کہ ہم جسون کو دوسری بسخ نہیں کھوئے دے کیونکہ
اس کا راز ظاہر ہو گیا ہے۔ غلام ہر بے کوہ وہ تھا رہے ملک کی سیکھ سہیں
سے بے آسانی اگک ہونا پسند نہیں کرے گا"۔

" تم شیک کہہ رہے ہو... ابھی تک تم نے جو کھو بھی کہا ہے
شیک ہی تکلیف"۔

اس گفتگو کے بعد دنوں قیدیوں کو زمین پر گرا کر اس کے پری بھی
باندھ دیتے گئے پھر ان کے حق میں رووال ٹھونے جانے لگے۔ اور
پھر وہ باہر نکل دئے۔ عمران پانچ سوٹ کیس اٹھانا نہیں بھولتا۔
اوہ باراں نے کہا ہے کیا سامان بھی لے پیس؟

" جیسا دل چاہے۔ میں تو پانچ سوٹ کیس ہر وقت مانند رکھنے
کا عادی ہوں۔ کیونکہ میری عقل عموماً اسی دل نہیں ہے ویسے مس گئی
اگر چاہیں...!"

" کیلی؟ کیلی نے جنگل کر تصحیح کی۔

" اوہ... معافی کیجئے گا۔ یہ نہیں جان کام مری میرا بھیجا نہیں
چھوڑتا۔ اب مشر اور ان کا نام بھی مجھے تی ماراں یاد آتا ہے اور جی

برگسان... ہاں تو بس اب میں دیجئے۔
وہ باہر نکلے۔ انہوں نے کھڑکیاں اور دعا اتنے تو بند کر لیے
تھے سکنی کیہ و سین یہمیوں کو روشن ہی رہنے دیا۔ وہ کچھ دو رچنے کے بعد

چنانوں کی اوت ہیں ہو گئے تھے ان کا رخ کنڑی کے مکان ہی کی ہلف
رہا۔ ایک گھنٹہ کو رہ جانے کے بعد کیسی پڑیلانے لگی تو کیا آج کی رات
یونہی جلتے گی؟"

" نہیں... اور یہی شامیں ملے گی۔ عمران سر ہاکر بولا۔
اور پھر اپاہنک انہوں نے نکوئی کے مکان سے شعبدینہ ہوتے
دیکھے اُن میں سے کئی تو کھلا کر اٹھے۔

" نہیں، عمران غرایا۔ اگر انہیں میں اپنے جسم حصی کرنے والوں
تو ضرور جاؤ اس طرف"۔

اُن میں سے کئی بیک وقت پڑ رہے تھے اسیں اپنے سامان کی
ذکر تھی۔ وفقاً انہوں نے مایا گئی کی دیت ٹھیٹ سنی۔

۰۱۳۔ تودہ تباہی بے ذمہ رکنے کہا۔
۰۱۴۔ کیسے کہتے ہو؟ اور ان نے کہا۔

- علودہ بھی جو شہر والگ کا کار فار مگ دکر کے بکھر میں زندہ
پڑھنے کو شش کرتے کہا تو اس بخواہ کا حصہ صرف شہر سے بخ کے
چکٹے مال کرنا تعاون نہ افیں اس کی کب پر ماہو سکتی ہے کہ تم
یہاں تک کی گرد میں تھتی ہاندھنے کی یہ لائٹھے ہوئے میں نہ ہو۔
تم رنگ بیہی طعم و میک دیکھا ہوں؟

عمران نامی اگن بنجا لے جوتے اندھیرے میں دریگ گیا۔
کوہی کی ہادت سے شعلے بند ہوتے رہے افتابی اگن شور
پچائیں بایں معلوم ہو رہا تھا جیسے اسکا استعمال کرنے والا ایسا گل رو
گیا ہو۔ پھر کپیک انسیل تے دنیا گنوں کے گرچھل کی آوارگی۔
اوہ ہوسکیا تھراہ ہوگا۔ صقدربڑیا۔

میک اسی وقت دوسرے عمران کی آفاز آئی ڈارے بابا!
یہ تو سری گیا و
... اور پھر وہ چنان کی اوٹ سے نکل کر جستے ہوئے مکان کی
دلف حلاگے۔

॥

لیاڑہ میدڑہ سے نیو یارک کے لیے بڑا زکر حکا تھا اور محمد
سوچ رہا تھا کہ آخریک بیک نیو یارک کی کیوں سوچ گئی۔ فریدی
نے لیکن اسے کچھ بھی نہیں بتایا تھا۔

ڈان میکارے سے خصت ہونے کے بعد بھی وہ ایک
دن میدڑہ میں شہر سے تھا۔ اس دن فریدی کا زیادہ تر وقت
ادھر وہ تازہ سے میں گزرا تھا۔

اور اس کی گرد نیجہ سی دیکھو لیا کہ ڈان میکارے نے
جو کچھ بھی کہا تھا کہ دکھایا تھا۔ میدڑہ میں جنہیں کے خلاف اعلیٰ چلائے
پر خلافات شروع ہو گئے تھے اور ان فخلافات کی وجہ انہیں تھیں۔
جیسے تو انہیں افواہیں ہی سمجھتا تھا کیونکہ اسے اس قارکی امیت
علوم تھی جنہیں کے خلاف یہ افواہیں ڈان میکارے ہی کی ہفت
سے پیلانی تھیں جوں گی بس صبح ہی صبح یہ بخ سارے شہر میں پھیل گئی
تھی کہ کچلی لات کو ایک سینی نے لیک اسینی پتھے کو ذبح کر دالا تھا
اور اس کا گوشت پکانے ہی والا تھا کہ کچلی ایسا اپنے چوری کی دیر بعد
بے خوبی کہ جنہیں کے ایک مکان سے دکھارہ اسینی پتھے برآمد
ہوتے ہیں۔ فریدیکہ ہر خبر کام کرکی ڈالیں ہوتا کہ ہمیں آدم خودیں۔
لہس پیر کیا تھا جمال میں کوئی چیز نظر آیا اور چیر کر دیا۔
دوسرے ہی دن نیو یارک کے لیے روانہ ہو گئے فریدی

اس خدا سے بہت طبرداشت ہوا تھا اس نے اس سختے میں ڈان
میکارے بھی گفتگو کی اور پھر بیش کیے اس سے خشنگ ہو گی
ڈان میکارے بھی کیا کرتا تھا۔ خدا کو ہوا دینا آسان ہے لیکن
اے رکو اور دنابہت مغل ہوتا ہے ڈان میکارے کا کہا تھا کہ تمام
کا اخواں اس کی توہین کا باہم تھا اس لیے جنہیں کے خلاف
مشتعلہ کا رہا۔ جو ہوئی تھی لیکن فریدی اسے خانتام کا قابل نہیں تھا۔
انھا انتظام پیٹھا ہوں کوئی چاٹ جاتے ہیں اس معلمے میں تو سو
یہ صدیک بھی ہوا تھا۔ فریدی کے خیال کے مطابق اسکی قابل کا بال
بھی بیکانہیں ہوا ہو گا۔

”ڈان میکارے سے کیا ہا؟“ محمد نے پوچھا۔
”میڈڑہ کا سب سے ٹڑاغنہ وہ طریقہ کی تجویز یہ
کہ آخراً اپنے خدا کی وہاں کی وہاں انتظام کیوں کیوں کیا۔“

”میڈڑہ میں بس دی جان پہچان والا تھا اور اس کا پریسی
سیدھا سادا ہے میکارے میڈڑہ کو دعا میں کافی ہے۔“
”آپ سفارت خانے کے تو سطھے بھی یہ کام کر سکتے تھے
کہ رکنا تھا مگر اسی محنت میں جیسکہ ہمارے سفر سکاری
وجہت کا ہوتا تو۔“

محمد تھوڑا دیر یک خاموش را پھر سماں کروانا تھا جو یہا کہ
کیوں؟“

فریدی نے یک طولی مانسی اور آبستے بولا اور میکارے نے
اس سے ڈادھ کا شایدی پہنچنے کیا ہوا۔
”دھکا آپ پہنچنے کی کہہ چکری ہو گا۔ میکارے کے حصت کہ
نہیں پوچھوں گا۔“ ویسے تو پاپا ملکہ دھرچکا ہے۔ آپ دھکے کیے
اور کس دھکے کا ڈالوں۔

فریدی کے ہزوں پر خیفت سی مکاہٹ فریکی اور اس نے
کھا تو پورا اور اعدمن کر کم پچھا جس کبھی کے گر ملات ہیں ایسے تھے کہ
اس پچکیں پھنس جانا پڑا۔ پچھلے دو ماہ سے ہمارے طارق سے خدا کیا تابت
ہو رہی تھی۔ طارق کا جمال تھا کہ دووارہ تاریک دلک کا سفر کر رہا۔
”اور آپ بھے اب بتا سہیں!“

”سن تو ہیں بیڑا قصی اولاد نہیں تھا میں پھر بھی حال ہی میں
میں نہ ہو جا کہ اسی ہر بلند سے راستے میں ہو جائے گی اور قصر بھی
پھیل بار بار نہ کہا۔ کام کر کے پھر تھا اس سے تفریخ کیا جائے گی
سوچ کر میں نے طارق کو کھو دیا کیا۔ تیل پھیل سا کہ میں طارق نے
مکاہک موت کو بھی ساختہ لانا یا کہ نکل اپسک بارہ ہم جو دامت اپنی کریں
گے اس کے لیے ہوتے چھپے طاقت و رادی بہت منور کا ہوتا۔“

نہ ہے میں سوچا کیا ہر جسے اگر قائم ہی ساقہ چلے لہذا طاقت کو اس
کی روایاتی سے بھی مطلع کر دیا۔ اپنے سفریں ہی قائم بعض وقایت کافی
کہ آئشات بُوڑا بڑے بڑے تارو درخت راستے سے ہٹائے تھے۔
اگر درخت کاٹ کاٹ کر نالہ پر پل بنانے تھے اس پر قائم کو
بھی سفر را مادہ کیا تھا۔

”یعنی مجھے پھر سمجھے خبر کھلا لا جید جل کر بولا۔

”ایسے موقع پر تمہاری پڑھڑا ہست کافی دلچسپ ہوتی ہے۔“

”ایسے ہے کوئی بھی کوئی تباہ سے منج کر دیا تھا۔“

”نہیں تو ہے بھی نہیں تباہ تھا اتنا تاریک و اوی کام فروشن

ے۔ میں ایک بھے سرک بات تھی بہر جمل اُنکے سوچا کہ پہنچے

اٹھیٹھی جا کر بیکوں میں لئی رجولت کا جائزہ لوں۔ پھر تم فوگوں

کو روایتی کیے بھوول گاتا کہ ردمرا وہ زیادہ وقت برپا نہ ہو۔

یہ بھی محض اتفاق تھا کہ ندن میں ایک ایسے آفی سے ملاقات ہو

گئی، جو میرا اور طارق کا دوست ہے۔ اُس نے تباہی کہ طارق آج

کل کیلیفون زیادہ ہے۔ میں نے اسے آگاہ کیا کہ اُسے خلطاً اطاعت

تی میں طارق نیویارک میں ہے۔ وہ خوب ہنسا اور تباہی کہ وہ تو

اُسے پچھے ہنخ کیلیفون زیادہ چھوڑ کر آیا ہے۔ اور وہ تقریباً چھ

ماں سے عیشِ قیم ہے جسے اس پر لڑی حیرت ہوئی گینکہ ابھی حال

ہی میں اس کے خلوط نیویارک سے آتے رہے تھے اس وقت

مکہ کی سازش کا خیال نہیں آیا میکن پھر اہستہ میرا ذہن بھین

لگائیں نے سوچا کہ تم لوگ میری براہیت کے مطابق چل پڑے ہوئے

اور راستے ہی میں ہو گے۔ لہذا میں نے لاسکی فون پر تم سے لفتگوکی

تعیین میڈرڈ میں اتر پڑنے کا مشورہ دیا۔ لاحر پھر نیویارک کے

ایک دوست کے توسط سے طارق کے متعلق معلومات تکمیل کرنے

کی تو شش کی وہاں سے بھی سی جواب آیا کہ طارق کا پتہ معلوم

کر چکا تھا جس نے اس کے کیلیفون زیادہ قیام ان کے متعلق تباہی کیا تھی۔

نے طارق سے اسی تپہ پر بذریعہ تار پوچھا کیا اس نے اس دوران میں بھی خلوط کی تھی جواب انکاریں آیا۔“

حیدر کھلانے ہو سناندازیں یہ کہاں سنتا ہا تھا فرمیدی کے

خواہش ہوئے ہی بول پڑا کیا آپ طارق کی تحریر نہیں چھانتے؟“

”وہ جو بھی خلوط تار پکتا ہے اسے نہیں لکھا۔“

”میں اس کے سخن میں پہنچتا ہوں میں آن دستخلوں پر نیادہ

خود کے کی خروخت بھی نہیں۔“

”میں اس کے سخن میں پہنچتا ہوں میں آن دستخلوں پر نیادہ

خود کے کی خروخت بھی نہیں۔“

میرے یہ قطبی غیر متوقع تھائیں موجود ہیں سکتا تھا۔“
”پھر بکیا خیال ہے؟“
”ایک مخصوص خیال ہے کہ سب کو محض قائم کے اغوا
کے لیے ہو گا۔“

”تو گویا... پرانے یہاں سے نیویارک تک اس سازش کا
جال بچایا گیا تھا وہ مینہڈنی میں ہے اور کوئی پیش آئنا نیویارک
پہنچنے پر سب کو ہو سکتا تھا۔ آلا... تمہری نے مجھے ہو پئے دیکھے میں
خدا... اب بھی یہ آیا۔ جس جانے سے ہم نے سفر کیا تھا اس میں شاید
دوپیں بھی تھے اف فوہ... کس قدر دماغ خراب ہوا ہے، میرا...“
”میں اس حقیقتی تھیں کے متعلق تو بجول ہی گیا۔ آپ اسے کیسے جلتے
ہیں اور وہ ہے کون؟“

”وہ...! فرمیدی یک طویل سامنے کر سکرایا لایا سلسلے
کی ایک کڑی اگر اس کی خفیت تم پر ظاہر ہو جائے تو یہ سازش می
ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح تمہارے سامنے آجائے گی۔ تن ہیں،
سنگ ہی کے مشہور ساتھیوں میں سے تھا جیسی دہ نیویارک سے
تاریک واقعی کی طاش میں روانہ ہوا تھا اس وقت تن ہیں بہت
تریا وہ بیمار ہو گیا تھا اس لیے وہ اس کا ساتھ نہیں دے سکا تھا۔
نیویارک کے ایک اسپاٹ میں پارے گیا تھا۔“

”اوہ... اوہ! یہید نے ضھر باندہ اندان میں پہلو بدل۔“

”غائب اتنی میں تاریک واقعی کے لیے کوئی محظوظ ترتیب دے دے رہا
ہے لیکن رہنمائی کے لیے بھی تو کوئی چاہیے کوئی اس اور اس کو پہنچے بھی
سفر کر چکا ہو۔ میرا دعویٰ ہے کہ ان کوئوں نے روزا پر بھی ڈویسے ڈالنے
کی کوشش کی ہوئی مگر نہ کافی چالاک ہے آخر کار انھوں نے پوری
ٹیک میں سے قائم ہی کو مناسب بھکر منصب کر لیا اور اس کے لیے
اٹھنے پا پڑھیے گئے۔ ہمارے ٹک میں ان کی دال نہ لگتی اس لیے
انھوں نے ہمیں نیویارک بُلایا اور ان کے کچھ آدمی ہمارے پیچھے بھی
لگ رہے۔ میرا دعویٰ میں تھا اس اتفاقیہ قیام ان کے لیے ایک بہترین
موقع ثابت ہوا اور دوسرے ویسے ویسے لئے اڑے۔“

”مگر اس کی یادداشت پر کیا گز روئی تھی؟“

”اوہ... یہ بہت معمولی سی تھیز ہے جیسا کہ میں زمانہ قدیم میں
سے ایسی ادعا یات کے بارے میں تحقیق و جسس کا یہ جان پایا جاتا
رہا ہے؛ جو ادمی پر غیر معمولی طور پر اثر انداز ہوں مثلاً کئی سال ہوئے
لدنوں میں جنیوں کا ایک ایسا گروہ پڑا اگر اسی تھا جو ایسی ادعا یات
کے لیے پر دوست مدد طبقہ میں خوف دھراں پھیلا کر بیسی تیسی تیسی
انیسوں ہے تھا۔ یہ لوگ کسی والدار کو تاک لیتے اور اسے خط نکھنے کا اگر

بے خواہ اس کیلئے کہیں جائیا تھے؟
بنگول سے مشتمل یہ بیخ کوئی کام نکلی نہ ہام بھکت
جیسے ہنگاتا تھا میں کہا۔
فریبی پکھڑ بولا۔

میڈ روئے نیو یارک سٹک کا سفر یہ کیلئے لکھی تھے دل
تھا، وہ ہوئی رہا تھا کابین میں یہ ساخت کرنے اگر کب
بار پھر تدیک و لوی ہیگ دل لگانی پڑی بھی ہی بارا سے صحیح
سلامت واپس کی توقع نہیں تھی۔

خداداک کے خرسی طرح ہوا ادا نصیں دائیڈ کش
کیا بنت تھوائی اُتے سے گئے فریبی کا پیٹے ہی سے خال
تھاکر وہ دائیڈ کلیس ہی میں فہرست گا۔

اب چمدی بھروس نہیں آرہا تھا کہ فریبی ہی میاں قائم کو
کس طرح لاش کر سے گا اور پھر اب ہی فروی نہیں تھا کہ وہ مگر
کسے نیو یارک بی لائے ہوں۔ اُنی بات فریبی کی کھدائی پر ہو گا
پھر آخر دن نیو یارک کیوں آیا تھا طلاق سے سری تباہ رنجات ۲
سوال نیل پیدا ہوتا تھا کیونہ وہ میاں تھا ہی نہیں۔

فریبی تو سڑکی تھکان سے بھی ستارہ نہیں معلوم ہوتا تھا
کیونکہ ایک تی گھنٹے بعد وہ پاہر جانے کے لیے تیار ہو گی۔ سچ
اُس نے چمد کو اس پر جبور نہیں کیا۔ عین تھاں پر خدا کا اک
لاکھ شکر ادا کیا اور پھر پست پر فیض ہو گا۔

... لیکن پھر تھوڑی دیر بعد کافی کی خواہش محسوس ہوئی تھی
لے کہ وہ تکون کیا تھوڑی ہی دیر بعد ایک لائل کافی کہے
لیے ہوئے کمرے میں آئی۔

جنہیں پھر سجدہ شکر بھالا اور لائل سے نجف آہان پڑا۔
اگر قسم خود کی ایک پیارہ کافی بناؤ کر پا د تو میں بے حد شکر بھوں گا
آہیں دنیا کا مظلوم ترین انسان ہوں۔

”کیا آپ کی بیعتِ ثواب ہے جناب“ لائل نے فرمے ہی
پہنچتے ہوئے پرسہ پیار سے پوچھا۔

”ہاں مجھے پائیں وہ فیسا ہو گیا ہے“
”یہ کھن ما مر من ہے جناب“ میں یہی بدیر نام سن ہے
”بچوں کا خوف و
ہیں جیسی بھی جناب“ لائل کے پیچے میں جھٹت تھی۔

”بیٹھ جاؤ“ عین سند کسی کی طرف اشارہ کیا ہوئی تھی
گا کریں لکھنا بد نصیب آدمی ہوں۔
”لوگی بیچری اور اس کے لیے کافی نہ لئے ہیں میکن مس کی

خلال وہ نصیں کوئی بڑی رقم نہیں تو اس کے گھر فریبی خدا کا قبر ناہل
ہو گا اور اس کا دکا اس کے کسی کام کا نہ رہ جائے گا۔ لارڈ برہنامی
کی مثال ہے وہ اُسے ہایا ہی ایک سخت ملا۔ اس نے معابر پولیس کو
دیکھ کر دیا پوپیس نے نظری قائم کیا کہ کوئی لارڈ برہنام کو خواہ خواہ
خوفزدہ کہ نہ پا سلبے اس سے زیادہ اس دھمکی کی صیحت نہیں میکن
میڈ تاریخ کو لارڈ برہنام کے اکتوبر ۱۸۷۶ کا ہم بالکل نیلا ہو گیا اور
وہ اپنے عمل سے گیدڑاں کی سماں نکالتے رہا اس کے علاوہ
اوکسی قسم کی آہان اس کے مثہلے سکھتی ہی نہیں تھی۔ نہ وہ دہ مسون
کی گفتگو کہہ سکتا تھا اور نہ آدمیوں کی طرح بول سکتا تھا۔ پہر مال
جب وہ گردہ پڑا اگری تحقیقت ظاہر ہوئی۔ یہ کسی قسم کے ذہری کا
آخر تھا جو اسے شراب میں استعمال کرایا گیا تھا۔ قائم کے سسطے میں
بھی بھی طریقہ اختیار کیا جاسکتا تھا اس کا دماغ اُنے بیغز تو اس کا
اخواں مکن ہی نہیں تھا اس طرح وہ چینی اس کا ہمدرد نہیں تھیں۔ بھی
کا سایہ ہو گیا ہو کا شلا ہوں والوں نے بھرپا تھا کہ وہ ذہنی نتود
میں میلا ہو گیا تھا اس لیے وہ اُس کی پوری خوارک نہیں
بیتے تھے۔ وہ بھوکارہ جانا تھا اس اگر ایسے موقع پر کوئی بیٹ
بھرنے والا جائے تو اس سے ٹراہمیدہ اور کون ہو سکتا ہے قائم
اُس کے لیے ہوم کی ناک ہو گیا ہو گا جدھر جا ہوئے رہے۔
”بیک جیب وہ اپنی یادداشت ہی کھو بیٹھا ہے تو ان کی
رہنمائی کیسے کر سکا؟“ جیسے نہ ہو جھا۔

”اُن دو اویں کا توڑ بھی ہوتا ہے“ ان کے پاس ”فریبی کچھ
سچتا ہوا لوڑا“ مثال کے طور پر لارڈ برہنام کا رکا کچھ دنوں بعد
اُسی حالت پر آگیا تھا۔ نہ رنگت میں نیلا ہٹ رہ گئی اور نہ آواز
ہی کیڑوں کی تھی۔ گردہ کی گرفتاری کے بعد اُس کے سفرنگ کو جبور
کیا گیا۔ وہ ان لوگوں کو اسی حالت پر لے کر جو اس زہر کا شکر
زہر کا توڑ تھیں۔

”تو اپ کی دانستہ میں قائم ان کے لیے کار آمد ثابت ہو
سکے گا۔“

”یقیناً ہو سکے گا کیونکہ ہم نے وہ دانستہ دیوار کو تھا تھا جاتے
وقت وہی کیلئے کچھ نہیں تھا۔ قائم کیے تھے اور اُنہیں نہیں تھا
کہ سہا سے کوئی کی زیارت گا۔ لائل پیچے تھے اور نہ اسکا نہ تھے
کہ قم دا پسیں راستہ بھول جائیں۔“

عین تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بولا۔ ”تو اب کیا اڑو ہے؟“
”ظاہر ہے کہ قائم کو ان سے حاصل کیے بغیر میری داپسی نہیں
لگا کریں لکھنا بد نصیب آدمی ہوں۔“

نظریں بار بار استفہ یا انداز میں جمید کی طرف آئیں جاتی تھیں۔
”وہیک اندھیری اور دراونی بات تھی کہ جمید کسی علمی لائبری
کے سامنے میں بولا اور بڑی دراونی...“ میں آج بھی یاد کرتا ہوں تو
دل اُنھے نکالے آئے جسی کا شور باد ٹول لی گرچہ بُلی تھی۔
ہزار ہزار بھکی ہوئی روزوں کی تھیں۔ میں پتے مکان میں تباہیات
آدمی سے زیبادہ گوری گئی تھی۔ اچھے کسی نے وہ انہے پڑھا کہ وہی
اور میرا دل دھڑکنے کا۔
جمید خاموش ہو گیا۔
ڈیک نے کافی کی پیاسی اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا ہے پھر
کیا ہوا جواب؟“

”اوہ... پھر... پھر میں کاپنے ہوئے قدموں سے دعاۓ
کی طرف بڑھا دی وانہ کھلیتے ہی کمرے کی روشنی باہم بڑھتے ہوئے
آدمی پر پڑی اور میں تینخ ماڑ کی تھی پھر ہٹ لیا۔ اس کی شکل بہت
ڈراونی تھی سوہ چھوٹے قدم کا ایک موٹا سا آدمی تھا۔ ہوتے ہوں
سے زیادہ ہوتے تھے اور ناک پھلوں ہوئی تھی سر اور دماغی کے
بال بے تھا شابڑتھے ہوتے تھے۔ اس کے جسم پر نویندہ کا ایک بیویدہ
سائیوٹ تھا جو پانی سے شراب اور ہوچکا تھا وہ لاکھر اتا ہوا اندر
داخل ہوا اور میں ایک بار پھر جنم خوار کر کے تھی پھر ہٹ لیا اس کی سرخ
منیر آنکھیں اٹپتہ رہی تھیں۔ اس نے دروازے کی طرف ہاتھ
اٹھا کر گھونسٹے ٹالیا اور پھر فرش پر گھر ہو گیا۔ اس کے پڑھوں سے
بُنہے والا بانی فرش پر ٹھیں رہا تھا۔

جمید خاموش ہو کر کافی پیسے لگا۔

ڈیک کا اضطراب بڑھ رہا تھا اور ایسا معلوم ہوا رہا تھا جیسے
جمید کا بار بار خاموش ہو جانا اسے گرانگزیدہ ہے۔

”پھر کیا ہوا جواب؟“

”وہ گھری آہری سائبیں لے رہا تھا۔ شاید یہ میں بھوگا تھا۔“ نے
چھپت کر دروازہ بند کر دیا مجھے کچھ ایسا ہی علوم ہوا تھا جیسے کچھ لوگ
اں کا تعاقب کر رہے ہوں پھر میں تھوڑی دیر تک دم خود رکھ رہا
لے مگر اس کی پوزیشن میں کوئی جدیلی نہ ہوئی۔ وہ میں پڑا تھا،
ویسے سرخ پزارہ میں نے اسکے بڑھ کر سے بلایا۔ لایا تب یقین
ہوا کہ وہ حقیقی ہے ہوش تھا۔ اس کی صورت فراہمی ہڑو تھی مگر
اس وقت وہ منظومی معلوم ہوا تھا۔ اس کے پیچے کوئی ہوئے
پھرے اتنا سے ادا رہے ایک خشک چادر میں پیٹ دیا۔ اس کے
سامنے جنم پر دیے ہی گھرنے لگا۔ ہوتے تھے جیسے گھومنگاہوں والوں
کے جسموں پر پائے جاتے ہیں اور اس کے کافی میں جہاز رانوں

ہی کی بایاں تھیں تھری باد و گھنٹہ بعد وہ ہوٹ میں آیا اور میں
نے اس سے استدعا کی۔ وہ زمین سے اٹھ کر تستری بیٹھا۔ کیونکہ
وہ بہت وزن تھا جس سے نہیں اٹھ سکا تھا۔ بیت تھام وہ اٹھا
اور بستر پر بیٹھ گیا۔ میں یہ تھام کو ہموں بیٹھا کہ اس کی پیش میں بے
کا ایک چھوڑیہ بھی دبا ہوا تھا۔ ہوش میں آنکھ کے بعد اس نے
سب سے پہلے اس پر جھپٹا۔ مارا تھا اور اس کے پھر بغل میں دبا کر
بستر پر بیٹھا گیا۔ تھامیں نے اس سے بے چھنا چاہا کہ وہ کون ہے
اوہ کیوں آیا ہے۔ سکن وہ صرف اشدوں میں بات کتار ہے۔ میں
سے کچھ نہ ہوا۔ اس وقت بیڈی بھی بھاکہ شایدہ گونگا ہے۔ میں
رات بھروسکی لاکھ بھال کر رہا۔ وہ بہت نیا و خوفزدہ تھا۔ میں
ہوئے تھا۔

جمید پھر خاہوش ہو گیا۔ میں نے پھر مختار بات انداز میں پیدا کی
”کیا میں آپ کو اور کافی دھل جناب؟“ اس نے پوچھا۔

”مشکری! ایک کپ اور!“

ڈیک نے کپ اس سے سس کر دے بارہ کافی لذتی اور نہ
اس کی طرف بڑھا۔ ہوئی بولی ہے اس تو پھر کیا ہوا۔ جواب؟“

”دھرمی سچ بھک اس کی حالت بہت روی ہوئی۔ میں نے
ڈاکٹر کو کوکلایا۔ جس نے معافہ کرنے کے بعد مایوسی ظاہر کی۔ اس نے
پتا لایا کہ دل کمزور ہو گیا۔ بتا دکسی وقت بھی اس کی دھرم کن پڑھ
ہوتی ہے مجھے بہت افسوس ہو گیا اور افسوس کے ساتھی جوست
بھی ہوئی کہ ایک ایسا آدمی میری بھوت کے نیچہ دم توڑ رہے ہے جس
کے نام اوپر سے بھی میں واقع نہیں ہوں دو پھر کو اس
کے انداز سے ایسا معلوم ہوا تھا جیسے وہ کچھ کہتا چاہتا ہو۔ میں اس
کے قریب گیا۔ اس کے ہوتے آہستہ میں رہے تھے اور وہ
کہہ دیا تھا۔ یہ دو قسم نے میری بڑی خدمت کی ہے۔ یہ تھا۔ اگر
ہے خدا تھیں خوش رکھے اور پھر اس کے بعد یہ قسم ہو گیا۔“
”قشم ہو گیا۔“ رٹکی نے حیرت سے ذہرا بیا اور پہنچنے شکر ہوتے
ہوئے ہوئوں پر زبان پھیرنے لگی۔

”ہاں... وہ ختم ہو گیا۔ اس کی تدفین کے بعد مجھے اس دبئے
کا جھال آیا۔ یہ بہت وزن تھا۔ میں نے مشکل تمام کھولا۔ اس میں ایک
لغاف رکھا ہوا تھا۔ لغاف کو کھولا تو اس میں سے کاغذ کا ایک گھرناہکا،
جس پر عجیب قسم کے نشانات نظر آ رہے تھے۔ یک بیٹھ کی جوئی میں
ایک پھیل تھی اور پھیل کی دم پر بر جائیدہ کا جھنڈہ الہارہ تھا۔ ایک طرف
سورج کی تصویر تھی اور وہ مسری ہلف شکم۔ اسی کے نیچے کمپنے کو سی
او۔ کو سی سے ایک تیر کا نشان دیکھی کی طرف اتارا۔ کر دیا تھا۔ درجی کے

تھر تھا لیکن دل خصہ میں اپنی یہ چار بیویاں اور تین عذت
بچتے تھے پس کوئی ہوں... اگر تو ان کے مسوں پر اور تھر کا تو
بروز مشرا لڑاؤں کے ساتھ اٹھا جائے گا، ورنہ خاتم خراب ہو گا
اور دیسا نہ ہو گا! ”

”خواہ خواہ ہیر وقت ہر باد کیا یا؟“ لارکی بڑا سائز بنا کر بول۔

”انسوں کے تم بیسی بجگ نہیں تھیں“ رونہ قدر دعا فیضہ علوم جو تھی

کو نکل شیک اسی وقت وہ چاروں بیویاں اور تین عذت بچتے مجھ پر
ٹوٹ پڑتے تھے اور میں سر پر پیر کر کرہ ہاں سے بھاگا تھا اور جو درج
ہی دن پہنچنے ہو یا رک سے بھاگنا پڑا کیونکہ وہ بیویاں اور بچتے تھے
مارے شہش تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ بیس بیاں مدد اُڑن
باد مصل کر مدد کی دخواست کروں گا“ ورنہ وہ چار بیویاں اور
تین بچتے بچھوڑنے کے کسی گوشے میں بھی بیٹیں نہیں یعنی گے اور
ہل اُسی رات سے مجھے پانڈو فو بیا بھی ہو گا ہے۔ مٹا کے کھاہے
دیکھیں اس قسم کے امراض کا معمول علاج ہوتا ہے“

لارکی ہمہ نہ آتی ہوئی اور مجھے سمجھ لئے گی اسی وقت
کسی نے دو اڑے پہنچاںکے دل دی اور حیدر کا جائزہ کھل
کر اندر داخل ہو یا کوئی معماہی آدمی علوم ہو تاھا۔

”آپ کیلئے یہ مدد بیا جناب بہا اس نہ پہچاہا۔
”پاں!“

تجھے کوں فریڈی نے بھجا ہے اُن کے کسی نے پھر ادا دیا ہے
اور وہ اس وقت فکا گو اسپتال میں یہی حالت زیادہ اچھی نہیں
ہے۔ یہ مدد اچھی کر کھڑا ہو گیا۔

”**۲**
کڑی کا مکان انگارہ کا ذھر جوچ کا تھا اور اُسی کے قریب مدرس
کی لاش پڑی ہوئی تھی۔
ہر ایک کو اپنے مامان کی ہدایتی کیتے ہوئے مکان سے کہا تو تم تو اپنا
ٹوٹ کیس بھا لائے تھے اب ہم کیا کریں گے؟“
بالدی بالدی سے تم سب اس ٹوٹ کیس کو سپرد کر کر سفر کر
سکو گے۔ اتنی قریب میں ہڑو رکروں گا“

”دوسٹ تم بے مد خطرناک آدمی علوم ہوتے ہو... اگر پہلے
ہی ستم ناس خطرے سے ساگاہ کر دیا ہوتا تو ہم نے جی کہ اذکم اپنی
بہت عنودی جیزیں بچا کر ہوتی ہوئیں یو
میں اپنی ہوں کہ وہاں سے اتنی دُور رحائی آنے والی حفاظت تھی۔
کم از کم دیکھ آدمیوں کو مکان کے قریب ہی کہیں بچپے رہنا پڑیجتا
”دیکھا“ عالم مصدق کی ہرف دیکھ کر بولا۔ بیس نکھانا تھا کہ

بچے چار کا بندہ سے تھا اور اُس کے بچے ترین کا ہندہ سر۔ سب کے
بچے ایک نقش تھا اور یہ نقش اپنے ہی شہر کا تھا اور اُس پر تھی تیر
کے ثان تھے۔ جلا تمہی تباہ کر دیتے کیا رہا ہو گا؟“

”اوہ... اوہ...“ لارکی نے مظہر باد اندازیں لکھا ”۵۵ نقش
یقیناً کسی خزانے کا رہا ہو گا؟“

عیند خاصو شیخ سے کافی پیدا ہے۔

”اوہ سے آپ خاوش کیوں ہو گئے، ہناب؟“ لارکی نے اسے لو کہ
”بیس اسے پھر نہ پڑھو یہ میتھیوں سے بھی ہوئی، مٹا کے مکان بتتے
خزانہ اسی سے نہیں دستیاب ہوا کرتے“ لارکی نے سکا کر کہا۔
”نہیں میں تیرول کے شان شہر کی راک گلی میں بکھر گئے تھا در
غاباً پھر وہ ایک مکان میں داخل ہو گئے تھے۔ ایک دن میں افسیں
تیرول کے شہزادے کو دیکھتا ہوا پل پل۔ اس کلی میں پہنچا جہاں وہ مکان
تھا۔ نقش کے مطابق ابھی تک ایک ایک شان میں خلا تھا۔ مکان
کافی بڑا تھا اور اُس کے اندر سے پتوں کا شور سنا لی جو سے رہا تھا۔ میں
پتوں چاہوں پاپس چلا آیا کیونکہ اگر وہ کسی خزانے کی کا حصہ تھا تو اُس
کے لیے راستہ مناسب ہوتی۔ رات کو میں کیلے کھانتے سے میں ہو
کر پھر اسی میں جا پہنچا دیا اور پڑھنے میں کوئی دُخواری نہیں میں
آئی اور میں باسیں دوسری ہرف اتر گیا۔ نقش نے ابھی تک میں یہ
یا کھل میمع برہائی کی تھی۔ میں ویچاہوں آنکے بڑھاڑا ہو یا رکھاڑا ہو ہرف
ستہاتھا۔

میں نقش کے مطابق اس کو تھری میں پہنچا جہاں تھا۔ خانہ تھا۔ خانہ
کا واسٹہ بسی جلدی معلوم ہو گیا اور میں بڑی تیزی سے پیچے اڑتا پڑا
گیا۔ آہا... رہ آئی صندوق میرے ملے تھا جس کی سورت لختے میں
موجود حق سا میں یہ رہا۔ اس قابل لکھ رہا تھا جس میں تھا تو بھل
رہی گی کہ اس دُبیتے میں تو اس آدمی سے دیا تھا ایک بھی سی حقی اور اس
بھی سے میں نہ اندازہ لکھا تھا کہ وہ کسی خزانے کا نقش ہو سکتے۔
میں نے بڑی بیہدی سے صندوق کا قفل کھولا... اور پھر اُس کا
ڈھکنا اٹھاتے میں کافی قوت ہر ف کرنی پڑی۔“

عیند پھر خاصو شیخ ہو گیا۔ لارکی کا چہرہ جوش سے سرخ ہو گا تھا
اولاد میں پکنے لئے تھیں مگر عیند کی خاصو شیخ پرستور قائم ہو گی اور
اب اُس کی آنکھیں کچھ غنوم سی نظر آنے لگی تھیں۔

”بچہ کیا ہوا جناب؟“

”یکا ہوا۔ بیکا ہوا“ لارکی اعتماد اندازیں کھڑی ہو گئی۔

”اس صندوق سے ہرف ایک کا اندازہ لکھا اب تاہم ہوا جس پر

خیال میں گھوٹا ہجوا پلکس جپکار ہاتھ بیسے کسی تو کو پکڑ کر دھوپ میں
شادیاں گیا جو.

پکھدی رہتا ان میں گفتگو ہوتی رہی سبھ وہ اٹھ گئے۔ غار سے
بامہ آئے اور اوہ مراد ہر بیل گئے کیلی خود کے ساتھ تھی۔ وہ دھان
اس سے مہان کے تعلق گفتگو کرنے چاہتی تھی۔

”تمہارا ساتھی کا خوبی کس قسم کا آدمی؟“ اُس نے پوچھا۔

”رعناد بزرگ اُدمی اس کے متعلق سی سوچتے ہیں اور پھر راست کو
سی سوچتے ہوئے سوچتے ہیں۔ نیچے کے طور پر ان کی پیندی خراب ہوتی
ہیں یعنی انہیں اُو شپنگ خواب دکھائی دیتے ہیں لہذا اس کے متعلق
کچھ سوچنا ہی نصویل ہے۔“

”چھلی رات وہ یک حیرت انجرز آدمی معلوم ہو رہا تھا میکی اس راست
اُس وقت یعنی نہیں آتا کہی وجہ ہے؟“

”یہیں پھر کتنا ہوں کہ اُس کے متعلق کچھ نہ سوچواد دیکھ لیجھا
پڑے گا۔“

”کیوں؟“ اُس نے حیرت سے کہا ہیں بھی۔“

”اُس کے متعلق واضح انداز میں کچھ جایا ہیں میں جاہاں کا یہ مادر
نکھلا ہیں یہ سمجھ لو کہ اُس پر فتنہ اوقات میں مختلف قسم کے دوسرے
پڑتے ہیں۔“

”تب تو کسی دیسے آدمی کو قابلِ انداز ہیں کہا جا سکتا مجھے ہرستے
کہ تمہارے ٹک کا مکر سے کیسے برداشت کر دے ہے؟“

”کہا جی پڑتا ہے؟“

”کیوں؟“

”اُس نے تاج کمک کوئی عطا کرم نہیں اٹھایا بلکہ پسے شہر
ہوتا ہے کہ اُس سے کوئی قبروست ہاتھ سرزد ہو رہی ہے۔ لیکن پھر
اُس ہاتھ کے تائج اس طرح ہمارے ہی حق ہیں بہتر ثابت ہوتے
ہیں کہ اسے کوئی مجرمہ سمجھ لیتے کوئی جاہتی ہے۔“

”پھر باتِ عمان سے ہبھت کر دیتے دینے کی ٹھفٹاں ہیں
میں ہیں سمجھ سکتا کہ ہو رہی اس ہم کا کیسی حشر ہو گا؟“

”کیوں؟“

”اویران مجھے کچھ یوقوت سا آدمی معلوم ہوتا ہے۔“

”ہنہر کافی ہو شیار آدمی ہے اور اُنہیں تو اویران کے کئی اور آدمی
بھی جاہے ساتھ ہوں گے۔ آج شاید وہ آجائیں۔“

دفعتہ انہوں نے عمران کو دیکھا جو ایک چٹان سے بیچے آئتا
تھا اندان سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اُس نے چٹان کی دوسرا جانب
کھلی خاص چیز دیکھی ہو۔

امتوں سے دینا کے ہر گونے میں مقامیں سرزد ہو سکتی ہیں، مگر تمہارا
خیال تھا کہ آپ وہ ہمارے ہونے سے تھنڈا کلے آہاتی ہے۔“

عمران خاموش ہو گیا اور اُس کے چہرے پر سیہ دی پرانی ہاتھ
لائی ہو گئی۔

”اویران کے علاوہ اُن میں سے کوئی بھی ہنسنے یا بولنے کے مدد
میں نہیں تھا۔“

”اُس مکان میں تین آدمی جل مرے تھے کیلی کو اس پر بے حد
افسوں تھا۔“

”یہیں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ جمع پڑھے ہی میں آگ لگا
دے گا اور ان نے کہا،“ اُس نے بھی نہ سوچا کہ خود اُس کے
ساتھی سی جاہے ساتھی جل مریں گے۔

”جو شخص اپنے ٹک کے خداری کر سکتا ہے اُوہ سبب پڑھ کر سکتا
ہے اس تھا بولا۔“

”اپ ہم رات کہاں گزاریں گے؟“ کامویں نے کہا۔

”یہیں! اسی بیگد، ورنہ جل مرے والوں کی رو میں ہماری ملائی
میں بھکتی پھر کی یہ عمران نے کہا اور وہیں بیٹھ گیا۔

”کیا اپ پھر کچھ...“ اویران اُسے گھوٹا ہجوا بولا۔

یہیں عمران کچھ نہ یوں وہ لوگ بھی ایک ایک کر کے زمین پر
بیٹھ گئے۔ وہ ایک دل ہلا دینے والا منتظر تھا۔ ان کے قریب ہی ایک
لاغ پڑی تھی اور جتنی ہوئی مکڑیاں اس طرح پنج رسمی قصیں میںے
وہ عمر سنتھا اسی رات کی منتظری ہوں۔

کچھ دیر بعد یہ طے پا پا کوہ وہ لوگ اسی غار میں راست بسر کریں،
جسے اندھل اور اُس کے راستی میکھل کرتے رہے تھے۔

وہ غار کی طرف چل پڑے... پھر رات میں بسکی اور ان میں
صف مگر ان صفحہ را وہ نہ رات بھر خراٹ نے لیتے رہے تھے۔ قید کو
ٹھکس سے نہ دھیں آئی خصوصاً کلی تو رات بھر بھرے بڑے خواب
دیکھ کر بیڑا لاقی رہی مدعی مدعی میخ انھوں نے غار میں پڑے ہوئے
سماں کی دوبارہ خلاشی لی ساس طرح وہ کچھ کھانے پینے کی جنیں میںے
حامل کر سکے، وہ تھیں کاپڑ کے آنکے کے وقت تک بیکوکا رہنی پڑتا۔

کچھ ہی شہر میں ڈال بیٹھ کے بعد ان میں پھر گفتگو شروع ہو
گئی مگر عمران اس اونچگردی تھا۔ وہ اُن کی کسی بات کا جواب نہ دیتا،
بار بار کے استھار پھرفاٹا نہیں کہتا۔ اخدا جانے دن کو صاف کھانی
نہیں دیتا اس لیے کہیں ہو یا اپنی ملائے ظاہر کرنے سے گزند کرتا ہوں ہے
وہ لوگ ایک چویڈ کے سفر کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔

یکلی یا رہا۔ عمران کی طرف دیکھنے لمحی تھی میں وہ اس جر

گھوڑے پر پرندہ اور ان ان کے قریب بھی کرتی نہیں

تھے بولا۔

کیا بات ہوئی؟ ایک تھنڈیں انہماں سکانی۔

یعنی کوئی باتیں ہوئی، میں کہتا ہوں۔ میں نہ اسی

گھوڑے پر لیکے بہت بڑا نہ رکھا ہے۔

اویران بھی ان کے قریب آیا تھا۔ جتنا ان کی

اس بات پر بُرا سامنہ نہیں کیا تھا۔ میک پونک پڑا۔

کاگہا۔ پرندہ... یعنی کوئی آدمی... گھوڑے پر سوار تھا۔

آہ... ہاں... آہ... حاہا... آہ... آدمی پر نہ رکھا؟

بریدا تھنڈر؟ اٹھنے خوفزدہ آدمیں کہا تو کیا اس کے سری

پرندل کی قوی تھی؟

یار پڑھنیں قم لوگ کی بائیں کر دے ہو؟ اور ان بُرا سامنہ

بنکر بولا پھر چنان کی طرف باقہ اٹھا کر کہا تو تم خود ہی دیکھ لونا جاگر۔

ہنڑہ بہت تیزی سے چنان کی طرف بڑھا۔ وہ لوگ ہیں کہمے

اپنے پرانوں نے ہنڑ کو اس اندازی چنان سے یقیناً اتنے دیکھا

جیسے وہ کسی پیغمبر کی طرح لڑکتا ہوا یقینے آرہا ہو۔ نیچکے تک بی

دوپوری وقت سے دوڑتا ہوا ان کی طرف آیا۔

۵۰۰۰۵۰... چاروں طرف سے ٹھیر رہے ہیں اور ہاپنٹا ہو الا۔

”تم اندر جاؤ... اندر...“ اویران نے ہمیں کو غار میں دھکیتے ہوئے

کہا اور وہ بھی تیزی سے غار میں آئے۔ اویران اور ہنڑہ دوں

مامی گھنیں بنحال ہیں اور غار کے دہنڑ پر جم گئے۔

ہنڑ نے کھلا جھکے تھیں ہے کہ انہوں نے میں دیکھ لیا ہے۔

”یہ بہت دراہم ہوا... بہت دراہم...“ اویران کہہ دیا تھا خالہ فہریدہ

غران اور صفردہ سے تھا زیر لوگ بُرے خالم ہوتے ہیں۔

خدا غارت کرے گا انہیں۔ اور ان ہورتوں کے سے انہماں

کھلایا اسنتے نہیں انہوں نے لانعما دوستے ہوئے قہوں کی آوازیں

تھیں۔ شاید وہ حقیق اس حقیق کو گھرے میں لے کر اسے بڑھ رہتے

کیونکہ اس انداز چاروں طرف سے آدمی تھیں۔ یک بیک دوں

مامی گھنیں کے دلے آگ برمانے لگے اور باہر سے جیخوں کی آوازیں

آئیں۔

”اوہ... سکھ پالاک ہیں!“ اویران بڑی بڑی لڑخواہ گواہ جمع رہے

ہیں مادہ... یہ بیانہ۔ انہوں نے چانوں بیٹھ دشمن سلسلہ ہے۔

گران کے چہرے سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے اویران

و خیروں کی کارروائی قلمی پسند داں ہو۔ دفتا اس نے مندر کا بازو

پکڑ کر لے چکا ہوا۔“

★

وہ آسمان کو پھر دہنے کی حرمت نے جاری رکھا اور اس
وقت میں وہ اپنا ٹوٹ کیس لینا شیش خوار تھا۔
وہ دوں نگے سے دلے میں اترتے چکے۔

جیدا نہ دلے کوئی بھی سے اور پہلے تک گھور رہا تھا یکوں معول
حیثیت کا آدمی تھا اس کے بیاس سے بھی خاہر ہو رہا تھا
تھیں کچھ معلوم نہیں اور ہم نہ پوچھا۔
”میں اجنبی میں اپنے اک پیار عرب کو دیکھنے کیا تھا اور اس
یک رُخی آدمی نے مجھ سے استعمال کریں اپنے اپنے کام کیا تھا
نہ چاہوں، اس نے پاناما کرنی خریدی تباہا تھا اور آپ کا نام کیپیں
جیسے تباہا تھا اور اس شریف آدمی نے بھی اس ذمہ دار کے عومن دو
ڈال دیے تھے۔

”میں تھیں پھر اڑوں گا، پھر انہیں دیکھنے کر دو۔“
میں ہر غصت کے لیے تیار ہوں جنابِ الٰہ خوش ہو کر بولا۔
یہ مدد نہ کہا۔ اس پھر کے پیارے تھے۔
بابر گل کر اس آدمی نے اتھر دکا کیس سمجھی کہا تو اور حمد
کے لیے پھر نہ شست کہا۔ اس پھر کے پیارے تھے۔

پھر حمد کے پیارے تھے پر خود فرشتوں کے مل پڑا بیٹھا۔
یہ سمجھیں جنوریں کوئی بھی اتار سکتا ہے۔ مگر اس بھی جو اعلاء فرشتوں کی
دھونکے سے مغلے ہے۔ تھیں وہ عموماً کوئی بھی جانا تھا۔ ستارے پچھے
تھے میں۔ رہ بھی شروعی ہیں تھا کہ وہ ہمیشہ ایسے آن دیکھے ہوں گے
بچاہی رہتا۔

عیندی کی الجھن بڑھتی جا رہی تھی۔ اسے نہ سئے کا بھی ہوش نہیں
تھا۔ ایسی فرمہوں کو کہنے تھا تھا کہ وہ یک نگر کیں ستر کر دے گا۔ ہوش
تو اس وقت آیا جیسے نگری رُک گئی اور یہی شہری آئے۔ اسے بابریک
ویرانہ میں کی تھی۔

”مرکمال لائے“ وہ یک بیک پیک چونکے کر بولا۔ میں دوسرے
ہی ملحوظ سمجھی دلائے کا پیشواں میں جل آیا۔

”یہاں اسپتال ہے لئے ہیں بنائے جلتے ہیں دوست۔“
ماہیں سکرداڑا ناگ مرنسے والے میں سے ہو سکے نے بھی اُڑا۔“
عیندی کو کھلا گیا۔ قورہ دھوکا تھا دوہوچ پیچ پیچ نے بھی اسے کاکوں
خالی ہافتھا عافیت اکٹھی نظر آئی۔ کھرت موقعہ کا منظر تھا۔
”اب یادھ لش ریفے لے پلیے حضور دلالا را ہمینے لیک جاتا۔“

اشارہ کرنے کے لئے کہا جا رہا تو میں آپ سے ہوں گے
کچھ دو رہنے کے بعد وہ نشیب میں اترنے لگے مجھے جید کو صرخ
کہمیں والی ایک عمارت نظر آئی جس کے چاروں طرف ایک
بے ترتیب سباغ تھا۔

قریب پہنچنے پر ایک سان بورڈ نظر آیا جس پر تحریر تھا یہیں شن
معراج فانہ!

اگر معراج خانہ کسی مینی کے نام پر نہ ہوتا تب بھی جید کے
ذہن میں اس واقعہ کے سلسلے میں اس مینی کا وجود ابھرنا تھا۔
یہ درج میں قائم پر اتفاق صاف کیا تھا۔

وہ عمارت میں داخل ہونے اور ایک بڑے سکرے میں جید
کو تن لین نظر آیا میں کہنے والوں میں ایک زیر آلوں مکمل بٹھا۔

بہت چالاک ہو گیا اس نے فتنہ میں بھی میں کہا تھا اسی
درج فریدی میں آئے کامیابی کا مظہر رہو۔ تن لین کی نظر میں جینیوں کا
قتل عامم ہی ہے۔

تم بالحق نکلے ہو۔ جید خشک بھیجے میں بولا جا گر فریدی کے
تعلق ایسا سوچ رہے ہوا وہ جینیوں کے قتل عامم کی ذائقے داری
ہم پر ہیں ہے یہ دن ہے کام کے خندقی۔

اس ولاد الحرام سے بھی سمجھو گا مگر اس قصہ کے بعد... اب
فریدی کو یہاں سے یک خط مکھوک تم ایک کار سے نکلا کہ بُری
حراج زخمی ہو گئے ہو اور ایک شریف آدمی اپنے گمراہی دیکھ
بھاکر رہا ہے شریف آدمی کا چھوٹا بھائی یہ خط لارہا ہے۔ اسی کے
ساتھ چلے آؤ۔

ناوکر دوں یہی نے لاپرواٹی سے کہا وہ ایک سے دو بھائی
ورزہ ہمال تھائی میں... میں بہت اداس رہوں گا۔

بیٹھ جاؤ۔ تن لین نے بھائی کی ہر کی طرف اشارہ کیا جید میں
کے قریب کرسی کیضی کر بیٹھ گیا۔ یہ ایک بہترین موقع ہائے آیا تھا اس
حراج وہ فریدی کو یہاں آگاہ کر سکتا کہ وہ کسی مصیبت میں پڑ گیا ہے لیں
خط میں اسے بعض حروف بخط جمل بھیجتے اور فریدی ہوشیار ہو جاتا
یک شکل کام تھا خط کے مضمون میں ان حروف کا شناس کرنا
محنت طلب تھا لیکن وہ خط بھی میں آنی ویر بھی نہیں لگانا چاہتا تھا
بس سے تن لین کو کسی قسم کا شبہ ہو۔ بہر حال، اس نے تن لین کا
ماضی اصرار پر اغاظت میں بکھر دیا اور ان حروف کو بخط جعل بکھاجن
کے استراحت سے لفظ "خطہ" بتاتا تھا۔

خط جنم کر کے اس نے اسے تن لین کی طرف پڑھایا۔ تن لین
تو ہزاری دیر سبک خط دیکھتا رہا پھولی ہے پر کمی ہوئی گھنٹی بھائی۔

ایک مقامی آدمی کہے میں داخل ہوا تو ان لین نے اسے
خط و سکر بھیجا کہ وہ اولاد کیش میں فریدی کا انتظار کرے اور
خط آسی کے ہاتھ میں دے اس کے بعد اس نے کسی آدمی کا نام لکر
کپاڑا سے تقدیم اس سے معلوم ہو جائیں گی۔

وہ چل گیا۔ پھر تن لین میں مکارا ہوا احمدی کی طرف متوجہ ہوئے میں
قبل اس کے کردہ کچھ کہتا۔ جید پوچھے سیٹھا یہ مونا کہاں بنتے ہے تو گوگ
یہ مدد فرستے لائے ہو؟

"اوہ... وہ؟" تن لین بنتے لگا ڈیلوں تھیں اس کا حشر
دکھاول؟"

وہ فرید کو اپنے ساتھ دسر سکرے میں لایا۔ ان کے چھپے دو
آدمی روپ اور تسلیم ہونے پڑتے تھے۔

فرید نے فاتح کو دیکھا جو لین پر دوزا نہ بیٹھا تھا۔ اس کے جسم
پھر پھر پھون تھی اور دلوں ہاتھ فرش پر نکھلے ہوئے تھے اور ایک چینی
اُس پر نکھلے بردار ہا تھا۔ جید کو اس پر پڑی حریت ہوئی کہ دوزا
ہاتھ آزاد ہونے کے باوجود بھی قائم اس طرح پڑ رہا ہے۔

اُس پر نکھلے پڑتے تھے اور وہ پھر آن ہوئی آواز میں
کھڑا رہا تھا۔ اسے اور زور سے کھلانے کو تھیں تھا کیا سائے؟

"آخر اس بے چارے نے تھا کہ ایک بگاڑا ہے؟" جید نے فرید
لیتھے میں کہا۔

"اس کی یاد داشت واپس لائی جا رہی ہے۔ اب یہاں نہیں
اس کی پرانی نہیں ہے کہ یہ ہوش میں آئے کے بعد علی چڑا اچھا ہے۔

مگر آتی آسان سے سے پڑ کر رہا ہے لیکن ایسا یہ ایک
آدمی تو نہیں ہے۔"

یاد داشت واپس لائے کے بیٹھے ضروری ہے کہ اسے سختی طور
پر قطعی ہی کار کر دیا جائے۔ یہ ہوش میں نہیں ہے۔ آہستہ آہستہ بھائی
آنے کا اور پھر تکلیف کا احساس بھی ہونے لگا کہ کہو تو تھا رے ساتھ
بھی بھی ترناوکیا جائے؟"

تھا رے مرغی۔ ویسے پہنچے بھی نیا داد آجائے تو بقہر تھا،
گریا داد وہم لوگ پرے سیرے کے بزردی ہوئیں کہتا ہوں کہ اگر تھا پے
بیرونی ساتھی پتے ریا اور کھدی پھر میں تھیں دکھاول کریادا
کیسے واپس آتی ہے اگر جیسی کا داد دھبھی نیا داد آجائے تو یہ اذمہ؟"

"میں بزردی ہی سی تو تن لین پاتے مخصوص مکارا نہ لداز میں
مکارا نیا قام نہیں جانتے کہ میں کون ہوں تھوڑا جانتے ہو، دنہیوں
کارخ بھی نہ کرے و دفعتا جید نے فاتح کو اس نے دیکھا اور کچھ کہتے کہتے رو گید فاتح

سید حاکم طاہو گیا تھا۔ چند لمحے اسی طرح کھڑا پھر ان کی طرف مڑا۔
اس کے بعد نوں ہاتھ دلائیں بلائیں پھیٹے ہوتے تھے اور اس معلوم ہو
رہا تھا جیسے وہ کسی پرندے کی طرح اُن کے لیے پرتوں دہا جو شیو
آتا تھا۔ یعنی تھا کہ پھوٹنی سی دارجی کامان ہوتا تھا۔

وہ اسی طرح ہاتھ پھیلانے ہوئے آہستہ آہستہ گے بڑھاتے ہیں
سائنس سے بہت بیگنا اور عجیب کو بھی یہی رائے دی۔ قائم حل رہا تھا،
یعنی اس کے چہرے سے نہیں ظاہر ہوتا تھا کہ اسے اپنے ستمحک ہونے
کا حس ہو۔ وہ تو پھر کاکولیں اسابت معلوم ہو رہا تھا، جو کسی مشنی
مل کی وجہ سے ستمحک ہو گیا ہو۔

وہ چلتا ہوا سامنے والی دیوار سے چاکرایا اور پھر ان کی
طرف مڑا۔

”بیر کیا کرو رہا ہے؟“ حیدر نے تین ہیں سے پوچھا۔

”ورش بیتِ تن ہیں مسکرا یا۔ جید نے بلند آواز میں پوچھا تھا،
یعنی اس نے محسوس کیا کہ قائم ہم پر اس کی آواز کا بھی کوئی آخر نہیں ہوا
تھا۔ اس کا چہرہ بدستور سپاٹ اور سیے جان نظر آتا رہا۔
تن ہیں نے حیدر کو گھوڑتے ہوئے کہا۔ بس اب یہ کھدیر بعد
خفر کے قتل ہو جائے گا۔ اور تم دلفوں یہاں قدر ہو گئے جسی کہ
یہیں مرکر سرگل چاہے گا۔“

”کیا مطلب؟“

”یہ ایک ویران محتاج خانہ ہے۔ کہنی سال سے ویران ہڑا ہے
اور ہمارے بعد پھر ویلن پڑا ہے گا۔ ہم ہیاں سبھی جانش گئے اور
تم دلفوں میں رہو گے۔ اسی مسواتیں جم پین سے ستم کرنکیں گے۔“
حیدر پہنچا ہوئے چباٹے لگا۔



غار کے نگ دہلتے سے تخل کر وہ دصلوان راستے پر کگئے۔
مفرد نے دو ہوں چانپ نظریں مدد ائم ادا بھی اونچی چنانیں دو رہک
دیواروں کی طرح کھڑی ہوئی تھیں۔

”کیا دھرم وہ لوگ نہیں ہیں؟“ مفرد نے کہا۔

”شاید ہیں ہیں۔ یا مفرد نے ایسے پرنسے آج ہمکنیں
دیکھتے ہو گئوں۔“ وہ رسانی کرتے ہوں اور جھیں شکار کرنے کے
لیے ناکیں استعمال کی جاتی ہوں۔

مفرد کی پیش بولو۔ اسے تھیں تھا کہ ممان کے ذہن میں کوئی نہ
کوئی ایک حضور ہے۔ وہ اس کے ساتھ ہملوں راستے پر چلتا رہا۔

دقماً ممان نے مکر کر کہا۔ وہی میرے خال سے تیز پھو جب ان
کا سیگریخ تھا۔ ہمگا تو وہ بھی دھرمی کا اڑخ کریں گے اور پرندے
کی قریب تھیں۔ اسی پھر وہ اس کے سپر رہت بڑے پڑے پر دل

ان کے تیچھے ہوں گے۔ ڈر داؤں وقت سے!“
مفرد ممان کے تیچھے دوسرے لگا پھر وہ اس جگہ پہنچا جہاں
سے چڑھائی شروع ہوتی تھی۔

”یار... صفر!“ ممان نے رُک کر کہا۔ پہلیں سوچا ہوں کہ
یہ لوگ مفت میں مارے جائیں گے۔ آؤ ذرا اور پھر کر دیکھیں کہ وہ
پہنچ کے کس طرف ہیں پھر ان لوگوں کے لیے بھی کچھ کیا جائے۔“
”اد پر چڑھنے کے دوسرا طرف دیکھیے جائے کافی۔“
نہیں تھا کیونکہ یہاں بھی چڑھائیں آتی اپنی تو قصیں ہی کہ وہ جوکر
آن کی اوث میں ہو سکیں۔

ممان کی رفتار بہت تیز تھی اور وہ باکھ کوئی پہاڑی پٹوڑیوں
ہو رہا تھا۔ وہ صفر کو بہت تیچھے چھوڑ گیا۔ صفر ابھی راستے ہی میں تھا
کہ ممان تیزی سے پڑت پڑا۔

”آہ... یہاں اپر سے تلوان کا فاصلہ تقریباً بیڑھ میں معلوم ہوتا
ہے اور اب وہ غار کے پانے کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ فارمول کی اوپر
بھی نہیں آہی ہیں۔ شاید میگریں ختم ہو گیا۔ چلو اور پھر... اب کہ
نہیں ہو سکتا۔“

وہ پھر چڑھائی اور پھر چڑھنے لئے کہ اور پھر بخچ کر جھکے ہی مچکے ممان
نے چاروں طرف دیکھا اور پھر پائیں جاتے دلے نشیب میں اتر گیا۔
کے قدم بھی تیزی سے اٹھ رہے تھے۔

پھر دوڑ چلنے کے بعد وہ پھر اور پھر ہے اور ممان نے سڑا بھادر ک
دھرمی ہاتھ دیکھا اور جلدی ہی سے دوبارہ جھکا ہوا آہستہ سے بولا۔
اڑے وہ تو خوبیوں کی طرح پڑ لیے گئے ہیں۔

”چھرا بہیکا ہو گا!“

”پتہ نہیں کیا ہو گا۔“ اور ممان نے فارمنگ شروع کی کے سخت غلطی
کی تھی... اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ان لوگوں کی تعداد آتی زیاد ہے تو
اُسے کبھی فارمنگ نہ کرنے دیتا۔ میرا خیال ہے کہ ان میں کوئی ذمی
نہیں ہےوا۔“

”انداز گیا تعداد ہو گی اُن کی؟“

”میرا ہر سو سکم نہیں ہو سکی۔“

مفرد سننے میں آگیا۔ اس نے بیدائیں لوگوں کے تھیں اور
زہریلے تیروں کے سفعی بہت کچھ سُند کھا تھا۔

مفرد بھی دوسری طرف جاتا تھا۔ یقیناً ان لوگوں کی تعداد بڑی
سوکھ کھرو رہی ہو گی۔ ان بیس ہر فریکے اسی ایسا تھا جس سے
پہنچا پورا جنم دھکا کر رکا۔ دوسرا کے سپر رہت بڑے پڑے پر دل
کی قریب تھیں۔ بھری وہ اور... عنزے بیگنے تھے... اور ان کی بیکھری

چوئیاں سینوں پر دلوں جا بہ تلک رہی تھیں ہبھڑی پر
کھڑی سے سیند کریں کھنچ دکھی تھیں۔ بعض لوگوں کے سینوں اور
پیٹ پر بھی اسی ہی لکیریں نظر آتی تھیں۔

انہوں نے اور ان اور اس کے ساتھیوں کو غار سے باہر
نکال یا تھا۔

۰۲۴: ”عمران بڑھ دیا یا اُن میں اور ان کے ساتھیوں کے
علاوہ ایک مہذب آدمی اور بھی ہے، وہ نیلی قیص وال۔ اور ان
کے ساتھیوں میں سے کسی کے جسم پر نیلی قیص نہیں تھی۔“
”اوہ... وہ جو پروں کی ٹوپی والے کے قریب کھڑا ہے،
صفدر بولا۔

عمران پھر دوسری طرف دیکھنے لگا چنانوں کی دوسرا جا بہ
سے وہ رُگ چمگھوٹے لاتے اور اور ان دیغیرہ کو ان کی پشت پر
بلندھا جانے لگا۔ اس سلسلے میں کسی کے سامنہ بھی کوئی دعا یات نہیں
کی گئی۔ اسے بھی اسی طرح گھوڑے کی پشت پر راندھو دیا گیا پھر
وہ ان گھوڑوں کو ایک جا بہ ملنکتے لئے وہ کچھ کارہتے تھے یا
یونہی صلق پھاڑ رہے تھے صدر کی سمجھ میں نہ آ سکا۔

”بہت بُرا ہو رہا ہے، عمران صاحب کچھ کچھ یہ صدر رئے
صفدر باندھا میں کہا۔

”فی الحال میں صبر کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتا۔ ویسے شخسارے
پاں کرنے رائوند ہوں گے“

”بُشکل تین“ صدر نے جواب دیا۔

”بس ختم کرو۔ پچھر کرنے کے متعلق سوچنا ہی ضرول ہے“

”وتھے نہیں اس بے چاروں کا کیا حشر ہو؟“

”جو کچھ بھی ہونا ہیں ہو جانا۔ آخر یہ انھیں ناد کر لے جانے
کی زمت کیوں اٹھا رہے ہیں۔ آئے وہ دیکھو!“ وہ نیلی قیص والان
لوگوں کے ساتھ نہیں گیا۔

”نیلی قیص وال اچھوں تھا ایں کھڑا رہتا پھر غار کی طرف بڑھا۔
”چھو تو تم اس طرف کے راستے پر نظر رکھو“ عمران نے صدر
سے کہا اور صدر کے پچھے دلانے والے دھلوان راستے کی طرف
تموجہ ہو گیا۔

”کچھ دیر تک وہ یونہی خاموش کھڑے رہے پھر صدر آہستہ
سے بولا۔“ اوہ... وہ اور ہر حق آ رہا ہے۔ کیا اسے ہم لوگوں کی تلاش ہے؟

”بس تھپ پ چاپ یہیں کھڑے رہ جو۔ میں ملے سے بنھانا رہیں“
ملانے کہا اور تیکھے ہٹ کر اسی جا بہ پڑھنے لگا جہاں ڈھلوان
ملستہ کا اختتام ہوا۔ اخفا دلچسپی شروع ہو گئی تھی۔

چھر صدر نے اسے ایک جگہ دیکھتے دیکھا اس وقت اسے
اس کی رکتیں بندروں کی سی معلوم ہو رہی تھیں۔
بھیسے ہی نیلی قیص وال اڑاٹتے کے اختام پر پنجاہ ایک بیک
 عمران نے اس پر چلا گئے تگانی نیلی قیص وال اسے بھر جا، اسدا اس
کے حق سے ایک بے ساختہ قسم کی بیجھنگی دو نوں گئے ہوتے یہ پچ
چھے گئے۔

بے صدر بھی اور بھر تھا نیچے پنج کار اس نے دیکھا کہ
عمران نیلی قیص وال کوڑی طرح رگڑا رہا ہے۔ اسی میں صدر فرمی
تھا دل پسے جسم وال اڑاٹا سکن پر نک مدد بے خبری میں جھوا تھا اس دل پسے
سچھنے کی حملت نہیں تھی، ورنہ وہ آسانی سے زیر ہو جانے والا
نہیں تھا۔ جب عمران اسے تھر پسندیدم کر چکا تو چھوڑ کر پہٹا گیا میں
قیص وال سے اتنی سکت نہیں، وہ تھی کہ زمین اسی سے آٹھ سکتا۔
صدر نے اس کی جیسیں مٹول کر ایک رہا اور اور کچھ راؤں
برآمد کیے۔ پھر عمران نے اسے گریبان سے پھٹکا کر اٹھاتے ہوئے کہا۔
”تمہاری وہ آزادی ہو رہی ہو رہی کی جائے گی جس کے لیے تمہیں
رک گئے تھے۔“

وہ اسے خار کے دلانے کی طرف دیکھنے لگا۔

”اس طرح وہ دلوں اسے خار میں لے لے گا اور عمران نے اسے
زمیں پر دھکیل دیا۔“

”تم بھل کا پڑھ لیے یہاں تو کہے تھے وہ عمران نے اسے گھوڑتے
ہونے کیا تھیوں؟ کیا ان غلط کہہ رہا ہوں، تم نہیں چاہتے کہ ان لوگوں
کی گشٹگی کی اخلاق بیٹھ کوارٹ کس پتھر؟“
”اگر میں وہ گھنٹہ نہ کہا تو اپس نہیں دیگا تو انہیں ان لوگوں کو مل دیا۔
گے نیلی قیص والے نے یہڑا ہوئی آغاز میں کہا۔
”تم بھکاوس کر رہے ہو، جو ابھی ہیلی کا پڑھ کے آئے میں تین گھنٹے کی
دیر ہے اس سے پہلے تم کیسے جا سکتے ہو؟“ عمران مسکا کر بولا۔
”محضے صرف تم دلوں کی تلاش تھی دا اس نے کہا۔“

”تم یہ بھی غلط کہہ رہے ہو۔ تمہاری کیا حقیقت ہے کہ ایک چھم
سے نہت سکو... اگر جہاں سے یہی رکے ہوتے تو کچھ انہیں بھی تھکتے
سکتے ہوئے تھی بات ہے، تم اسی تھیں دو گھنٹے بعد مر جاتے دو لا۔“

”نیلی قیص وال اپکھڑا رہا تھا۔ دیکھے صدر اس کی آنکھوں میں گھرے
تلکر کے آثار دیکھ رہا تھا۔“

”انہیں لوگوں میں تھا میں کتنے آدمی ہیں؟“
”یہ کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا۔ اس بیٹے شوہنگوواہ اپنا
وقت سبز بلکہ وہ نیلی قیص وال سے یہڑا ہوئی آغاز میں کیا۔“

کاتارہے سکوں۔ بیسے کیا تم مجھے بتا سکو گے کہ زیر و لیند کپاں ہے؟
نیل قیص و لالہ اسماش ہی رہا۔
مکار بولا۔ نیں جانتا ہوں رقم اس سوال کا جواب نہیں دو گے خدا
صدر سے دیکھو ایں ماہر جارہ ہوں۔ بیل کا پتھر کے آئے کا وقت فربتے
زیر و مرت نسل کر رہتے ہو تو ہم نیل قیص والا بول پڑا ہیں یہ
لحس بھاتا ہوں کہ تھا لا لک برے خارے میں رہتے کامو
مران کرنی جاوے دیے لیغ غارے نکل گیا۔
صدر نیل قیص والے کوئی بھجو کے درستے کی طرح دیکھ
رہا تھا، ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کی عکسی بخشش بھی اسے جھیٹ پڑے
پر جبور کر دے گی۔

تماری مکھیاں بھی جواب دیں گی ڈا صدر آنکھیں نکال کر بدلا۔
نیل قیص والا شماش ہی رہا۔
کیا تمیں علم ہے کہ ہم نے ماش اور اس کے ساتھیوں کو مار لالا
ہے اس نے پوچھا۔
”بائیں یہی جاننا ہوں لا“
”تو تم نے اقتطعہ کا روایتی کی تھی؟“
”بھی کوئی پہنچنے کی بات نہیں ہے؟ نیل قیص والہ ہم بہت تھے خدا
کیا تم بھی پہلی رات یہاں تھے؟“
”اہ تھا اور اس وقت بھائی سے گیا تھا جب تھا رسکی آدمی
ڈالش کو تم کر دیا تھا؟“
”توم نے بات کیا ہم لوگ پر جلدیکوں نہیں کرایا؟“
”مجھے ملم تاک تم لوگ یہی کا پتھر کے آئے بیٹھوا پس نیں جاسکتے
اس یہ اندھیرے میں نکوکریں کھانا فضول ہی تھا
”آخر اس قسم کے سوالات سے کیا فائدہ ہے؟ صدر ازاد ویں بڑا ہے۔
آہا... کیا بھی کہ تھیں فائدہ نہیں بھاٹا دیا“
”نہیں بھیجے تو اس میں کوئی بھی کام کی بات نہیں نظر آئی؟“
”میں نے اس ستے یہ معلوم کر دیا ہے کہ انہیں نیوں کی بستی ہے
— بہت زیادہ دُور نہیں ہے۔
”کس بادستے نے خاہر ہوتا ہے؟“
”اے باتستے کا خوں نے رات کے بجائے دن کا تسدیک کیا تھا
ہمدردہ اندھیرے میں نکوکریں نہیں کھانا چاہتے تھے... اگر دُور اسی کا
میدان ہوتا تو وہ اندھیرے کے بیکارے اسی اُشوواری کا سوال دیتا۔
”تم لوگ بہت بڑی مغلی کر دے بروز و فتنہ نہیں قیص والہ بول۔
”کیوں؟“ ”غم ان نے احتقاد انہیں پیکیں بھیکائیں۔
”خواہ مخواہ ان کنوں کے بیچے اپنی زندگیں خلپتے ہیں، نہ دلوں
کے دوست کھملاتے ہیں۔
”خصوصیست سنسکریت کے شاعر ملک دیوبندی کے ہر گوشے
اسی انہاز میں پیکیں جوچ کی بیچیں تریاں تو ہمچنانچہ حکوم کے نمائندے تھے۔
”اسی کی بات کر رہا ہوں، جو تھیں خیرات دیتا ہے وہ
”تم کسی قوم سے تعلق دکھتے ہو تو عمران نے سچ لمحہ شکہ
ہم لوگ یہی نئی قومیں مدد اور مول دے سکتے ہیں بلکہ یہیں نئی قوم
نہیں بہت اور عطرتی ہے تو قوم ساری دنیا پر چھاٹا رہے اسی وہ
”تھبید قوم ساری دنیا پر چھاٹا رہے اسی وہ نت دیکھے تھوڑا خلاج
دیتا تھا عمران اپنے دل کی طرح دی دیکھ دیتا کہیں تھیں بار بکار دیکھا۔

فریبی شناسیں واپس آیا تھا بلکہ اس کے ساتھ ایف بلے آئی کا
ایک آفسر جیسی کپٹنگ ہی تھا اسکی حسہ کو کمرے میں موجود نیکر کرے
جسی جیسے ہوئی وہ کہیں باہر یا تھا کہونکہ کمرے کا دروازہ مغلی تھا اور
بھی باہر تکی ہوئی تھی۔
کے تو قی نہیں تھی کہ تید بیاں بھی اس سے پوچھے بغیر اس قسم
کی کوئی حرکت کرنے کا اور پھر وہ تو اس سے تاکہ کہ کر گی تھا کہ تھا بہر نہ جائے
اس نے جیسی سے اس کا تذکرہ بھاگنکی جسی جیسی تھے اس کوئی بہت
نہ کی اس نے خال خالہ کر کی نیویا رک میں کسی جوان آدمی کا پچلا بھندا
حال ہے۔ ہو سکتا ہے بکوئی لڑکی اسے پھٹکا کر ہر لئے گئی ہو۔
میکن فریبی اس سے تشقق نہ ہو سکا یہ اور بیات بے رأس
نہ وہی طور پر جیسی کی نہیں ہاں میں ہاں لاوی ہو۔
جیسی اس کے ذمہ دکتوں نہیں سے تھا خونی کے ہر گوشے

میں اس کے ایسے دوست موجود تھے کہ نہ کہ دہیں الاقوا کی شہرت کا
مالک تھا جیسی کے سے آج ہمیں لامات ہوئی تھی اور وہ اس کے ساتھ بھی
چلا آیا تھا۔ وہ بیسری کے میزور سے ملا تھا مقصود یہ تھا کہ تن میں اوس اس
کے ساتھیوں کے متعلق معلومات حاصل ہو سکیں لیکن مکون کا رخاں کے
انہات سے بے شایستہ نہ ہو سکا کیاں دیکھان تھیں نام کھلے
پیش نیویا رک کا تھہ تندیں کے تذکرے پر اسے جیسی کوئی تباہ پڑا تھا کہ
وہ اس کے ایک دوست کو سے بھاگا میں اسے بھی تھا اس کی دوست مندی
ہی کی کہانی سنائی تاریک و اوی کے سفر کا تذکرہ نہیں کیا۔

اس وقت وہ زور چھڑا دیکھ کر پاہیں کر رہے تھے سکن فریبی کا
ذہن میڈیں ایجاد ہوئی تھا و فتحاں کے درعا نے پردستک دی۔
آجاؤ و فریبی کہنے لہا اور دوسرے ہی تھے جس ایک تھا تھا کو
کر سے میں دن بدل پھوا۔

کرنی فریدی پلیز ۔ اس نے باری باری سہ دنوں کی طرف
دیکھتے ہوئے مدد و مدد لے جئے میں کہا۔
ہاں یکوں کی بات ہے؟ فریدی نے اُسے پنج سے اپنے
تک دیکھتے ہوئے رجھا
”آپ کے لیے ایک خط ہے جتاب!“
”ہی نے فریدی نے اتفاق پڑھا دیا۔
اس نے کاغذ کی تہہ کھولی اور تحریر پڑھنے لگا پھر یک بیک اس
کے پیڑے پر پرشان کے ٹھار نظر آئے اور اس نے اس آدمی سے پوچھا
”یہ حادثہ کے پیش آیا؟“
”شاید سڑک پار کرنے میں غلطی ہو گئی تھی“
”اوہ... اچھا! آپ براہ کرم دا سٹاگ ہاں میں میرا اتفاقاً کیجیے!
میں پکڑے تبدیل کر کے آپ کے ساتھ پہلوں گا!“
”بہت بہتر!“
”وہ آدمی کمی سے نکل گیا۔ جیری اتفاقاً میں نظروں سے فریدی
اپنے خاطر دیکھ رہا تھا۔
”یہ پن جمک کسی میبست میں پڑ گیا ہے اور فریدی نے جیری سے کہا۔
”میں ہوں... کس طرح؟“
فریدی نے وہ خط اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس
سے یہ خط بزرگ سی سخواں اگایا ہے میں سخوانے والہاں سمیلے طبر
تھا کہ وہ مجھے اسی خط کے ذریعے اپنی صحیح پوزیشن سے آگاہ کر سکتا۔
جیری نے خط پڑھ کر کہا اور اس میں اس حادثے کی اطلاع کے
علوہ اور کچھ نہیں ہے ظاہر ہے کہ اگر کسی نہ اس سے یہ خط سخواں ہے
تو اپنی طرح المیان کیے بغیر اسے تھارے پاس نہ کرنے دیا ہو گا!“
”اس نے وہی سخا ہے جو کچھ انہوں نے سخواں ہو گا میں اس
کے باوجود یہی اس میں یک بہ شیدہ پیغام موجود ہے جس پر آن کی
نگاہ نہیں پڑ سکی وہ نہ کم از کم یہ خط تو مجھے سکتا“
”جنی بھی تو کوئی اسی چیز نہیں نظر آئی“
”اس میں ایسے حروف تلاش کرو جو دوسروں کی نسبت زیادہ
 واضح اور جلی ہیں اور پھر انہیں سلسلے سے ترتیب دے لو!“
”فریدی تحریر کو قرئ دیکھا ہوا ایسی حروف کو بندا آواز سے دہراتے رہا۔
”اوی ملے۔ این یعنی۔ ای۔ اار۔ اوہ... ویجھا۔“
”پھر وہ تحریر انداھیں فریدی کی طرف دیکھا ہوا بولا وادہ، یہ
تحمار اس لئے بھی بہت پالاں کا آدمی عالم ہوتا ہے۔“
”اب بتاؤ کہ تم اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہو؟“
”میرا خیال ہے کہ تم اس کے ماتحت رواہ ہو جاؤ۔ یہیں تھار اتعاب
کر دیں گا مفہوم ہے کہ تم اس کے ماتحت رواہ ہو جاؤ۔ یہیں تھار اتعاب

الہتہ اس کے چھپے سے بیہقی خاہ ہر جو ہی تھی پڑھنے نہیں وہ حقیقت

پر بیان حقایقاً وہ مرف ایکٹھ ہے۔

تھوڑی دیر بعد بیکسی ایک دیواری پر ایک دلخواہ کی کہنے

ہی والا تھا کہ کیسی دوامیوں کی رفتہ میں اس کے حقیقتیں روایتیں

چھپ چاپی نچے اڑ جاؤ ॥

”ایں... لک... کیا... مطلب؟ فرمی ہے کلاما۔

”پتو... جلدی کرو ॥

”وہ سارا آدمی پہنچے ہی اترگی قما۔ فرمی ہی اتر آیا۔ اس کے

چھپے سے خوف نکاہ ہوتے رہا۔

”اب ادھر پڑا جیکسی دیوار نے دیوار دلے ہاتھ سے اشارا کیا۔

فریدی چب چاپ پہنچ لگا۔ دوسرا آدمی اس کے آگے اور

تیکسی دیوار اس کے پیچے ریوال اور تائپل رہا۔

پھر جیسہ ہی وہ نیش میں آتے گے فردی کو یک ہمارت

نکار آئی۔ اب اس کا اندازہ کرنا خل نہیں تھا کہ منزل ہی ہے۔

اچاہک وہ بڑی تیزی سے مڑا اور جیکسی دیوار کے پیلا اور پرہاڑ

ڈال رہا۔ تیکسی دیوار جو اس غیر متوقع ہے تو کھلا گی تھا۔ ستمہنہ دوسرے

دوسرے ہی لمحے میں فرمی نے اسے پیٹھ پر لا کر دوسرا آدمی پر اچال

دیا۔ دنوں گرے اور تھوڑی دو تک نیش میں رکھتے چلے گئے۔ ان

کے نزد سے کامیوں کا طوفان انہدر رہا۔

فریدی نے دیوال اور کارخان کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ اب

چب چاپ پڑھے ہو جاؤ ॥

دھکھڑتے ہوئے اور دنوں با تھا کہھتے ہو گئے۔

انتہی جیسی کی تیکسی بھی اپر سڑک پر رکی اور وہ نچے اڑ کر سیدھا

اسی طرف دوزتا چلا آیا۔

”میک ہے“ فرمیدی سڑک پر بولا۔ ابھی یہ سب کہہ میری

خواہش کے مطابق ہی ہوا ہے۔ اب تم انھیں یہاں بنھا لوں گیں عمارت

کے اندر جائیں گوں ॥

”اوہ... یہ ہمارت ہے“ جیسی کچھ سوچتا ہوا لولا یہ تو یک میتی کا

تمام گردہ مقام خانست۔ یہاں کسی زمانے میں اپاڑج چینیوں کو رکھا

جانا تھا۔ اسے... تمہرے کسی جیتی ہی کام مرہ تو کیا تھا؟

”ہاں یہ تین دن ہی کی رکت معلوم ہوتی ہے۔ تم انھیں دیکھو۔“

”غیر مت کرو ॥“

جیسی نہ اپناریوں کاں لیا اور ان دنوں کو گھورتا ہوا

بولا۔ جنم بھول کے چھپے میرے یہ نہیں ہے۔

”دہ دنوں غصیل تکلوں سے اسے سمع کھجھے ہے پر گھسی دیا نہ ہو۔

نے کچھ کے یہ بہت بلائے ہی تھا کہ جیسی ڈپٹ کر بولا۔ ایک تک

بھی تھا کہ زبان سے دلکھ کیا تم نے جسی پکک کا نام نہیں رکھتا ہے۔

یک پیک ان دنوں کے چھپے تھیک ہو گئے اور انکے ساتھ

سے خوف جانے کا فریدی تیزی سے شہب میں آتھا۔

ہمارت کے قریب پنج کروڑ کی میکن چدر دروازہ منظر

نکار رکھتا ہے اس نے بارکی بارکی سے ہم دروازے کو ڈھوند دیا۔ میکن کی

میں بھی پیش نہ ہوئی۔

پھر وہ ہمارت کے حقیقی حصہ کا ہٹ پہنچنے کیے تیزی سے

پیش رکھیں چھوڑ گھنٹا ہموارہ پشت پر آیا۔ میکن یہاں بھی اسے

کوئی ایسی گند نکرنا آئی جس سے وہ ہر انسانی اندیختی سکتا چھوڑ گھنٹا

پیچہ کی طرف کھڑا اور تھوڑی ہی دوڑ پیچنے کے بعد اس کے قدم رک

گئے۔ یک کھنکی کے دنوں پیٹھ کھلے ہوئے نکاٹے کھڑکی میں سافیں

بھی نہیں تھیں۔ فرمیدی کو اس پر بڑی حیرت ہوئی اسے اس کے تعقیب

سمجھ دی سے سوچ لے گا۔

کھڑکی زین سے مشکل ہمیں فٹ اونچی رہی ہو گئے قلعہ دیر

کے لیے اس کی پیشانی پر سوئیں سی انظر آئیں اور پھر خاتم ہو گئیں۔

دوسرے ہی لمحے وہ کھڑکی کے آمد داخل ہو رہا تھا دوسرے میری طرف ا

دروازہ بھی کھلا ہوا نظر کیا۔ میکن وہ بھیسری دروازے کی طرف بڑھا

اے حیدر کی آواز نئی دی ہرگز... کرنی ہو۔ یہ تین رہا تھا۔ اپنے جہاں

ہیں اور میں تھہر ہے نہیں۔

فریدی ایک جھکٹے کے ساتھ رک گیا۔ یہ بارہ جنچ پڑھ کر ای

ایک جھکٹے کی تکرار کیے جا رہا تھا۔ فرمیدی نئے کپٹے پشت دال کھل

کی طرف دیکھا اور پھر بڑی تیزی سے آگے بڑھ کر اسے بند کرنے کے

بعد بولٹ کر دیا۔

اب وہ دروازے کی جانب آیا اور کھلے ہوئے پٹ کی اڑ

یہاں ہوا جو چھار تمہارا ہو: یہیں آگیا ہوں ॥

ساتھی اس نے دیوال اور بھی نکال لیا تھا۔

”جس کمرے میں تین کر سیاں ہوں اس میں ہرگز نہ ہائیے:

دوسری طرف سے آواز آئی۔

”یہاں کتنے آدمی ہیں؟“ فرمیدی سے جھوٹ کیا۔

کوئی بھی نہیں۔ عمارت غالی ہے۔ جواب ۷۳۔

فریدی سوچنے لگا۔ میکن یہ بھی دھوکا ہے۔ ہو۔ جس میر دہاں

سے خلکھلے ہیں اسی طرح اس کی گردان پر خود کو جھینپھر لیا۔

بہبک سکھیں۔

دھننا اس نے اسی ملک کھٹے کھٹے اس طرح زمین پر پاؤں مارنے شروع کر دیے چیزے دھڑکا ہوئیں کوئی نیجگر رائد نہیں تھا اس نے کسی قسم کی بھی آواز نہیں تھی یہ ایک نئے دروازے سے جو کس کو لے کر دروازہ میں منان پڑا تھا دوسرے میں دیکھ کر اس نے اس کے کارروازہ بھی بند کر کے بولت کر دیا جس سے آیا تھا۔

اب وہ بہت احتیاط سے اسی جاہتِ جاری تھا جو حسے حیدر کی اوال آتی رہتی تھی۔ ذرا ہمیں کسی دیر میں اُسے سمجھیں ہو گیا کہ عمارت خالی ہے۔ وہ ایک ایسے کمرے کے سامنے ہے جو گورا جس کی ساری کھنکیاں اور سارے دروازے کھلے ہوتے تھا اور منہ میں تین کریں پڑی ہوئی تھیں۔ ان کریں کے علاوہ اور کسی قسم کا سلان وہاں نہیں تھا فریدی نہوں میں کھٹے ہو کر حیدر کو آواز دی۔

”میں یہاں ہوں ہر قریب ہی سے حیدر کا آواز آئی۔ جس کمرے اُس کے سامنے تھا اس کا دروازہ بند تھا۔ فریدی اس کی جانب بڑھا دروازہ ٹھپٹ ٹھپٹ ہوئے میوڑ مسلم ہوتا تھا۔“

”حیدر کیا تم یہاں ہو؟“ اس نے دروازے پر ہاتھ لارکر کہا۔ ”جی ہاں“ اندھے سے آواز آئی۔

”اچھا شہر و ایں کوئی ایسی چیز تلاش کر دہوں جس سے قفل کھولا جائے؟“

”کیا دروازہ مغلل ہے؟“ حیدر نے پوچھا۔

”ہاں ہے۔“

”خدا ان شیطانوں کو غارت کرے و فریدی پہلے ہوا۔ وہ یا ہر کی طرف کھلنے والے کسی دروازے کی تلاش میں تھا۔ اس میں دری نہیں تھی۔ وہ اندھے سے دروازہ کھوں گر عمارت کے سامنے والے حصے میں آگیا جہاں سے جو جہاں پر جسرا وغیرہ نظر آ رہے تھے۔ فریدی نے اُسے آواز دی۔ ”جسی دوست آ جاؤ مان درنوں کو بھی لاو۔“

چھپڑ نے لمحیں نیچے آتئے دیکھا۔ وہ درنوں آگے تھا در جسی ان کے تیچے ریوا اور یہ ہوئے مل رہا تھا۔

”وہ قریب آگے فریدی نے کہا۔“ عمارت خالی سے کیسپن حیدر کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔“

”درنوں ادمی تھج نظر نے لگے اور انہوں نے ایک دوسرے کی طرف سوالی سانہ از من دیکھا۔“

”انھیں اندھے چھوڑ فریدی نے کہا۔“ درجہ اندھر چلا گیا۔ وہ لوگ اس کے پیچے مل رہے تھے۔ وہ انھیں اسی راہداری میں لایا جس کے

ایک کمرے میں حیدر تھا۔ زکیوں دو تو احمد لوگ اسی کمرے میں میتھے نہاد فریدی نے اس کے کھنکے کی طرف اشارا کر کے درونوں سے پوچھا۔ جس کے سطھ میں قلن کریں تھے اس پڑی ہوئی تھیں۔

”ہاں... ہاں... ہاں...“ وہ آدمی بھرتانی ہوئی آوازیں بولانے جو میہ کا خلا لے گیا تھا۔

”تو چلو... اندھر پیٹھ جاؤ۔“
وہ درونوں پچھلے گئے۔

”چلو“ فریدی کی خڑیا ہے درونگوں مار دوں گا۔“
وہ پٹپٹ چاپ کرے میں داخل ہو گئے اور فریدی نے پھر کہا۔
”کریں گے پر پیٹھ جاؤ۔“
وہ کریں گے پر پیٹھ جاؤ۔“
پہنچے اور پرے گوئے کا ایک کٹھرا بھلی کی سرعت سے ان پر گلہ اور رہ اس میں بند ہو کر رہ گئے۔ کٹھرا چاروں طرف سے کریں گے کا اعتماد کیے ہوئے تھے۔

”وہ درونوں پیٹھنے لگے جسرا کبھی جیسے سے کٹھر کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی فریدی کی طرف۔ وہ درونوں اب ان جنہیں گے کوئی لیاں نہیں سکھ تھیں جن کے لیے کام کرتے رہے تھے۔“

”یہ کیا قصہ ہے؟“ جسرا پڑ رہا۔
”اوہ! سب سے پہلے کیسپن کو نہ کاہا ہے۔“
”وہ کہاں ہے؟“

فریدی نے مغلل کرے کی طرف اشارہ کیا۔
اور پھر کچھ دیر بعد وہ اس کے کا قفل کھونے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن اس کے میں بھی حیدر کے گرد دیکھا ہی کٹھرا نظر اور میا تھیں کریں گے۔
وہ لکھرے میں تھا فرش سے چھٹت تک ہو بے کل جالدار دیواریں سی کھلیں تھیں۔ فریدی نے آگے بڑھ کر اُسے زمین سے انھلئے کی کوکھش کیں گے۔ اس میں جنیش تکہ رہ ہوئی۔

”یہ چھٹت سے گرا تھا۔“ حیدر نے کہا۔ ”ہو سکتا ہے کہ اپر اس کا اٹھانے کا کوئی زرع بھی موجود ہو۔“ انہیں تھیں کہ کام کر لے گا۔ اس نے اس نے یہ چال چلی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ جم یہاں پیٹھ جس کرم جانیں گے لیکن ہماری آواز باہر نہ جائے گی۔“

”اچھا! کچھ دیر اور شہر وہ ہم چھٹت پر جا رہے ہیں“ ذہن نہ کہا۔

”کیلی گرام بیت نیادہ پر خان نفر آرہی تھی لیکن ہمارے سرلاتے پھر تیکاں دیتا رہا تھا۔“ اس نے کہا تھا کہ لوگ قتل کر دلئے کی نیت نہیں رکھتے۔ اگرچہ کرنا ہوتا تو پرانے ساتھیوں لاتے۔ غابا وہ کوئی بڑی رقم دھوں کرنے کے چکریں ہیں۔“

معلوم ہوتی ہیں اور انہیں آنکھوں کی «جستہ تم اسحایاں کام ادا

کام پر جرتا ہے زیادہ نہیں بھگ سکتے ہیں۔

اگر تم اس نہیں نہ کہا ہے۔ تو میرا براز بنا لاد بھی

یعنی اقوای سلح کوئی نہیں تارکہ کی محدودت نہیں آئی تو کوئی فریبی

بھی نہیں ہو رہا ہے ساتھ ہو گا جسے بھی اس سے مدد اتنا لیں ہیں

اگر دیکھتا ہے ذال ہود پر چانتہ ہوتا۔

بھی سے زیادہ کون جانے کا اکامویں نے فلاہ اندازیں کہا وہ

دلوں نے اکھوں میں ساقی پڑھاتے۔ بر ساحل ہم نواز اور بھپیلہن

میں وہ اس وقت بھی انتہائی پراسار معلوم ہوتا تھا جب اس نے

پہنچنے سبق کے بارے میں کچھ بھی نہیں سوچا تھا۔ تعلم نہم کرنے کے بعد

دو سال تک اس نے سیاحت کی تھی ابھی افریقہ میں ہے۔ بھی جو نی

اہر یک میں کبھی آش رہتا۔ انکی کندگی سے اسے مشق تھی۔

یا تم بھی کبھی اس سے ساقی گئے تھے اہنگ پر جا۔

نہیں یعنی آنے والے اذیں تھا کہ دنیا کی سعادت کر گتافروں

بہت ماں دار تھا غایباً کسی شای خاندان سے تعلق رکھتا تھا مجھے یاد ہے

اکثر اس کا ہاپ بھی انکھیں آتے تھے اس کے عین

اور پارہ منٹ کے مجرم اس کا استھان کیا کرتے تھے اور اس استھان کی

خبریں اخبارات میں آیا کرتی تھیں۔ مگر تھیں نے فریبی جھیا آدمی نہیں

دیکھا۔ وہ کبھی دوسروں پر یہ نہیں خاہر ہوتے دیتا تھا کہ وہ بہت دوست

ہے عام طلبی کی طرح سلاہ زندگی برسر کرتا تھا اس کے ملک کے کتنی

اوقی بھی ماں دار رہ کر آکس فور میں نہیں تعلم تھے میں ان کے چھات دیکھو

کہ یہی کہنا پڑتا تھا کہ وہ دہانی تعلم مان کر نہ کے یہ نہیں آئے بلکہ

بلکہ معلم کے تعلیم کے دربار کرنے کے یہی کئی ہیں۔ فریبی نہیں

بھی نہیں تھا۔ وہ سینکڑوں پونڈ نادر طلبہ کی مدد کے سامنے خیز کر

دیتا تھا۔ اس کا لامنٹیکے بغیر کہ وہ طلبہ کس ملک و قوم یا مذہب دلت

سے تعلق رکھتی ہے۔

و دفعتاً کیلئے تھا شہنس پری اور کرامویں خاموش ہو کر تھی انہیں

اندازیں اس کی طرف ریختے رکار دھرمے بھی متوج ہو گئے تھے۔

کیلئے نے کہا اور ہم نے تو پکھا اسی گفتگو پر جائز کی ہے جیسے پہنچ

مکان کے سب سے آئم دہ حصہ میں بیٹھے ہوئے ہوں۔ اور

اوہ۔ کرامویں مسکراتا تھم ایک ایسی ہمپی نگھیں جس کے

تعلق نہیں تھریا پیش ہے کہ ہم میں سے کچھی نہیں رہ سکیں گے۔

لہذا ہمیں اس کے تعلق سوچنا ہی نہیں پڑا یہ کہ تم کس حال میں ہیں۔

کیلئے پھر نہ بعل۔

جو پہنچی کے گرد نگاہ دھریں۔ بیدار انہیں پچوں کی پہنچ نظر

تھریا ایک گھنٹہ بعد وہ ایک ایسی بیتی میں پہنچے تھے جس کے

گرد کوئی کام نہیں کی جا رہی اور اسی نظر آرہی تھی اور جسی تھی

چھوٹی بڑی دستیوں پر مغل تھی۔ انھیں ایک ایسی جھوپڑی میں قابض

گی جس میں صرف پہت بھی پھت کلڑی کے چند تھوڑے بھی ہوئی تھی

رواری نہیں تھیں۔

اس کے اتھر پر پر بند ہوئے تھے۔

اور ان میں خاطب کر کے کہا۔ وہ متوہیں اُن کی زبان

بھٹا خوں اور بول بھی سکتا ہوں۔ اُن کی آپس کی گفتگو سے میں نہیں

نیپور کا لالہ کہ جیسی بہت مادر بھتی ہیں اور انہیں موقع ہے کہ ہمارے

آصرتہ افسیں بھاری رقم ادا کر کے جیسی تھہڑانے کی کوشش کریں گے وہ

یہیں قیاسیں والماڑی کے ساتھیوں میں سے معلوم ہوتا ہے۔ شاید بھل

رات اُس نے اپنے ساتھیوں کا حشد دیکھ کر متنقہ کارروائی کی ہے

اُس نے بھی افسیں یہ بات بھائی ہو گی کہ ہماری گرفتاری اُن کے

منفعت بھی نہیں ہو سکتی ہے۔ اُنہیں ہاد آیا۔ اُسیں سے ایک

کہ رہا تھا کہ شاید یہ لوگ سونے کی تلاش میں آئے ہیں۔

مگر وہ نہیں قیاسیں والا ہاں نہیں دھکائی دیا۔ اکامویں نے کہا۔

وہ وہیں رہ گیا تھا شاید اُسے عمران اور منذر کی تلاش تھی۔

بڑے چالاک نگہ دوں۔ ایک نے کہا۔

وہ یقیناً ہاں اک ایسیں مشرقی سامنے دوست دوست دوست دوست

رہے ہے کام سوچ ہی نہیں مل سکا۔ میں یوں سے سیند قام قویں اسے

ری خلائق کی نیجہ دلیں مل جاؤ گے ری ہیں اور انھوں نے اُسے ایکہ

نہیں دیا۔ اسیک اب وہ بھی آہستہ آہستہ بیدار ہو رہا ہے۔

اُن دو فول نئی نئی قیاسیں دلے کو تھکانے لگایا ہو گا۔ کیسی

لے کر۔

ہو سکتے ہے۔۔۔ یہی بھجے تو قعے کے رات تک مدھوئائے

گی کیونکہ عمران اور اس کا ساتھی ہاں رہ گئے ہیں۔ ہیں کا پیر آیا ہو گا۔

کیسی بیس پڑی اور پیس بولی دا اُس نے سی اسلاحدی ہو گی

کہ ہم جھوٹ کو پڑھنے سے پکار لے گے۔

بیت گھر آدمی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اکامویں نے کہا۔ مشرقی آدمی

محبہ نہیں تھی کے ذمہ حسوم ہو تھیں۔ یہیں جب افسیں کریدہ تو ایسے

جو اہرات نکھلیں کہا۔ کیسیں چند چاہا یا کیس۔ کہن فریبی ہی کوئی لو۔

وہیں دو قوای تھرست کا، مکبہ یہیں اگر تم اسے دیکھو تو ہر گز تھیں کہہ

سکتے کہ یہ فریبی ہے جس نہ سنتے بڑے بڑے کامے انجام دیجیے ہیں۔

اس میں فیک فیک کسی کام کی سخت بھی شاندار ہے۔ بڑے بنبوڑ

جم کا آمد ہے۔ یہیں اس کی آنکھیں سرو قوت نہیں گوں ہوئی۔ اس

آج تھی

امانک اور بارہ بھائیوں میں ہرگیا اور سبھی خوبیں سرد اگ کا مذہبی
گھست کر دیتی تھی۔

وہ سب آسان کی لفڑی بیٹھ دیتے تھے

اور پر ہواں جلا گیج رہے تھے بھروس بیرونی بارہ والی بھوپالی کے
نیچے پڑے جمعہ قدری بھی انہیں علف دیکھ سکتے تھے۔
ان کی تعلیم حرف نہیں تھی اور درس سے جان نظریتی دیتے تھے۔
دقائقہ پیرا شوشٹی غفاری میں حق نظر آئے دو آدمی جہاز والے سے
نیچا اترہ جستہ اور بارہ بھائیوں میں سینہ جشت سے نظریتی دیتے تھے۔
دھنیا سوار کچھ کہنے لگا۔

اوہ بارہ بھائیوں نے پیغمبر مصطفیٰ کو تسلیا ڈے دے کہہ رہا تھا میں کتنے
دو۔ وہ سینہ جشتے ہوا سبھی میں غائب اعلان کی بات کرنی گے اور پھر
وہ دو ہی توڑیں جم افسوس برآسانی مار دیں گے۔

کپیسی ہوئی کامیں دھنیلی پڑیں، ورنہ درجنہل تیران دنوں کو
بحمد کر کر دیتے تھے جو پیرا ششوں کے ذریعے نیچے آ رہے تھے۔
وہ ٹیک کر اسی جگہ اترے بھیاں انہیں کامیں کامیں تھیں کیونچے
کتے ہی انھوں نے سینہ جشتے پہنچک دیے اور پیرا ششوں کو بھی
اگ کے کتے ہی انھوں سے اندھا و صد گولیاں برسانی خوش کر دیں۔ انہوں نے
میں بھلکنے کی گئی ان کے چال کے مطابق یہ حد قطبی غیر متوج تھا۔ اکثر
جھوپڑیوں میں تیر بھی آئے میکی خاڑک نہ داؤں کے بھوں سے مکار کو دُد
جاگائے۔

ایک آدمی خاڑک تا ہو فیضیوں کے پاس پنج گیا اور قدر بول نے
خوشی کے فخر سے لگائے پھر ہوائی جہاز والے تین آدمی میں کوئے
یکی اب اٹھ نہیں کو اتنا ہوش کہاں تھا کہ وہ تیر مار مکار پیرا ششوں کو گھنی
کر سکتے پہنچے آئے ولے دنوں آدمیوں نے بڑی عقل مندی سے کہم یا
تفاہ اگر وہ سینہ جشتے ہمارتے ہوئے نیچے ن آئے تو ان کی قہیاں دینی
طور پر خور ہو گئی ہوتیں کیونکہ انہیں تیر مار کر پیرا ششوں کو پہنچ کر دیتے
انہیں نکڑا ہی کے لئوں کی دلواری پھلا گئ کہتی کے ہاہر جاگ
دیتے تھے کیونکہ جب انھوں نے دیکھا کہ گولیاں برسانے والوں پر کوئی
حر بکار گزی نہیں ہوتا تو بھاگ نیخت کے علاوہ انھیں اور کوئی پسارہ
نظر نہ آیا۔

اوہ باب وہ تعداد میں پانچ ہوئے تھے اور ان کے پاس تھوڑا
تو بیان برسانے والی ٹھیک نہیں تھیں۔

ذمایی سی دیر میں بستی ویران ہو گئی۔ ہوائی جہاز اور ریکٹر لگائے تھے
اوہ بارہ بھائیوں کے ساتھیوں کی رستیاں کاٹ دی تھیں پھر فیض
سلام ہوا کہ سب سے پہلے نیچے آئے ملے دنوں آدمی صدر اوہم ان میں۔

کیلیں نہیں تھیں اور بھائیوں سے ملکیتی تھی۔ وہ سمجھ دی تھی کہاں
بھی تعلیم اور فنیت سے اشتباہ ہو سکیں۔
یہ اٹھنے تھیں تھیں ایل جھوپنیپی کے ساتھیوں نے میدان میں اکھا
بھوپنیپی۔ ان میں سے کس کے اقسام کلابی تھی کسی کے لاقوں میں
نیزہ اور کامیابی اور ترکش کو تحریک کریں ایک سکھ تھا تھا نظر
آرے قصادر کے لاقوں میں پرانی و مفع کی رائی تھیں ہمیں نہیں تھیں۔
کھدیجہ بعد ان کے دریا بان ایک ستم بعد ماں قدار ادمی بھی دکھانی
دیاں کے سرپریزوں والی لوپی نہیں تھیں تھیں بیکن بیاس سے وہ کوئی معزز
آدمی حملہ ہو رہا تھا اسے دیکھتے تھی وہ سب تھاموش ہو گئے۔
اس نہیں اس کے کہنا شروع کیا۔

کیلی نے اوہ بارہ نے بھاگ دیو کیا کہہ رہا ہے۔

”ہمارے تعلق ٹھٹھکو ہو رہی ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ میں قیاس
والا احمدی کہ فاپس نہیں آیا۔ اس نے بتایا تھا کہ ان کے ساتھیوں میں
دو آدمی اور بھی تھے جو جنل ٹھٹھے وہ بھی کہہ کر دیاں تھکار نہیں
ٹھٹھ کرے گا۔ اگر وہ افسوس طالع کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا
تو ہم چڑی کی سنتہ والیتھت دھچار ہوں گے۔“
اوہ بارہ بھاموش ہو کر دھرے اٹھیں توں کا شور سنتے تھے۔
آن تھرکر سکھے والے نے ہاتھ اٹھا کر انہیں تھاموش دیتے کا اشارا
کیا اور اپنی بھاری بھر کر اور پھر وقار اور اٹھنے کی پھر کھنچ گا۔

ٹھٹھوڑی دیر بعد اوہ بارہ بولا ڈوہ ووگ کہہ رہے تھے کہ اگر
ان کی وجہ سے ہم پر ہوائی جہاز والے سے بھاری کی گئی تو کیا ہو گا جو اب
میں وہ کہہ رہا ہے کہ بھاری کی حادثت وہ کبھی نہیں کوں گے کیونکہ
اں ہڑیاں کے آدمیوں کے سفراں ہو ہلنے کا بھی مکان ہے۔ نوج آنے
میں کئی دن تھیں گے اور پھر ہم ان پہنچوں میں اپنی حفاظت بخوبی
رکھیں گے۔“

اوہ بارہ بھاموش ہو کر سنتے گا اور تھرکر کئے والا خاموش ہو کر ان کا شور
ستھتا رکھدی دیر اس نے ہاتھ اٹھا کر انہیں تھاموش کیا پھر خود بیٹھتے گا۔
اوہ بارہ نے پہنچے ساتھیوں سے کہا ڈوہ ووگ نیلی قیاس ولے
کے تعلق ٹھٹھے تھے کہ دیکھنے ہے اس پر اس نے غصیلے امداد
میں کھا کے کریں اس سے سوکھ دی جو نہیں ہے۔ اگر اب کسی نے
فرداہ ہر بارہ بھی شور مچایا تو اسے بھیں اسی وقت قتل کر دیا جائے گا۔“

انہوں نے اپنے جسموں پر بڑ پردف لگا کر لے تھے اور ان
کے سروں پر آہنی خود تھے۔
”میں جانتی تھی ہیں نے عمران سے کہا تو تم تینا تسلیم پر سروں جما کر کے
بیس ہی میا برث نیں ہوتے ہیں والا ہے“ عمران بھرا آئی ادا نہیں
ولہا آن ہو گوں نے مجھے بھٹک پلا کر اس حرکت پر آہن دیکھا تھا“
وہ سبب بننے لگے۔

چھوڑ فتاہیں میں کو پیروں کی کرخت آواز سائی دی اور تین بیل کا پرمی
فضا میں نظر کئے جاؤ اہستاہ متینجے آہے تھے۔
ان کی واپسی پڑی پر مسترت اور شامدار تھی مقدار عمران بیل اور ان
اور کرامویں ایک ہی بیل کا پڑھ میں تھے۔

مقدار واقعات بیان کر رہا تھا اور جب بیل کا پڑھ آیا تو عمران حباب
نے رد ملا نے والے کو حوالات سے آگاہ کیا پھر ہم اسی بیل کا پڑھ کے ذریعے
نئی قیص و لے سیستہ بیہد کوارٹر سپنے نیلی قیص والے نے اپنی زبان بند کر
لی تھیں اس معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اب کبھی نشکھلگی بیہد کوارٹر میں اس
وقت صرف تین جہزاد اور تین بیل کا پڑھ موجود تھے۔ کمانڈر سوچ میں پڑ
گیا تھا آخر عمران صاحب صرف چھادمی منگھ اور تجویز پیش کی کہ انھیں
ہمارا شلوں سے نیچتا مارا جائے اس پر کمانڈر نے زبردی میا درآئشی تیروں
کا خوف دلایا عمران صاحب نے بُٹ پردف کی تجویز میں کی اور جھلابت
میں یہاں تک کہہ دیا کہ صرف دم داد دی یعنی اتریں گے اس یہے کمانڈر
کو اس کی پرواہ جوئی چاہتے ہیں۔ آخر کار کافی بحث و تکرار کے بعد یہ تجویز
منظور ہو گئی یا۔

”واتھی تم لوگ بیہت دلیر ہو؟“ اور ان میکرا کر بولا۔

”میاڑوں بیک ڈاؤن ہو رہے ہیں“ عمران باقہ پھیلا کر بولا۔
کیلی بننے لگی۔

کرامویں نے کہا ہیا تم کرن فریدی کو جانتے ہو؟“
”ادے سے آج آپ کو کرن فریدی کے خواب کیوں آ رہے ہیں؟“
کیلی برا سائز نیا کر بول۔
”وہ بھی بیہت دلیر کادی ہے۔“ نجیس بند کر کے ہوت کے مژہ میں کوڈ
پڑاتا ہے۔

” عمران نے تھیک ہی کہا تھا“ عمران نے صدر سے کہا اور کہی خود کسی
عرض البدیل یا طول البدیل پر بہتچ ماوں... بگرلوگ بھجے یو تو نہیں تھی تھی
”اوہ...“ یہ مطلب نہیں اس اور بران کر ڈرنا کر بولنا۔ آپ غذا بھجے ہیں
”نہیں!“ عمران مھنڈی سائیں نے کر دردنا کے لیے میں بولائیں۔

”کھوں؟ آپ بہنے کیوں تھے؟“ کرامویں نے بوجھا۔
”آپ یکا ایسے آدمی کا نذر کر رہے ہیں جس کا کوئی وجود نہیں ہے۔“
”یکا مطلب؟“

”کرنل فریدی...“ صرف یک کہانی ہے۔“
”آپ کہاں کی بیتیں کر رہے ہیں؟“

”وہیں کی جہاں بڑے بڑوں کی عقلیں خیط ہو جاتی ہیں۔“
”شاید اس قلعے نے آپ کے ذہن پر برا آثر نہ الاتے۔“
”آن برا کر کیمیں پانے نام کی بنتے تک بھوں گی بھوں۔“ آن ہی
کیس پر سبھی ہے علی اور اس نے عمران سے کہا“ آپ نے بھی کسی
مٹک پر سبھی کے سبھی خور کیا ہے۔“
”یہ جب بھی کسی سبھی پر سبھی کے خور کرنے کی پوشش کر سکتے
ہوں تو یہ امداد خراب ہو جاتی ہے۔“
”یقیناً ہی ہوتا ہو گا تکمیلی مکرانی۔“
عمران کچھ دبلا اس کے پیچے پر بڑا کی عافت پیٹھ پہنچی تھی۔
کرامویں نے پھر کرنل فریدی کے تذکرے چھوڑ دیے اور عمران
ادنگھنے لگا۔ صدر اور اوران ٹڑی ڈپچی سے نہ رہے تھے۔ کیلی بھی تھی
نظر آری تھی میکن عمران کے اونچنے کا انداز اُسے بار بار نہیں پر محظوظ
دیتا تھا۔
”آپ بے کار اپنا واقعہ برباد کر رہی ہیں“ مقدار نے اس سے کہا۔
”کیوں؟ کیا مطلب؟“
”ویرا اس وقت یہاں نہیں ہیں۔“
”وہ پھر کہاں ہیں؟“
”جہاں بھی ہوں، یہاں تو نہیں ہیں۔“
”آپ مجھ سے زیادہ سمجھ کتے ہیں۔“
”اسی یہ تو عرض کر رہا ہوں کہ ان کی نکری میں رہنے نے ہمارے
پر احتراق کر رہتے ہیں۔“
”یہ نہیں سمجھی۔“
”اک ہائیس، رفتار فٹ سمجھیں آتی ہیں۔“
”دھنٹا عمران چونکا کر بولا ہو۔ ہوائی موقنیچے کب آتے ہا۔“
”پہا اپ تکن عسوں کر رہے ہیں؟“ اور ان نے پوچھا۔
”کیتھے تو تھوسوں کر دوں“ عمران نے سبھے چارگی کے ساتھ کہا۔
اور وہ سب بنس پڑے۔

”تم نے تھیک ہی کہا تھا“ عمران نے صدر سے کہا اور کہی خود کسی
عرض البدیل یا طول البدیل پر بہتچ ماوں... بگرلوگ بھجے یو تو نہیں تھی تھی
”اوہ...“ یہ مطلب نہیں اس اور بران کر ڈرنا کر بولنا۔ آپ غذا بھجے ہیں
”نہیں!“ عمران مھنڈی سائیں نے کر دردنا کے لیے میں بولائیں۔
بہت پر لفڑیب آدمی ہوں یہیں چھوٹا ہی سا تھا کہ میر اسٹار میریا تھا۔
ذرا ہوش سبھالا تو گوڑا بھی مر گیا۔ اب میں دنیا میں بالکل اکیلا ہوں۔
لوگ بھجے گدھا سمجھتے ہیں اور کیس کسی میں کنٹھ کی طرح اوس بھوں۔“

صفدی کے علاوہ اور سب اسے ایسی نکلوں سے دیکھ رہے تھے
جیسے اس کا دماغ خراب ہو گیا ہو۔

”پھر تم جو کچھ کہو کیا جائے لا
” میساخال ہے کہ صارت منشات کی ناماز تجارت کے کمزکی
جیشت سے استعمال کی بجائی رہی ہے اور یہاں دوسرے جو الحبی ہوتے
رہے ہیں؟“

” ہو سکتا ہے۔ میں بھی اس کے امکانات پر فوک تارا ہوں مگر
ہم اسے ثابت کی کریں گے؟“

” میساخال ہے کہ یہاں تھانے بھی موجود ہیں اگر تم تھوڑی سی
محنت کریں تو بہت کم معلم ہو سکے گا پس پھر بتا داگرِ تعالیٰ نہ کس
کی بگرانی میں پڑا رہے ہے؟“

” اس کے لیے دیکا ڈی دیکھنے پر یہی ہے جیسی کہا ہو یہجہے
علم ہے کہ پھر ماہستے ہند پڑا ہے۔“

” اپنی بات ہے آؤ، ہم اس عمارت کا جائزہ لیں۔“

” وہ... جیری اور عیدِ حمادت کا گوشہ گوشہ دیکھنے لگے اور
آخر کار فریڈی نے تھانے اور اس کا لاستِ تلاش ہی کر لیا۔ وہ نیچے آتے
اوڑوہ مسہبے ہی لئے میں فریڈی کے شعبجہ کی تصدیق ہو گئی۔ دونوں شرپ
کے بیٹے شمار خالی بیرون نظر آئے۔ جلاکی تعالیٰ مالے میں شراب کے جیلہ
کا کیا کام؟“

” بس کافی ہے۔“ جیری نے ایک دوسری مانس کے کہاں ان دونوں

کو پہنچنے کے لیے آنکھی کافی ہے۔ اب تمہیں اس ملٹیمیڈیا میڈیا
کی مزودیت نہیں رہی۔“

انہوں نے باہر آ کر تھانے کا استہ بند کر دیا اور بھروسہ کرے

میں واپس آئئے جہاں وہ دونوں کٹھرے میں قید تھے۔

فریڈی نے اُن سے تین ٹن کے تسلیں پوچھ گئے تو شوہر نکلیں گے
وہ اس کے پروگرام کے تسلیں کچھ بتا سکے۔

اندر جراحتیہ کا تعلق وہ دونوں قیدیوں کو یہی تھا۔ اسے ہر تھے
جیری اسی تیکی میں پیٹھ گیا جس پر فریڈی کو لایا تھا۔ قیدیوں کے اتعیر

ہاندھ کر راضیہں پھل لشست پر وال دیا گیا۔

جیری والی تیکی فریڈی اور جیمیڈیکیش کی ہرف لے جا
رہی تھی۔

” تم نے بڑی قلعہ بن لیا ہے کام لیا تھا اور فریڈی نے تھیڈ سے کہا۔
” ارے یہیں تو پتی تبریز بھی جھوک رہا تو من بجاویں گا۔“ میکی تو اس

سے بندھ کو نہیں معاف کر سکتا جس نے کٹھرے کے باہر کھڑے ہو کر میرا
منہ پر جھلایا تھا۔ سچ کہتا ہوں کہ مجھے میں اسیوں ہو رہا تھا جیسے وہ کہہ رہا
ہو کے دواہ ہے۔ تم نہیں میری جگہ لے لیتے۔“ میکی تو بھی منہ پر جھلایے
ہیں اس بندھ کے کسی ہرج یا پچھے نہیں تھا اور اگر میرا اس پھٹا تو۔۔۔“

فریڈی اور جیری چھت پر پہنچے۔ یہاں ہرف انہی دنوں کمروں
پر کرے بنے ہوئے نظر آئے بن میں وہ لوہے کے کٹھرے دیکھائے تھے
اور انہی کمروں میں وہ شینی نظام موجود تھا جس کے ذریعے وہ دونوں کٹھرے
پہنچے جاتے تھے۔

” یہ سب کچھ یہاں پہلے میں موجود رہ ہو گا“ جیری نے شوہر کی بیجے
میں کہا۔ ”یقیناً“ فریڈی سرپلاکر لونا۔“ یہ دو چاروں کا انتظام تو معلوم نہیں
ہوتا۔

” مگر... اس کی یہاں عنورت ہی کیا تھی؟“
فریڈی کچھ نہ بولتا۔ وہ اس کرے کا کٹھرہ اور پر انخلانے کی کوشش کر رہا
تھا جس میں حید مقدمہ تھا۔

” تھوڑی سی جلد جہد کے بعد وہ اس کا یہاں بہت سے
دو دنوں پھر پہنچے آئے۔ حید ناہداں میں کھڑا الگری الگری سائیں
لے رہا تھا۔ سورج غروب ہونے میں ابھی پھر درجی میں یہی عدالت تاکہ
نہیں ہوئی تھی اور وہ رکشنا کے بغیر میں کام چلا سکتے تھے۔
اب وہ تینوں ہس کرے میں آئے جہاں دونوں هر سینک کٹھرے
میں بندھے انہوں نے اُن کو بہت زیادہ نہ ٹھال پایا۔

” تم تو گی انسیں کے ساتھ سڑھاتے جو جیری انجیس گھوڑا تھا جو بالا۔
وہ دونوں پھر ان جیہیوں کو گاہیاں دینے کے بھنوں نے ان
کا سی محبت میں پھایا تھا وہ آدمی جو حید کا خط کے کر گیا تھا۔“ کہنے لگا۔
” اُس ہو رکے پتھر جسے مجھے کہا تھا کہ میں کرف کویہاں لااؤں اور تم نہیں
اُس کرے میں پڑھیں“

” تم تو گی اسے کب سے جانتے ہو؟“ فریڈی نے پوچھا۔
” ہرف تین دن سے... وہ ہمیں پچاس مارلوہہ دیتا تھا۔“
” اب کیا ازادہ ہے؟“ جیری نے فحیل آواز میں پوچھا۔“ تم نہیں
بینت پھر جا بینگیں گے۔“

وہ دونوں گاڑکوں نے لگھے۔ انہوں نے کہا۔ وہ یہاں جھوکوں مر جانے
سے بہتر کھیں گے کہ انسیں سے پاؤں غائب نہیں تھے پاگلوں کے دم و کرم پر
چھوڑ دیا جائے۔

فریڈی نے جیری کو علیحدہ لے جا کر کہا۔“ اگر قہنے ان کے خلاف
کوئی خانوں کا سبعائیں کی تو میرا وقت بر بار جوگا اور شاید پھر میں پانے اس
ساتھی کو نہ پاسکلی جس کے لیے میں نئے سفر انتیا کیا تھا۔“

”اچھا بس اب اپنی بکواس بند کرو۔“

”بہتر ہے سیک کم از کم یہ تجھی کہ آپ ہیسا چاک آؤں ان خلود کے پکڑ دی کیے پس گئے تھا۔“

”بس اب کیا جاتوں اتفاق ہی تو ہے اندھہ کے دل کو شدید عصیت مل جائے گی۔“

”بہتنا تو مجھے پڑتا ہے کیا آپ کو تم حکمرانی مل جاؤں تھی کہ اک کم کو سی ساچہ لایا جائے۔“

”یقیناً ایک حکمرانی کمی یہی کہتے ہیں بھی سیکم حکمرانی کتابیک وادی کا سفر کیا جائے... مگر پھر کیا ہوتا ہے مقدرات نہیں لٹھ اور جب تاہے گردش میں آتے ہیں تو اونچے دوچھا آدمی بھی یہ دکھل کے اندھیں سوچنے لگتا ہے۔“

”یہ کچھہ بولا نکسی سنان ملک پر بعد فتنی دری۔ ابھی وہ ہر ہی آبادی سے باہر ہی تھے دفعتاً مسماً اے قائم کے متعلق جانے لگا کہ وہ کس طرح یک عزم تو از الداعی کے دمی کے سے اندھیں بے بس نظر کر رہا تھا۔“

”یہ اعدا شست دلپس لئے ہی کی تدبیر پر ہو سکتی ہیں یہ فرمی سن کہ۔“

”کھڑھی ہو، وہ بڑی قابلِ رحمِ حالت میں تھا۔“

”فریڈی کچھہ بولا۔ وہ تھوڑی بیوتا کچھہ سچاراً پھر اس نے کہا۔ میں آج روزا سے بھی ملا تھا۔ میں نہ بھی یہیک، یہ سے جیسی کی کہانی سناتی ہے جو جن ماہ پہلے اسے ملا تھا اور کوشش کی تھی کہ تاریک وادی کے لیے اس کی سفر بن جائے اس نے جو میرہ بتایا ہے وہ تھا۔“

”کام۔ تو نہیں پڑھ پڑھ ملی یہ لیے رفتے۔“ جید بنتے تھا۔

”بکواس ہت کرد۔ آج سیاہ عواد بہت خراب ہے۔ اُن میں ملا تھا کیا بخوبی لگا۔ اب ذہنیت کی وجہ سے اس کی شے کی کہانی ہی نہیں لہے۔“

”اوپر تسلی شروع کر دو۔“

”یقیناً۔ کرفتی پڑے گی۔“

”اسے تسلی کی کرنے۔ بس تھریا بیس گز سفید کپڑا خواہ دشی ہو جواہ سوتی۔“

”سیرخاں پے کر کعن دفن سے زیادہ رومنس اس میں رہے گا۔“

”شیدالسای ہو۔ میں نے برا سائنس بنایا کہا۔“

”وہ بول، ہمچ گئے۔ جیری کی لیکسی راستے ہی میں دوسرا طرف“

”مزہ بھی تھی۔ وہ دلائیگ ہاں سے گردبھے تھے کہ جید ایک لڑکی کو دیکھ کر نکل گیا۔ وہ دوسرا جاہنے تھا کہ فریدی میں گرکی گی۔“

”ادو۔ معاذنا اس نے آہتے ہے کہا تو شاید وہ ہماری انتشار کر دیتے۔“

”پھر لڑکی بھی اس کی ہفت متوخر ہو گئی جو تیری پس سے اس کی ہفت بھا۔“

”یہاں جاہل ہے کہیں پہنچ گئی اپ کو کہیں دیکھ چکا ہوں؟“ اس نے کہا۔

”ادو۔ بیٹھن؟“ روزانہ بڑی کم جوشی سے مصالو کیا پھر بولی۔

”پھر ہی نکلاتا ہے۔ اپنے گوں سے بغیر علم والامع آئے اور ہوں گی تیم ہو گئے۔“

”کرن تیم ہوتے ہوں گے۔ میں تو ابھی جانور دل کے کھرے سے نکل کر گا۔“

”آج... اور پھر اس فرمیدا نے روزا سے کہا جیا ہیں بیٹھو گی۔“

”پھیلیا۔“ روزا آئتی ہوئی بولی دوہاں جانا تو ضروری ہو گا کیونکہ اپنے گوں کا سامان ہباں سے انبوحانہ ہے۔“

”اس محلے میں خدا نہ کر۔“ فرمیدی نے کہا۔ ہم اگر ہیاں تفریجی آئے تو پھری خور پر تھیں رکیفت ویسی۔ ان حالات میں ہمارا ہیں چیزیں کہ رہا۔“

”روزا کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے فریدی کی رہبنت گزار گزدی ہے۔ وہ دیشے کے کے فریدی کا کہرے میں آئے۔“

”قاوم کے متعلق پچھے معلوم ہوا۔“ روزا نے پوچھا۔ لیکن اس کی آزادی میں پہنچی سی کم جوشی باقی نہیں رہی تھی۔

”قاوم کچھدر پہنچنے پر مارک میں دیکھا گیا تھا۔ لیکن جس نہ اور سے پچھا اور وہ ووگ دھاں سے ہستگے۔“ فرمیدی نے کہا۔ اس سے میں ساہنہ خری جملہ تھا۔ وہ نہ تفضیل میں گیا اور نہ بھی بتایا کہ جید پر کیا گزر تھا۔

”پھر اب اپنے کیا سروچا ہے؟“ روزا نے پوچھا۔

”اگر ضرورت پڑی تو یہ کہا۔“ بارہ پھر تاریک دل کا سفر کرنا پڑے کہا۔“

”کیا میں ایسید کر دیں کہ اپنے بھجے بھی موقع دیں گے؟“

”تم؟“ فرمیدی نے حرست سے کہا۔ میرا خاں سے کہ تم اس دارخ

ذکر کو گی پہنچ کی بات اور تھی۔ وہ دراصل یہ کلم کی لاگ تھی جو تو ہیں تاریک دادی نے تھی تھی۔ اس بار تھاری بھفت جواب دے جائے گا۔

”میں اپنی ذرتے دارکا پر پیول گی۔“

”میں بھی اس کی ذرتے داری سے سکتا ہوں۔“ تیجد پولا۔

”آج تو اپنی ذرتے داری بھی نہیں سکتے۔“ فرمیدی نے خک بھج میں کہا۔ پھر روزہ سے بولا دیکی اس میونگ کے ملا دادہ اور کسی نے بھی کبھی

تھا۔ ساتھ تاریکہ دادی کا ستر کے کی خواہش نظاری کی خواہش نظاری تھی۔

”دعا نے کرنے پڑے جو اسے خواہش نظاری کی تھی، ہمیسر نے مشمارق کی وجہ پر دستہ تھا۔“
”میرزاں یہ ہے کہ تاریکہ دادی کے متعلق لوگوں کو علم کیسے بخاطر
عین سلسلہ پڑھا۔“

”ایپی لوگوں کے پڑھانے کے بعد بیک بہت فراہم پریشان رہنے شروع ہی۔ بس پچھلے جوں سا ہو گیا تھا، اس طرف کی ہمیکی بیک بیکیں ہو رہے تھے۔ میرے دادی پر مرتضیہ دادی، اس پاگل بیک کے دوڑاں میں میں سے یک دل ان اس طرف کی ہمیکی تھی۔ یہ دوڑتے کے سامنے میرزا دادی ہو پڑیں پورا رضا تھا۔ اس نے قفل منڈی یہ کی کہ میری کا جائز تھے ابھر وہ کہاں جا رہا تھا میں دے دی بس پھر کیا تھا، ابھری طرح شامت، آنکھی پولیس سے بھی روپاڑا پڑا اور فراہم کی تھا۔ میں رشتے والی خداگل بغاڑ کر دی۔“

”پھر کیا تھا؟“ میرے نے لرزنی لائے چہرے پر حیرت کے آٹا پیدا کی۔
”آئا... پھر... پھر میں نے اپنی طارف کا پتہ تباہیا۔“ روزانہ تھے
میں یہ ولی ہوں کیا کرتی۔ میرے حواسِ بونی غائب تھے۔ میرے بس کا روگ نہیں تھا کہ فرد اُنہوں نہیں تھا۔“

”اور اب آپ پھر جاد سے ساتھ چلتے پڑھ رہے ہیں۔“

”میں تو رُپ تو نہیں ہوں پھر بارک بات دوہمی تھی۔ ایسے
حادثاتِ پیش آئے تھے کہ میں ذہنی ہودر مخلوق ہی جو کہ رہائشی تھی اور
جسکے سچے عنوان میں اس کا اساس ہی نہیں ہو سکتا تھا کہ میر کب شرمند
نما اور وابسی کہب ہوتی؟“

”جس کچھ نہ ہوا۔“ دادی کی طرف ریکھ رہا تھا۔
”کچھ دیر بعد روزانے پکھ کہنے کے لیے ہونٹ کھوئے ہی تھے کہ
تمید بول پڑا۔“

”احضرار... کوئی نیا لذت کر دھیر دیتے گا۔“ یکی نے ایک لوگوں کتنے دنوں
بندروں باہر میں ہوئے ہیں پھر یہ کیا عزوری ہے کہ اس دوسری ملاظات پر میں
کہتا یا س دادی سی کا لذت کر کر تریں؟“
”تلخی نہیں یہ فریدی مسکرا یا۔“

”مات کا کلمہ، ہمارے ہی ساتھ کا بیٹے تو جیسے روزانے کے لیے
رعنائی ہوت تھوڑا کریں کھانے کے لیے وہ ڈائیٹگ ہال ہی
تھا۔“ اسے فریدی تغیر نظر آ رہا تھا۔ اس نے لگفتگویں بہت کھصیریا۔
”یہ روزانے اسے بار بار غائب کرتی تھی۔“ اس کے خاتمہ چوڑ کر بہت جسی
کہ کلمہ خوش ہو جائے۔

”یک بات تھے؟“ روزانے کچھ دیر بعد کہا دیکھا آپ کی طبیعت کچھ
خوب پڑتے ہیں۔“

”ہاں نہیں ہی مسوں کر دے ہوں؛“ فریدی بولا۔

”۲۰۱۰ء سب تو کپ اور پر جا کر ادا کیجئے تو جسجدی سے بھول چاہیں
کوئی اختراض نہیں ہوگا۔ باتِ دوصل یہ ہے کہ سو نما کرنی کی دنوں
سے سو نے بھیں ہو۔“

”تسب تو تین آپ کو رام کننا پڑھیے میعنی۔“

فریدی پکھر رہا تھا کہ میا جائے جاتا تھا کہ داہش و تھرمت
سو چاہا تھا۔ ایسے موافق پر وہ جید کا جو دسی ہر داشت نہیں کہ سات
تھا۔ مگر جید نہیں خلی کے تھے۔ اس کے اپنے جعل کے تجویز نہیں پہنچیں۔
تھی کہ وہ تباہی ہے کہ کس سکھی خدا کے بکھر کو تو وہ ایسے کیس کی تھرمت
کے سکھیں میں کسی اپنی ساقی کا تلاشی تھا دن تھے۔ بیرونی ساقی اونکھاں
ملتی ہیں فریدی کی موجودگی میں وہ جید کی طرف رُج بھی نہ کریں۔ جید اے
بالِ رُدمیں سے آپہ یہاں رقص رہو رہا تھا۔

”یہاں آپ سے حصہ کی وہ خواست دکھول ہے جیسے روزانے پر پھر ہے۔“

”ہر گز ہیں وہ روزانے ہیں کہ اور اس کی طرف لا تھر جا دیے۔“

”پھر وہ دلوں بھی ناپسندہ والوں کی بھیڑ میں تھے۔“

”کرنی ہیں کوئی تباہی نہیں ہوئی وہ روزانے کا دیساخیل ہے کہ
وہ اب بھی اتنے بھی خشک آدمی ہیں۔“

”۱۰۰ فسوں کا آپ نے تبدیل نہیں کیوں کیوں نہیں کیا؟ آپ
یہ سمجھی ہیں کہ کریں ہوشیں ہیں؟“

”یک مطلب وہ روزانہ جو کب پڑی اور اس کے پر لکھا گئے۔“

سبھاہا جیسے تھے یا کہ بڑے خوشگوار فریض کی اونٹی کا دجھ رکھتا تھا۔

”یہ یک بھی کہاں ہے جس روزا۔“ ہماری بستی کی کہانی باخیں لیکے

ایسے بھر کی تھاں ہے جس نے ایک ہزار سال پہنچاں کی مجموعہ کو تسلی
کر دیا تھا۔“

”روزانے تھاں بھیں پڑی۔“

کچھ کڑی سے بے انتہا دیتت ہے۔“ جید بیڑا ہوئی آوازیں بولا۔

”میں نہیں اس حال میں بھی دوچھ کہا۔“

”آؤ، چوڑ... یہ بتاؤ کیا بات ہے؟“ اس کا شانہ چوڑ کر بہت جسی

اد دا اس کے قدم رک گئے۔

”بچھ کڑی سے بے انتہا دیتت ہے۔“ جید بیڑا ہوئی آوازیں بولا۔

”میں نہیں اس حال میں بھی دوچھ کہا۔“

”آؤ، چوڑ... یہ بتاؤ کیا بات ہے؟“ اس کا شانہ چوڑ کر بہت جسی

اد دیہر دو نقاشوں کی بیڑے سکھ کر لگڑی کی طرف جانے لگے جہاں

متعدد میزوں پڑی ہوئی تھیں۔ ایک میز رہیہ جانے کے بعد وہ کھیدتے تک

خانہ پڑتے ہیں۔“ روزانے کچھ دیر بعد کہا دیکھا آپ کی طبیعت کچھ

خوب پڑتے ہیں۔“

- اپنے شاید مذاق سمجھتی تھی و جس نے لکھ لیا تھا آدازم کیا تو ایک ماں
بوجتے گئی۔ میری نینہ پوری نہیں ہوئی۔ آج یہاں کی دلساں میں قاتل
کی دلشیزی ہے جس نے ان کی محبوبہ کا بے سیاہ ہزار سال پہنچنے
کر دیا تھا تو اکٹھوں کا بہتا ہے کہ وہ ہر کچھ سی کرنے سے غسل نہ فرار دیا
جاتے اور زندگی کے دفعے کی دلخواہ کیسے چھپتے جائیں گی لہذا جو کچھ جی سمجھوں
کاں دریا کرتا ہوں۔ مگر پہنچنے والی جاناتا تھا کہ ایک نیک دن ان کھنکی
پر ایسے ہی رسمہ ثناہات پہنچنے جائیں گے۔ اپنے خود ہی پوچھنے چوڑیں
کام۔ میں کوئی کسی باقاعدہ جانہ پا سکتی ہیں۔ پوری
نینہ سونا حرام۔ اپنے خود پوچھنے ایسے آدمی کو کیا خسر ہو سکتا ہے۔ اب
پھر ہی دنوں پہنچنے کی بات ہے کہ ایک بات سوتے سوتے اُٹھنے لگتے اور
بکھرنے لگتے کہ وہ قاسم کو پکڑ لے گی۔ میں نے وہجا کوں دیوڑے کہ دی جس نے
ایک ہزار سال پہنچنے والی محبوبہ کو قتل کیا تھا۔ وہ قاسم کو پکڑ لے گی ہے اور
تاریک دلکشی میں سے جا کر قتل کر دے گا۔ میں نے سوچا۔ خابدی کھلبے،
بس سمجھ کر اس کا خداوند ہو جائے گا۔ مگر تو یہ کچھ۔ سچھ ہوتے ہی انھوں
نے نیویورک کے فنادیک کے یہ دسیلیں تک بکھر کر دیں۔ سمجھنے کے
طور پر جو یہاں نظر آرہے ہیں؟

- مگر انھوں نے تو کسی بھی کام نہ کر دی کہ اور پکھنے پہنچنے ایک

بیخی ہوتا ہے تاریک دلکشی کے سفر کی رحلت دی تھی۔ و

- محض انھوں نے تمہرے دل کیسی کسی کو پہنچنے کی بات نہیں بتائی۔ خود اسی دفعے
بیخی ہونے والا ذہن ببابِ افضل نے خداوند کو تکید دیا ہے کہ وہ اپنی ایک دل کو
کھدر رہتا ہے اسی دل سے لبندگاہ کی بنیاد پر یہ دلستہ کیتھی۔ بیخی جانے کا نہیں ہوتا
تو قتل کا آپ ہمہ سے پہنچنے کی تحریک کردار قو کو مٹھا دیتے ہیں۔ اسکے بعد اسے ہمکار کر
دیجی۔ شاید دلی اپنے پہنچنے کی دھیر کی مدد سے ان سکنیوں کی اسلام
کر سکتے ہیں۔ پہنچنے کو کہاں کر دیں۔ کام ہمارے پہنچنے سے پہنچنے ہو جائے گا۔ اور
ہوسکتا ہے کہ خارجی بھی اُن کی باتیں میں آہنے والے
روزانہ تھوڑی دیر تک پھر بڑھ لیتی ہے۔

- بھرپوری آسانی سے اُس کا پتہ چل جائے گا کیونکہ وہاں ہر فتنے
بڑھے ہوئیں۔ دلکشی نیویورک سے اُس کا پتہ چل جائے گا کیونکہ تو نہیں ہو گا اپنے
نیویورک کی وجہ سے وہ تھجلا یا نیس جا سکتے۔



- دروانے پر دستک دینے سے پہنچنے والی نے ٹھل کے سواری
سکھنے کے اندر جمع کا جال انکر۔ ایک غیر جذب و رکت تھی تکہ کہ دہ
لیکا کت۔ عمران نے نے اسے کچھ اسی طرح پاگل بن کر رکھ دیا تھا دوہرہ اُس کی
یکساں ایک بات پر فقر کھٹی سی۔ کہ جیب بھی موقع میں اس کا سکھنے

لیں میں بھی تھی۔

- وہ اس وقت رکھ لیا۔ دل کے طبریوں میں اس کے لیے ہمارا ملکہ
ہے۔ میتم تھے اور انھیں یہاں سے شمال مشرق کی ہفت سوکرنا قائد نہ کیا
والوں کی تعداد بارہ تھی۔ ان جس سے عمران صدر اور اُن اُنہل کا ہوا۔

اور کیل قابل نہ کرتے بیسہ جو آدمیوں کا اصل اور براں کے گھنکے سے تھا

وہ کہیں باہر نہ نہیں آتی تھے۔

اب بیان سے پیدل یا گوڑوں پر سفر کی تجویز تھی۔ راستہ شوار
گزار تھا جسے صرف گھوڑے ہی ان کے کام آ سکتے تھے۔ ان راستوں
میں نتوہیں کا پیڑ کام آتے اور نہ موڑوں۔ بار برداری کا کام ہی گھوڑوں
ہی سے لینا تھا۔

کیل نے خیال ناہر کیا تھا کہ اس سفر کے لیے عمران کا وجود بے حد
مزدور تھا کیونکہ اس کی نظروں میں کسی پیڑ کو قبیلہ نہیں تھی۔ وہ
تو اس وقت بھی جبکہ ہوا دیکھا گیا تھا۔ جب رید اندھیوں نے ان پر
حمل کیا تھا اور اس نے اس وقت بھی اسے ہٹانے دیکھا تھا۔ جب وہ اور
مندر رید اندھیوں کی بستی میں کوئے نہیں۔ یہ اخترناک کام تھا، خود
امر بھی پچھے ہٹا دیا تھا۔

وہ اپنا زیادہ تر وقت عمران ہی کے ساتھ گذا بننے کی کوشش کرنی
تھی اور صدقہ دل ہی دل میں کھلتا تھا۔ در ووگی... تم ایک دن سر پر پتھر
رکھ کر در ووگی۔ تم بھتی ہو کر شاید تمھیں اپنی طرف متوجہ کرنے کیلے
اس قسم کی حرکتیں کرتے ہے۔ یہ تھاری بھولے ہے، بھولی ہلکی۔ وہ تو پانے
باپ کے ساتھ بھی اسی قسم کی حرکتیں کرتا ہے۔

آج بھی کیسی صبح بھی بیجع اٹھ کر عمران کے کمرے میں پلی آئی تھی اور
اُس کا ارادہ تھا کہ بیس ناشتہ کرے گی۔ کچھ دیر بعد صدقہ بھی آگیا اور
اُس نے ایک نئی اطلاع دی۔

ہمیڈ کارو بیسے خبر آئی ہے۔ اس نے کہا۔ نیل قیص و الاحوالات
مشہر گی، اُس کی لاش پنی جہالت سے تقریباً ۲۰ کیا بڑی تھی مذکوروں
کا خیال ہے کہ بوت کسی قسم کے زبردست دفعہ ہوئی ہے۔

مگر اس کے پاس زبر کہاں سے آیا۔ اسی خیال سے کہیں وہ
خود کشی نہ کرے اُس کی اچھی طرح ملشی لی گئی تھی۔ کیل نے کہا۔

کسی رو سرے نے اُس پر زہر آزمایا ہو گا۔ صدقہ بولا۔ اور براں
کے مکھ میں لا تعداد مارٹل ہوں گے۔ ایک تو انفاقتہا ناہر ہی ہو گی اقایا میں
کہتا ہوں جب تک اُن لوگوں کو گرفت میں نہیں ہے یا جاتا ہم لا کھو برس
بھی زیر دلیند کا پتہ نہ کا سکیں گے۔

کیل نے عمران کی طرف دیکھا جو سادھوں کے سے انداز میں
انسکھیں نہ کیے میٹھا تھا۔

”تمہاری کیا راستے ہے مژہ عمران؟“ کیل نے اُسے مخاطب کیا۔
”آں۔“ عمران نے چونکہ کہا جس کیسے بھلا دوں؟“ عمران دلوں میں اسی طرح تھا۔
نظروں میں دیکھنے کا ہے وہ اُس کے خری میں دیاں مس سے جوں۔
”یک قم نے نہیں رکھا۔“

”نہیں کیا بات ہے؟“

”نیل قیص و الاحوالات میں ہرگز اُد۔“

”تب پھر مجھے اس سے میں کیاں چاہیے؟“ عمران نے اسکا
انداز میں پوچھا۔

”شاید فنا چاہیے یا یکلی نے سکا کہ کہا۔“

”تب تو مجھے افسوس ہے۔“ عمران سر پر لا کر بولا۔ ”کیس پنہ لگ کے

یہ انداز پرے کا یوں نکل فی الحال میرے پاس آنسوؤں کا اٹاک نہیں ہے
پھر پانچ برسوں سے یہیں رونے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔ بیکن ہمیں ہرگز
کامیابی نہیں ہوتی۔“

”کیون نہ مانگوں چاہتے تھے؟“

”میرے والہا حب تملپنے باپ کی موت کا ذکر کیا تھا میں
لے سو جا کر مجھے اس سے میں دوچار آنسو ضرور بہانہ پا ہیں۔ میں نے

کوشش کی میکن آدھا آنسو بھی نہ کھلا پھر میں مختلف اوقات میں اس
ولفظ کو یاد کر کے رونے کی کوشش کرتا رہا۔۔۔ میکن آنسو شاید یوں پسل
الیکشن رکھنے پلے گئے تھے۔“

استھیں را ہماری سے قدموں کی آوازیں آئیں اور دوسرے ہی
لمحہ میں کسی نے دروازے پر دستک دی۔

”اجازت ہے۔“ عمران نے دروازے کو گھوڑتے ہوئے کہا۔

دروازہ کھلا اور براں اندر داخل ہوا۔

”کیا نیچیں اس کی موت کی اطلاع ملتی ہے؟“ اس نے عمران سے پوچھا۔

”ہاں!“ عمران ٹھنڈی سانس کے کھڑکی ہوئی آوازیں بولا۔

”بیٹھ جائیں مشر اور براں۔ ہاں... مجھے یہ مخصوص اطلاع ابھی ابھی تھی ہے۔

اوہ اس وقت مرنے والے کا بولا جلا چھڑہ میری نظروں میں پھر رہا۔

اُف فوہ! ایکا بھی اس کمرنے کے دن تھے۔ اسے وہ نیل قیص میں

کتنا شاندار لگتا تھا اس کے سکرانے کے انداز میں کتنی دلکشی تھی۔ اسے

وہ شریف آدمی ہر ایک کے کام آتا تھا۔“

”یہ کیا اڑلے۔۔۔ بیک تم؟“ اور براں نے عینجا کر کہا۔

”کہ... کیوں...؟“ عمران گھر تھے ہونے انداز میں ہمکلا یا اونگ۔

۔۔۔ کیا میں کچھ غلط کہہ رہا ہوں مگر میری میتے تو ہمیں کہا تھا کہ کسی کی موت

کی خبر سن کر اسی قسم کی گفتگو کی کرو۔“

”میں نہیں سر۔۔۔ گر تو یہ اسی طرح تھی اور دلیلی کی یادستائی ہی

تو تم ساتھ دے پچکے ہمارا۔“

”ہائے میں اپنی کیسے بھلا دوں؟“ عمران دلوں میں اسی طرح تھا۔

”تم کو گوگر آواز میں بولا۔“

”اچھی بات ہے۔۔۔ یاد کرو اپنی ہاد براں نے جعلتے ہوئے لے چکے ہیں۔“

کا اور کرے سے بھر جائیگا۔
دھنیا مدنی کو گھونڈ کر کردا سب تمہاری لمحے سے ہو جاتا
ہے تمہی بھی بیان لائے تھے اب دیکھو کر ووگ مجھے متی اور لذتیڈی
کو سیاہ پہنچ کر نہ دیتے۔
لیکن شپڑی... اور صد و نے کہا: تھی اور لذتیڈی کی تصویریں
تو ہماری اپنے کے پاس۔

ہاں... پس:

”بس تو پھر ماد کرنے کی تقدیم نہیں۔“

”ارے تو پھر ہمیں تباہی ہوتی اور عمران نے میں براحتا مار کر غصیلے بیٹھے
ہیں کیا ہیں تراہ تو ہواں اس سختی پر مژہ بولان سے جھکڑا کر رینجا و
”بوروں... نہیں بوروں وکیلی نے قسمحکی۔
”اموس کوئی بیلداشت...“ عمران نہضتی سانس لے کر
خوش ہو گی۔

”تمہارے تھی اور فیڈیکی سے ہیں؟“ کل نے پوچھا۔

”اپنے خانے ہیں بُوڑھے نہ ہو گئے ہوتے تو اور اچھے ہوتے تو
میکا وہ تم سے خوش رہتے ہوں گے۔“

”بہت خوش بچے دیکھتے ہیں گھنائے گئے ہیں؟“

”اب نہستہ ہی تھے کیا باتاں ہی سے بہت بھریں گے اس فدر
بڑا رہا۔“

”ناہستہ...“ عمران نے نہضتی سانس لے لور در دنیا ک آوازیں

”کہوں؟“

”وہ سچ ہے اسیک بھی عیادت کرتے دیکھ کر فریگاہ برلن پہنچ
گر جو ہمچہ تو پہنچتا ہے۔“

”کیا مطلب؟“

”نہشے کا سلب بنا کر بارق پیٹک کر جائے گا؟“
”میں نہ لہبہ کوک مگر ہی سے مطلب ہیری بھروسی نہیں آئے گا و
مسبوط۔“

”پھر اذ اینٹک الیں!“ اس کرے میں اب کوئی دیہنہ نہیں کیا۔

”آخر کوں نہیں کرتے گا؟“

”مجھے نہ کہن کر دیکھ کر خوف زدہ ہو گی تھا و
”آخر مسکن کی کہن کر شہر ہے جو ہو گک سے پوچھا۔

”جہب کو قیامت سید جس حسکہ نہیں تھا تو اس کو سوچنے
لک شکر گزیں ہی بھسیں تھم کی کوئی دشواری نہیں کی تو اس کو سوچنے
”مشد اسٹا جاؤ لا اور پھر ہزار نشکن ہال میں پیس و
یہ جنے کیوں کیں کو اس سے تھیں نہیں موسوں ہوں۔“

عمران بہاس تبدیل کر لے کے یہ مصل فانے میں جلا گیا اور یہ
جب وہ بہاس تبدیل کر کے داپس آیا تو کیں نے اس کے ساتھ ہانے
انکار کر دیا کیونکہ وہ تسلی پتوں زرد قیص اور سرخ ہائی میں تھا
صفدر نے اس سے کچھ کہا جسے کیلی نہ سمجھ سکی کیونکہ اس نے اپنی مادرتہ
زبان استعمال کی تھی۔ وہ دل انہیں ہال میں جاتے کے یہ دعا انسکل
طرف ملکی۔

”ہاں وہ عمران اور صدیقہ سے پہنچی اور لیک دو دن افادہ میرے
جا یعنی اس گوشے میں وہ نہایت قصوری دیر بعد عمران اور صدر بی بی جل
آئے انہوں نے اُسے دیکھا تو بیک اُس کی سیزک جاپن نہیں کئے۔
کیلی نے کہا پھو خیریت گزری ”ورز وہ خود بھی تماڑیں کر دے جائیں اور
ہال میں بیٹھی ہوتے لوگ عمران کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھے رہتے اور
عمران اُن رب سے لا پروا، اس انداز سے صدیقہ سے گفتگو کر رہا تھا یہی
ان دلوں کے علاوہ وہاں اور کوئی موجود ہی نہ ہو یعنی یک یک دو گوں
کی توجہ عمران کی طرف سے ہتھ گئی کیونکہ ہال میں ایک دو لکھ آیا تھا۔
اُس کے ساتھ دوپتہ قدیمی بھی تھے یہ دو چھتیں بالماہی اتنا ہی موہبہ بھی
تھا۔ ہمایی میں اُس کچھ سے اونچا کوئی بھی اس سے کچھ بتا ہی تو ہوا سانقر آتا
کیلی میتھرا نہ اندازیں اُسے دیکھتی ہی کیلی نے سوچا کہ وہ بھی کوئی مشرقی ہی
ہے یعنی حقیقی ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیلی وکھلا کر دوسرا ہفتہ بیکھنے گی اُس
نے دیکھا کہ عمران بھی اس دیو کو بہت توجہ اور دلچسپی سے دیکھ رہا ہے۔

چھر کچھ دیر بعد کیلی نے اس دیو کے کھانے کا منظر دیکھا اُسے
چکر سے آنکھ سکھا۔ اس نے سوچا کہ اگر ساری دُنیا میں اس کی کہنے کے ہفت
ایک ہزار آدمی بھی پیدا ہو جائیں تو یقینہ دو گوں کو سال میں کہا رکھ دیں دن
تو ٹھنک کرنے ہی پڑیں۔ اس نے دوسرے مرغی تباہات یکھتی تھے اور اب
بھیڑ کی ایک سُلم ران اور یہڑا تھا۔ ساتھی دہان ہیجنیوں سے گفتگو می
کہ جاہر تھا۔ گفتگو چونکہ نیکری میں کر رہا تھا اس یہی کیلی بھی کہتا تھا
”وہ کہہ رہا تھا اسے باشک جان نہیں ہے اس کو شہر میں بھیج دیں۔“ بھیڑ
تر جھوکا رہ سیاہ رہا ہے میں کسی دن بھوں کر کے جاؤں گا ہاں۔“

”عم آپ کے غلام ہیں جناب والا، کھا جائیے ہیں کوئی اعزام نہ
ہو گا ویک میں نے جواب دیا یہ مگر حضور یاد کر کے تباہیں کہاں
کہاں پڑنا ہے۔“

”نہیں تباہیں گا پہلے تم اپنا وعدہ پورا کرو... ہاں!“ اُس نے کہا
اوہ نہ سکھتا۔

”وہ جو ہی سی رکی بہت بہدا آمدتے گی... جناب عالی تھیں تھے کہا
دیو پیر کیسی کو گھومنے لگا اور پیر کیسی نے دیکھا کہ عمران اُنھوں کا اس کی
سیزک عرف آرہے ہے۔“ جنے کیوں کیں کو اس سے تھیں نہیں موسوں ہوں۔

بلکہ وہ ایک طریقہ کا عینہ یہ جو سوں کروہی تھی۔

عملان کے سچے ہی وہ بولی ہے وہ حاصل تھے۔

”ہاں عمران نے فندی سانس لے کر کہا ”سمجھی میں بھی لایا ہی تھا مگر مجھے تکراتے نے کھایا۔“

”تم اور لفڑات... اب تکیل بنس پڑی۔

”یقین کرو، میں بھوٹ جیسی کہہ دیا ہوں مجھے سب سے بڑی

حکراں کی ہے کہ اگر زمین گول ہے تو پہنچی کیوں نظر آتی ہے؟“

”یہ واقعی بڑی پریشان کئی بات ہے مگر اسی باتیں سچے سے

ٹی۔ بی۔ ہو جاتی ہے۔“

”سنوا! عمران آگے جگ کر آہستہ سے بولا۔“ تھا لگا کہ کہہ

وگ کون ہیں۔ کہاں سے آئے ہیں۔ کہاں جائیں گے۔“

”دیکھو!“

”بس یوہ نہیں!“

”پھر جی.. آخ خواہ خواہ کھوں پتے لگا دل و“

”میں اس موئی آدمی کا نشکار کرنا چاہتا ہوں!“

”کیا مطلب؟ میں نہیں سمجھی؟“

”و دیکھو میں نے اتنی جنرا فیک تو پڑھی ہے کہ شرکی دخولیوں کا اندازہ کر سکوں!“

”پہلیاں زنجماں صاف صاف کہو و“

”اگر یہ آدمی ہیں مل جائے تو ہم اس سے بیسہ کام لے سکیں

گے دیکھے اپنی ای طرف کا معلوم ہوتا ہے“

”تو پھر... اس سے گفتگو کرو و“

”نہیں... میں نے ان جنیوں کو پھیلایا تھا میں کوئی دیکھا تھا یہ مجھے لگے لگے نہیں معلوم ہوتے۔ تھے نہیں ان لوگوں میں اس موئی کی کجا حیثیت ہے؟“

”میں خواہ خواہ اخلاق شروع ہوں ہے آخ تم اس سے کیا کام

لوگے اور پھر بھاری پارٹی میں کسی ثیر تعلق آدمی کی گنجائش کیسے ملے گی؟“

”میں نکال لوں گا۔ تمہاری کی پرواہ کرو و“

”کیل تھوڑی دیر تک پکھ سوچی وہی پھر بولی تیر پیٹنی اس کے

غلام محل کے انداز میں گفتگو کر رہے تھے اور اس سے پوچھ رہے

تھے کہ اب ہیں کہاں چلتے ہے؟“

”ادہ!“ عملان سینی بجلانے کے انداز میں ہوت سکوڑ کرو گے

”ویسے یہ آدمی خلک ہے باخل کا ودی معلوم ہوتا ہے گیل

نے کہا۔“

”اسے قلاویں کرنے کی کوشش کرو!“ عمران بولا۔

”کیا ہاتھ ہے، بھائیں یہ کے قابوں کر دل گی!“

”پھر تو خیر... پھر کسی دیکھوں گا و“

”میں اب تھیں، خواہ خواہ قصد کوں بد بار کر دے گے!“

”تم درجھا کرے کتنا کو دآمد شافت ہو گا... الگ بھے کہیں پہل چند پڑا تو

اُس کے کام۔ ہم پر سارہ بوکھوں گا و“

”کسی پھر دیکھو افسہ یخچانے لگی ہے اسکے کھیسے کے بعد بھی اسی اُمنت

بنائے میٹھا تھا بھی اب کچھ بیٹت نہ بھرا ہو۔“

**

جید کو پیش تھا کہ، وہ کھتری خونی ہو گی اور اُدھر کی تو سے طارق کی

صرف سے پہنچے ہی، اطلاع اعلیٰ پہنچی کر دے کہ تو میں ان کا منتظر ہے۔

کیتھوں بیج کر انہوں نے اسی ہوٹل کا درجہ کیا جاہاں سے طارق کا تاریخ

ٹھاٹھا طارق دہلی ان کے استھان کے بیچے موجود تھا لیکن جید کھریت

میں اللہ دیکھوئے ہے کیونکہ اپنی ”ایکیوں“ کا انجام اس کی نفلوں کے

سلسلے تھا۔

طارق نے بڑے خوب انداز میں فریڈی سے مسافر کے اُس کی

پیٹ پر لادھ پسرا اور چدر دار بیچے میں گفتگو کر رہا۔

جید کو پیش ہو گیا کہ، دہلی نے اسے ملک تک بھر دیا ہے یعنی روزا

تھی کہا۔ طارق انھیں ان کے کدوں میں سے کہا۔

”آپ کچھ مغموم سے نظر آ رہے ہیں؟“ فریڈی نے طارق سے کہا۔

”نہیں تو...“ وہ مسکرا کر بولا۔ دیکھ رہا ہوں کہ تھیں آدم کی

بے حد فرورت ہے۔“

”شکر! یہی قائم کے حصول سے پہنچ میرے لیے آرام نا ممکن ہے

کیونکہ وہ میری ہی وجہ سے اس میہمت میں پہنچا ہے و“

”تھیک ہے۔ تھیک ہے“ اور دہلی ہی جلد گا تھیں بہت زیادہ

نکرند نہیں ہونا چاہیے“ طارق نے کہا انداز ایسا ہی تھا جیسے کسی نا گھبٹے

کو بہلا یا جائے۔

فریڈی نے تھرا نہ نفلوں سے طارق کو دیکھا اور طارق دہلی جانپ

دیکھنے لگا۔ دیکھنے وہ بار بار جید کی طرف بیسی دیکھنے لگتا تھا جیسے اس سے

تھاںی میں گفتگو کرنے کا متمنی ہو۔

جید سوچ رہا تھا کہ کیا ہو گا اگر راز کھل گیا تو پھر اس کی شہادت

ہی آ جائے گی۔

”میرا خجال ہے کہ اس کم سو جادہ ہم سچ اس معاشرے پر گفتگو کریں

گے و طارق نے فریڈی سے کہا۔

”دیکھنے!“ اس نے آپ کو پھٹھی کی کھوڈیا تھا کہ اگر آپ کوئی دشواری

دھوں کرتے ہوں تو میرا ساتھ دیں اور نہ نہیں۔ آپ میرے بزرگ بھی ہیں

اولیٰ بھی سے زیادہ داشتہ بھی ہو پھر ان اطراف کی پیشہ زبانوں سے

واضف ہیں ہو۔

آخر۔ تم یہ سب کیوں کہہ رہے ہو؟

میں حسوں کر رہا ہوں کہ آپ مجھے باخچے چھوٹے ہی کے لذتیں

بھیڑے ہیں۔

تم غلط کے ہوئے یہیں ہیں تھیں حسوں کر رہا ہوں، اس لیے

یہیں میں صبح کلت گئے کہ تھیں کی ہے۔

میک تو کہہ رہے ہیں طارق صاحب؟ حیدر بول پڑا۔ بھائی

کیوں نہ ساتھ دیں گے۔ تو پہلے میں کہتا آپ کو اس سڑکی دعوت

دیتے ہیں ہو۔

فریدی پکھنے بولا تھوڑی پورا بعد اس نے طارق کی طرف ہاتھ بڑھا

کر کہا۔ اچھا شے بخیر۔ میں دو اصل بہت پریشان ہوں۔ آپ پکھنیاں

دیجیے گا۔

پھر طارق اور حیدر ساتھی اس کے کمرے سے باہر آئے اور طلاق

ہے اس کے کمرے میں لے آیا۔

اپ کیلئے ہر نیا میں کیا کر رہے تھے؟ حیدر لے پوچھا۔

میں دو اصل حاج کی جگہوں سے متعلق معلوم اُلی فلیں نہار ہوں ہو۔

آپ۔ خاصاً یہ فخر ہتا ہو گا۔ حیدر نے کہا۔

ہو اسے اس کے بامے میں بیٹھ شوشاں دی ہے۔ بہت زیادہ کام کا

ہے اسی طرح ذہن پر رہتا ہے۔

کیا روزانے آپ کو سب کچھ بتا دیا ہے؟

ہاں... وہ بھی اس سلسلے میں کافی پریشان نظر آرہی تھی۔

مگر وہ ہے کہاں؟

کسی دوسرے ہوں میں بھری ہے۔ صبح آئے گی۔

اب عزت آپ ہی کے ہاتھ ہے۔ حیدر گاؤں آیا۔

میکا مطلب؟ طارق پونک کر اسے گھوونے لگا۔

دامغ کرنے کا نہیں بلکہ میر غراب ہو گیا۔

یعنی؟

اُف فڑہ ایس کیا عرض کروں مجھے بچپن می سے میسا حسوں ہوتا

لے جائیے معد پر کسی خودت کا سایہ ہو۔

پتہ نہیں کیا اڈ پشاںگ ہاں کر رہے ہو؟

میں سچ کہدا ہوں۔ حیدر نے مٹھی سانس لے کر کہا اب

گوارش ہے۔ ہے کہ اگر روزاں اس سفر میں ماتھے ہوں تو آپ لوگوں کو

مجھے گھوڑوں کے ساتھ باندھا پڑے گا۔

اگر تم نے صاف صاف بات سن کی تو میں اُندر کچلا جاؤں ہو۔

روزانے کرنے سے درخواست کی تھی کہ میں نے جھپٹ بندیا جائے

یعنی کرنے سے منقول نہیں کیا۔ میں نے سفارش کی تو ختنی سے انکار کر

دیا۔ مجبوڑا مجھے ہے پلاٹ بنانا پڑا اور دزا بھی یہی سمجھتی ہے کہ کرنے کا دعا

خراپ ہو گیا ہے لہذا ہمدردی میں یہاں دوڑی آئی۔ میرا مصدق بھی یہی

تعارک دے کسی طرح کم از کم کی تو تک تو پنج ہی جلنے پھر یہاں سے میں

دوبارہ کو شش کر دیں گا۔

ہونہہ! طارق آنکھیں زکال کر سر بلاتا ہوا بولا۔ تو یہ تمحدی

خراست ہے۔ تم نے خواہ خواہ آتی مغلص روکی کو یہ وقوف بندیا جس وقت

وہاں پر بھڑکی کا ذکر کر رہی تھی اُس کی آنکھوں میں آنسو تھا۔

ارے تو میں نے یہ سب اُسی کے لیے تو کیا ہے۔ وہ سفر کرنا چاہتی

تھی، تما؟

کئی قسم کے شرور آدمی میں نے دیکھے ہیں مگر تم سا آنکھ نظروں

سے نہیں گزر دیا۔ طارق مسکرا یا۔

کیا آپ کو مجھ سے ہمدردی نہیں ہے؟ ہمینے لگو گیر آوازیں کہلے

کیا آپ مجھے صحیح الداماغ سمجھتے ہیں؟

اُب دھنگ کی باتیں کرو، ورنہ میں تمہاری مرمت کر دوں گا۔

حیدر میاں و

پوچھیے کوئی ذھنگ کی بات؟

تامہ کا کیا اقتدار ہے؟

حیدر اسے تفصیل سے بتانے لگا۔ اُس کے خوش ہونے پر طارق

فوڑا ہی نہیں بولا تھوڑی دیر تک پھر سوچتا ہا پھر سکرا کر بولا۔ تو یہ سفر

زبردستی ہو رہا ہے۔

تفصیلی ذہنیتی خاتم! حیدر سر ملا کر بولا۔ ورنہ تاریک دادی

کا راستہ جنت میں نہیں لے جاتا۔

تم لوگوں نے نہیں سوچا کہ میں اُس فضول سے آدمی کو ساختے

لے چلے پر کیوں مُصر ہونے رکا۔

اکثر لوگ ایسی غلطیاں نہ کریں تو تقدیر کا نام کیے رہتے ہوں۔

تھیک کہتے ہو۔ طارق نے کہا اور کچھ سوچنے لگا۔

کیا آپ روزانے کے لیے کرنل سے سفارش کریں گے؟ یہی سمجھنے پوچھا۔

کہوں گا۔ میں یہ طارق نے میں سانس لے کر کہا۔ ورنہ یہ سفع بھی

احمقانہ ہی ہو گا کا یہ کسی مفتریں کوئی حورت بھی ساختہ ہو۔

بچھی بار بھی تو وہ ہمارے ساتھ ہی تھی لا۔

مزدود تامہ تھی جہنم نے اُسے بطور دی خمال رکھا تھا۔

ارے تو یہ کون سی بڑی بات ہے اس بارہ تھی کہے تین میں ک

بھیں تقدیر کریں گے؟

فراق پہنچا۔ اور پھر صحت دری جدوجہ میں شہزادگان کے
کریم چالاگی۔

لات جیدنے کوں میں گواری خارق کے مانے بے بھج
امیں دینے کے بعد وہ گواپ نہیں پڑے یہیک بہت لگائیں
میں کامیاب ہو گیا اور اسے قیصر تھا کار خارق حالت کو سخال میں
اوہ بھی ہوا بھی مدد میں سخ خارق فریض کے کریں
پہنچا۔ جید داں پہنچے اسے موجو دھارا۔

لگتگر قاسم کے اخواب سے شوچ خارق فریض اس بحثت میں
کے روئے میں کوئی غیر معمولی بات نہ محسوس کر سکا۔

”وپر میں روزناک بھی مارے کر جاؤں خارق نہ کریں
کیوں؟“ فریض کے بیچے میر حیرت قی۔

”کچھ نہیں بھی۔ میں نے اس سے دعویٰ کیا تھا کہ جب مجھے
دوسری بات تایک وادی کا سفر کریں گے وہ ہمارے سبق تھیں وہ
پڑھوگی؟“

”ذلت داریاں بر رحم جاں گی؟“

”پھر میں اپنے دعے کا کیا کر دیتا؟“ فرق نے کہا اور پسے مدد کر
پکے ہو کر وہ بیرون یا باہم تھیف نہیں تھا تو ہوئی تھی سریز سرخا
ہی نہیں پڑا تھا کہ کوئی عورت بھی ہمارے ساتھے
”آپ جانی؟“

”تم بالحق تکریز کرو!“

فریضی خاموش ہو گیا اور جسم سفل آمدیں کہا جو دھارا
”میر گیوں نہیں ہم اپنی کیتوں میں تلاش کریں یہ فریض کرتے کہا
”یقیناً تو کہنا ہی پڑے گا۔ اگر قاسم بھیں مل جائے تو پھر اس گفتہ
کی کیا افسوس تھے؟“ جید نے کہا اور خارق کی درج دیکھنے لگا۔

”بھی میں تو سفر کرنا ہی چاہتا ہوں لے خارق بولا وہ بہت رفوس
سے سوچ رہا تھا اور یہی خواہش تھی کہ تم لوگ بھی ساتھ ہوئے۔ میر کرتے
اُس غار کی آگ اب بچ گئی ہوئے اس وادی کا راستہ ہی کچھ ایسا تھا
فریضی کچھ نہ بولا۔

جید نے کہا تو پھر بیان قاسم کو تلاش کرنے کی ہم کس طرح شروع
کیا ہے؟“

”خوب ہاں کے ہوئی ہی معلومات کا بہترین ذریعہ ثابت ہو سکے
یہیں پوچھیو گی کہا۔“

”یہیں تھیں تباہا ہوں کہ ان بے کیتوانے کی چاقت نہ سرزد
ہوئی ہو گی کیونکہ کچھی باری میں ہم نہیں تھا اسی پر ہمگردت کوں دو“

”چھر کو کوئی دھرم لاسٹر ہے؟“ جید کہا۔

”جیسیں تھیں، میں سے ہمیں بھی اسی سکھتی احمدی کے
تم اسکا ہفت بڑا کوئی تھا تو گھر کے سامنے ہیں دیاں
معتکھم تھے کہ رہا تھا اس کے لئے جیسا کہ کوئی داشت پھر تھے؟“

”میں تھیں اور اس کے لئے جیسا کہ کوئی تھا تو ہم کے کہا۔“

”ت قیصر، وہی سے رہا تو اسے میر ہمارے نامیں کیوں؟“

”میر کے دوست کے سامنے تھے جس کے لئے جیسا کہ کوئی تھا تو ہم کے
کاش فیض عکسی کیا کر کے اسے وہی مل جائے جس کے لئے جیسا کہ
تھے تو یہی مل جائے جس کے لئے جیسا کہ کوئی تھا تو ہم کے“

”میں تھیں اس کے لئے جس کے لئے جیسا کہ کوئی تھا تو ہم کے“

”کیسے اس مدد کیا تھا تو یہی مل جائے جس کے لئے جیسا کہ
ہمیں دار مدد و دل کی سفارت تھی تھے جس کے لئے جیسا کہ“

”الله ہر کوئی کوئی تھے جس کے لئے جیسا کہ میں یہی مل جائے“

”وپر کیا اس پر اس پر اس پر اس پر اس پر اس پر اس پر“

”میں تھیں اس کے لئے جس کے لئے جیسا کہ کوئی تھا تو ہم کے“

”وہیں تھیں اس کے لئے جس کے لئے جیسا کہ کوئی تھا تو ہم کے“

”وہیں تھیں اس کے لئے جس کے لئے جیسا کہ کوئی تھا تو ہم کے“

”وہیں تھیں اس کے لئے جس کے لئے جیسا کہ کوئی تھا تو ہم کے“

”وہیں تھیں اس کے لئے جس کے لئے جیسا کہ کوئی تھا تو ہم کے“

”وہیں تھیں اس کے لئے جس کے لئے جیسا کہ کوئی تھا تو ہم کے“

”وہیں تھیں اس کے لئے جس کے لئے جیسا کہ کوئی تھا تو ہم کے“

”وہیں تھیں اس کے لئے جس کے لئے جیسا کہ کوئی تھا تو ہم کے“

”وہیں تھیں اس کے لئے جس کے لئے جیسا کہ کوئی تھا تو ہم کے“

”وہیں تھیں اس کے لئے جس کے لئے جیسا کہ کوئی تھا تو ہم کے“

”وہیں تھیں اس کے لئے جس کے لئے جیسا کہ کوئی تھا تو ہم کے“

”وہیں تھیں اس کے لئے جس کے لئے جیسا کہ کوئی تھا تو ہم کے“

”وہیں تھیں اس کے لئے جس کے لئے جیسا کہ کوئی تھا تو ہم کے“

”وہیں تھیں اس کے لئے جس کے لئے جیسا کہ کوئی تھا تو ہم کے“

”وہیں تھیں اس کے لئے جس کے لئے جیسا کہ کوئی تھا تو ہم کے“

”وہیں تھیں اس کے لئے جس کے لئے جیسا کہ کوئی تھا تو ہم کے“

”وہیں تھیں اس کے لئے جس کے لئے جیسا کہ کوئی تھا تو ہم کے“

”وہیں تھیں اس کے لئے جس کے لئے جیسا کہ کوئی تھا تو ہم کے“

”وہیں تھیں اس کے لئے جس کے لئے جیسا کہ کوئی تھا تو ہم کے“

”وہیں تھیں اس کے لئے جس کے لئے جیسا کہ کوئی تھا تو ہم کے“

”بکواس سخت کرو؟“

”جید خا ہوشی ملے گی۔“

وہ دن پھر احمد اور فرید کرنے کے بعد شام کو ہوشی میں دایس آگئے۔ روزہ ان کی منظم تحریک سے دیکھ کر فرید کی اور طارق کی میتھنگ بیل ہی میں رک گئی۔ میک جسہ اس را ہماری کی ہلف بڑھا چلا گیا جس میں اس کا کمرہ تھا۔ دیسے یہ اور بات ہے کہ کچھ دیر بعد وہ لوگ وہیں پہنچ گئے ہوں۔ روزہ اسی طرزی کی طرح پھول پچاک رہی تھی اس نے تمدید سے پوچھا۔

”آخراں کی کیا ہڑوت تھی؟“

”بڑا کرم آپ لوگ مجھے تباہ چھوڑ دیجیہ اپنی پیشانی رکھتا ہے تو لولا۔“

”نہیں، آپ کو تباہ پڑے گا۔“ روزہ انہیں نکال کر بلوٹی۔

”میرہ نہ بھیجیے کہ آپ میری ذستے راری پر چل رہیں ہیں۔“ مید نے بھی اس طرح انہیں نکال کر کھا۔

”میں جائی یا نہ جائی مگر آپ کو ایسا نہ کرنا چاہیے تھا!“

”یہیں طارق حاجب کو تباچا کر ہوں کہ میرا دماغ خراب ہو گیا ہے۔“

”ختم کرو؟“ فرید کی تھا تھا کر ہو لا عصیخ ہماری روانگی ہو جائے۔ ہم اسی وقت گھوڑوں کا انتظام کریں گے۔ صرف چار لیے ہے مزدور ساتھے پھول گا۔ جو دشوار زاد راستوں پر بار برداری کر سکیں۔“

”نہیں آپ سب بھوپر ہی سوار ہو جائیے اور سامان بھی لاد دیجئے۔“ مید نے جھلکا کر کھا۔

”آخر آپ گول مرچیں کیوں چاہئے ہیں؟“ روزہ اپنی پڑی۔

”رفقاڑا یا دیران کی اجازت حاصل کر کے کمرے میں حاصل ہووا۔“

”ایک چینی داینٹک بان میں موجود ہے جات،“ آس نے ہتر سے کہا۔ فرید نے اس ویس کو تاکید کی کہ اگر ان کے قیام کے دروان میں کوئی چینی ہو تو میں دکھان دے تو اسے مطلع کیا جائے۔ اس کے جو حصہ اس نے مقول انعام کا بھی وعدہ کیا تھا۔

”کیا وہ دیر سے ہوئی ہے تھا؟“ فرید نے پوچھا۔

”نہیں تھا،“ اس وقت پال میں داخل ہوا تھا جب آپ

”امداد نے تھے وہ فرید کے طارق“ تید اور روزا کو دیں تھے۔ کاشا اسکی

او، خود بہتر نہیں۔ ویری میں اس کے ماتحتی چلا گی تھا۔

”بچھ کر کوئی تعلق نہیں تھا۔“ فرید نے کہ دیر بعد بھر انی

مول آ زمین کھا۔

”کیوں؟“ کیا اب پھر کوئی شوشه چھوڑنے کا ارادہ ہے؟“ دعا ہے۔

”کیوں؟“ کیا اب پھر کوئی شوشه چھوڑنے کا ارادہ ہے؟“ دعا ہے۔

”نہیں آپ نہیں کہ سکتیں۔“

”بھی ختم کرو؟“ طارق نے کہا جسے تاری باول سے دستیں

لگتی تھے۔

”ویسے اچھی رات ہیں نہایں خجال سے آپ سے غلطیاں گی۔“

”جیس کہ کہیں آپ جا کر انہیں سمجھانا دشروع کر دیں اور ہیاں ہوں گے۔“

اچھا خاصاً نگاہ مہربا ہو جائے کیونکہ اگر انہیں اس بنت کا شہر بھی ہو

جلئے کر خاطب انہیں دہلی فتویں میں سبلا کہتے تو وہ مر لے مارنے

پڑا مادہ ہو جائے تو ہیں کیا آپ کو یاد نہیں کہ وہ پہلی رات آپ کے دل میں

رہیے پر کس بُری طرح بھر کئے تھے وہ۔

”میں کہتا ہوں کہ خاموش رہو؟“ طارق نے کہا۔

”عید روزا کی طرف دیکھ کر ہو لاؤ تو آپ ہی سُن لیجیے۔“ دید بھری

داستان؟“

”میں نہیں سُن سکتی وہ۔“

”عید دو فنوں ہاتھوں سے سر کوکر بیٹھ گیا۔“

پسندیدہ یا بیس منٹ بعد طارق نے کہا۔ دیکھا تھا ہے ابھی تک دہ

ہاپس نہیں آیا۔“

”خدا کوئی میتی ہی تھا تو کوئی آسے کھدیرتے ہوئے پھی کے آخری

سرے تک جائیں گے۔“ فرید نے کہا۔

”یک قصوری دیر بعد اسے بھی تشویش ہوئی اور وہ ڈائینٹک ٹال

ہیں آئے میک بہاں فرید کی کاپتہ تھا اور دکسی کی میتی کا۔“

انھوں نے اس دیگر سے پوچھا جس نے کسی چینی کی موجودگی کی باطل

دی تھی میک اس نے بھی ”علی ظاہر کی۔“ اس نے بتایا کہ وہ کاموں میں

مشغول ہو گیا تھا پھر اسے دھیان ہی نہ رہا۔

بامہنگ کر بھی وہ تصوری دیتک ادھر ادھر بجھتے پھرے یہیں

فرید کی سماں نہ ملے۔

●

عمران مقدمہ کا مستظر تھا اور پاہتا تھا کہ بھی کسی طرح مل جائے مگر وہ

بڑی دیر سے اس کے سر پر رات آتی۔

”تحاری کتنی خالاں میں ہوں گی؟“ اس نے یہیں چونکہ کہیں

سے پوچھا۔

”کیوں؟“

”واہ، اچھی رہی۔“ عمران نے طریقے پر کامناظہ کیا اور میں

بیس تھم سے کچھ پوچھتا ہوں تم اسی طریقے پر کیوں کہنے لگتی ہوئیں

”کیوں دکھل؟“

”نہیں کر سکتیں۔“

”تمہیں پری گالا دل سے کیا سروکار؟“

”بے سروکار تمہیں تسلیت نہ کوئی گھن کھڑا ہوتا ہو تو بولا۔“
”میرج کا بہرنا تھا جیسے میر ری تدریس نہ فتح آ گیا ہو۔“
”وقت اکیل کو مقدمہ کی بات یاد آ گئی جس نے کی تھا کہ عمران یہ
 مختلف اوقات میں مختلف قسم کے وہ درسم پڑھتا ہے۔ اس کاول دھنکہ
 رکھنے والا بھکریا بھکریا کے سے انہار میں تھا جس کو مٹور رکھا۔“

”تم حرب ہوئی ہو۔“ وہ اپنے کردہ اپنے ک طرف کھلکھلی ہوئی بول۔
”میں پوچھ رہوں، تھامدی بھی خالی ہوں اور تم تائیے پھر بیان
ہے نہیں پا سکتیں“ عمران نے کہا اور اس طرح پھر جسکے جیسا کہ اس پر
چھوگک رکھنے والا بھکریا بھکریا کی ساس نئی بٹت کر کی ہیں لیکھا کر ہیں
وہ اس کے پیچے توہین آ رہا ہے۔“

”عمران نے آپ سے کہا کردہ واڑہ بند کر دیا اور اسے بولت کر کے
پھر کسی کی طرف والپس اکراخنا کر دے افسوس پر دھک ہوتی۔“

”ارے اپنے کوئی ہے؟“ عمران تاک کے بیل بولا۔
”صادر“ پاہر سے آواز آئی۔ عمران نے دروازہ کھوں دیا اور
کسی کی طرف نہ تھا ہو تو اونا لاخوب بھوٹی سے صدر کرنا۔“
”یکوں ایرا بھی کسی کیوں بھاگتی ہوئی گئی ہے؟“ صدر نے دروازہ
کو بولت کرتے ہوئے پوچھا۔

”بھرپر خالی دورہ پڑا تھا اور عمران نے بے بسی سے کہا لیکر یوہیں
لیکاں بڑی... بے خفا... نہیں... بیکا کہتے ہیں اسے... بے خفا... اسے
کہتا ہیں اسے... سارے ہیں بے دعا... بڑی بے دعا ہوتی ہیں یوہیں
لیکاں بیکا کہتا ہوں اگر میں تم سے بچوں کے نجدی کئی غلامیں ہیں
تو کیا تم بھج کائیں دوزہ جائے؟“

”پڑھیں وہ
”نہیں تھا۔ یہ کیا کروں۔ میرے ساتھ بہت بڑی یہ قسمتی ہے۔
بعض اوقات دل چاہتا ہے کہ ایک ایک کام تھا کہ کہ کہ پھر وہ
کہ اس کی کتنی خدا یہیں ہیں۔ بعض شریف آدمی تھا دیتے ہیں اور بعض
مارنے کو دوڑتے ہیں۔ اب اس وقت اس کیلیں کی کچتی کرنی کیمی کر دی
ہوتی سایک اپریفیٹس نے تیلبا تھا کہ اس فرنی مرعن کو آٹو چانپکس
کھتھیں۔“

”مذکور کہتے ہوں گے“ صدر نے سرپلٹا کر کہا۔ مگر یہاں آپ کے
کہیکسی اور قویا تیرے یہ بڑی الحصیں بیدا کر رہے ہیں۔“

”یکوں بھی بیوگیا۔“
”اوگ سردار، ج چاہتے ہیں ہیں، نصیں کیتا تو اس کا اپ کس قسم
کے تو میں ہیں۔“

”ارے بیٹا وہ گھن ہاتھ پلا کر بولاتا ہے تو کیا؟“

”وہ چینی بھی کسی طرف سفر کرنا چاہتے ہیں اور ان کے سفر کو اور عمار
اُس مولے پر ہے یہیں ہیں ابھی تک اس مولے کو سمجھنے سے قصر ہا ہوں
اُس کی باتیں سہریں اتنے والی نہیں ہیں۔ وہ اُن سے کہتا تھا کہ وہ بہتر
ہر طبق آدمی ہے۔ عرصہ بھروسہ اس کی شایدی ہوئی تھی یہیں وہ نہیں ہاتا
کہ شادی کس چڑی کا نام ہے۔“

”شادی شاید اس چڑی کو سمجھتے ہیں جو رات کو پرانی پشاور دلن کو
کہیں نہیں دکھائی دیتی۔“
”آ تو!“

”ہاں... آ تو... آ تو... پھر... پھر... کھا وریا دار ہے حالہ ہاں تو وہ نہیں
چانسا کہ شادی کس چڑی کا نام ہے۔ کمال ہے، صدر صاحب؛ کہیں یہ
آدمی میرے ہی تھیں سے تو نہیں تعلق رکتا؟“

”غاباً اُن چہنیوں نے اُسے کسی بہت بگوئی سی لڑکی کا لائی دیا
ہے اس کیسے وہ کسی منزل کے بیٹاں کی دہنائی کے گا وہ
”گھر... گاڑی... وہ رہنمائی کیے گا۔ میرا خالی ہے کہ وہ اُندو بیٹھے
والوں میں سے ہے یہیں کوئی ایسا آدمی یہاں کسی کہ رہنمائی کیسے کر سکے گا؟“
”جی ہاں اور وہ اور وہی بولنے والوں میں سے ہے۔ یہیں نے بھی
اندازہ لگایا ہے کیونکہ وہ اکثر انگریزی بولتے وقت روشن اُندھے
انعاماتی بھی استعمال کر جاتا ہے۔ شما ارے باپ رے... ساے... اور بے
... وغیرہ!“

”شاندار آدمی علوم ہوتا ہے مگر، بڑی افسوسناک بلتھے
کہ وہ اس چڑی کے واقف نہیں ہے جو خوبیوں کو کھٹک کر دیتی ہے۔“
”وہ ایک پڑا سارا وادی کی باتیں کرتا ہے۔ اُن سکھتی ہے کہ تم
اُس دا کہیں اُتر ہی نہ سکو گے کیونکہ وہ مسلوں بگھری ہے اور وہ تھری
دیوانوں کی شکل کی ہے۔ یہی پہنچنے کا کوئی بہت نہیں ہے۔“

”عمران نے آ توؤں کی طرح دیدے بے نچاٹے اور ہونٹوں کو دائرے
کی شکل دے کر کچھ سوچنے لگا۔“

”تو یہ لوگ کہ ہر جانے کا لاد رکھتے ہیں وہ اُس نے کچھ دیر بعد پوچھا۔
”اُدھری یہاں ہمیں جانا ہے۔“

”کیا مطلب؟“

”وہ شمال شرق کی طرف سفر کریں گے اور اُن کی منزل بھی کوئی ک
نیہارت کا ہے اور دیہیں سے وہ موٹا آدمی آگے کے کیے اُن کی رہنمائی
کرے گا۔“

”تمہارے سنتے ہیں ترقی نہیں آیا۔“
”نہیں اعلیٰ نہیں، رب باقیں تو مجھے مولے سخان کی لگھنگر
کے تو میں ہیں۔“

پھر قسم سے باہر نکل گئی۔ دروازہ آداز کے ساتھ بند ہو گیا۔
اوہ ران سوالیہ آداز میں عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔

عمران نے اقتضی خاکر کس سے کہا: "آخر اش بھرم کسی عورت کی
کیا ضرورت تھی؟"
"میں بھی بھی سوچتا ہوں انگراس کے مکن کی مکونتھنے اس کا
انتخاب کیا تھا؟"

"کیا اس عورت کوں کی حکومت ہے؟"
"پتہ نہیں" اور برلن پیرازی سے بولا۔

"ہاں... میں نے کہا تھا کہ تاریک وادی کے متعلق تھوڑا
اوہ ران تصوری دیر تک پچھ سوچا تھا پھر بولا "کتن سال کیں
ہے جبکے پہلے سال شہزادی کی لاش تھی۔ اسے ایک پیٹ میں نے دیدیا تھا کیا
تھا شاید تم نے بد نام زمانہ بیٹھا ہی کہا نام سننا ہو گھوڑہ تھا اور جو
پر پانڈک کے پھر براست میں تھے جن میں سے ایک جنک نہیں غائب
کر دیا تھا کہا جاتا ہے کہ اس طوق پر ایک قدیم تحریر تھی طوق کے لیے یاں
زبردست ہنگامہ ہوا۔ سٹنگ ہی اسے کہا بیٹھیا کہ طوف بیٹھا۔
نیویارک کا مشہور ماہر آثار قدیمہ اکٹھیہ ڈبی اس طوق کی تاک میں
تفاہم کی پارک نے کذل فریڈی کے حکمت تک سٹنگ ہی کہ عاقبت کیا
اُن کی آپس میں جھپڑیں ہوتی رہیں پھر فریڈی اُن کی طرف متوجہ ہو گیا اور
طوق بستگی کے ہاتھوں سے نکل کر فریڈی کے پاس جا پہنچا۔ اس
یے حاصل کیا گیا تھا کہ اسے پلی کی حکومت کو لا پہنچ کر دیا جائے گا کوئی حق
کی حکومت نے اس کے لیے استمدعا کی تھی... لیکن سٹنگ ہی کہ کہا
جاتا ہے دوبار ملے اڑا۔ نیویارک پنج کڑاکٹر شپرڈ اور ملک ن
کے درمیان شیخ ہو گئی سٹنگ ہی کو شیخ کرنی ہی پڑتی ہوئی کہا کہ شپرڈ
کے علاوہ اور کوئی اس سے میں کام آستانا طلاق طوق کی تحریر کو صرف اس
سمجھ سکتا تھا اس طوق کے متعلق خود اسکا تو مولیں بھی سالہ بمال سے
عجیب و غریب روایات شہروں قصیں جن کا ماحصلہ تھا کہ طوق قدم میں
بادشاہوں کے خیز خزانے کا شان ہے۔ بہر حال فریڈی اُن دونوں کا مقابلہ
کرتا ہوا نیویارک پنچھا گئے اس کہانی پر تینیں نہیں بے مشغون ہیں جو اس
میں نے ساہے اسی طرح تھیں بھی بتا رہے ہوں ہو۔

"پھر کیا ہوا؟"
"ڈاکٹر شپرڈ وہ تصویری تحریر پڑھی نے میں کا سباب ہو گیا
اُس طوق پر مکنہ تھی۔ اس طرت وہ تاریک وادی کے لئے پر مکنہ
اوہ صرف فریڈی کے پاری اُن کا مقابلہ کرتے رہی فریڈی کے ساتھ داکٹر
شپرڈ کی دل بھی تھی۔ میں اس کا نام بھول گیا ایک مشرقی بھی تھا، جو

کے درواز معلوم ہوتی رہتی ہیں، دریچینیوں کی چاؤں چاؤں کوئی
بھی نہیں آتی۔

"اس وادی کا نہ کہہ گیب ہے... اگرہاں ایسی کوئی وادی
مو جو ہے تو پھر شاید وہی بھاری منزل ہو، عمران نے کہہ ہوئے ہوتے کہا۔
"اوہ ران کپاں ہے!"

"پانے کے میں ہو گا بھڑ وغیرہ غابیا سوار یاں اور پار برداد دل
کہاں شہر لگتے ہیں؟"

"پیوا اوہ ران کے کریخیں میں ہیں" عمران اُھتا بھا بولا
وہ، وہاں کے کمرے میں تھے۔ اوہ ران تھا تھا اور اس کے مانے
بیرون پر بیستہ چاہت پہلے ہوئے تھے۔

"کوئی کی زیارت گاہ سے ہم کس طرف جائیں گے مشراہ برلن؟"

عمران نے پوچھا۔

"کوئی کی زیارت گاہ" اور ران نے سیدھے بیٹھتے ہوئے ایک
ٹوپی سانس ل اور گان دلوں کی طرف باری باری سے دیکھا ہوا بولا۔
کوئی کی زیارت گاہ ایک ایسی بگہتے ہے جہاں سے ہم مشرقی ڈھوان
کے ہنگلوں میں داخل ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ کم از کم یک تو سے تو اور
کوئی راستہ نہیں مل سکتا۔

"اس یہے اُن جنگلوں میں داخل ہونے کے لیے کوئی کی زیارت
گاہ کی طرف جاتا ہے وہی ہے لہ

"ہاں ہزوڑی ہے" اور ران نے عمران کے سوال کا جواب دیا۔

"اچھا! کیا ان اطراف میں کوئی اسکے وادی بھی ہے جو میلوں بھری
ہو اور بچے اُترے کا کوئی راستہ نہ ہو؟"

"آہم..." اور ران کریں کی پشت سے ملک لگاتا ہو اسکرایا تھا تو
یہ کہو کہ تم نے کہیں سے تاریک وادی کا نہ کہہ دیا تھا پس اسے
"یہ کیا بلائے؟"

"ارے بھی۔ یہ ایک بھی کہانی ہے۔ نیویارک میں دو لیے افراد
ہیں جنہیں تاریک وادی کے دیواریں کہاں تو مولیں بھی سالہ بمال
پر تینیں نہیں ہے۔ ویسے اس سے میں تھارے ایشیا ہی کے ایک
شراثر سال کا نام بھا جاتا رہا ہے۔ کرنل فریڈی، جس کی کہانیاں جاہری
نہیں کی جیشیت انتشار کرتی جا رہی ہیں تھے۔

"میکنیں یہ کہانی عنور سنوں کا ہے۔ یہ سے یہ تصور وقت نکالو:
دن قاعدہ عازمے پکی نہ دھک دی اور اوہ ران سے اجازت
مل جائے پر دعاوارہ کھولو۔

یہ کیسی تھی... میکن عمران پر لفڑی تھے تھی بوكھاری۔

"آہ... نہ... میں تو بھل ہی گی تھا وہ عمران خلا کر خالو کیل بڑی

باعث ختم ہو گئی اور عمران اور براں کے کھر سے اٹھایا۔
مقدار اس کے ساتھی تھا۔ اس نے پوچھا ہیں کیا یہ مددی ہے
کہ وہ موٹا ان پیشیوں کے بجائے چارے ہی ساتھ جائے؟

” یہ راجھاں ہے کہ میں اس آدمی کو کسی حد تک کھو سکتا ہوں؟ ”
” وہ پوچھ دی ہو میں صرف ہر وقت اس کی نگران کرتے رہتے ہیں۔ ”
” غیر تم نمودر کرو۔ میں دیکھ لگا کہ اس سلسلے میں کیا کس تکتا ہوں و
اُسی رات کو ان کی روائی تھی مقدار کی کھو میں نہ آسکا کہ آخر
عمران پہنچے مقصد میں کس طرح کامیاب ہو سکے گا۔

سر شام ہی وہ اس مقام کی طرف روانہ ہو گئے جہاں ساتھیوں کو میں
لے لیے روانہ ہونا تھا۔ میکن عمران راستے ہی سے غائب ہو گیا۔ بعد میں اور براں
سے مقدار کو معلوم ہوا کہ وہ سبھتک و اپس آنے کو کہہ گیا۔
مقدار وغیرہ اس سر لئے میں آپنے ہبہاں ان کے پیے گھوڑے کے اند
پا پر ردار مزدورو موجود تھے۔

” دس بجے تک عمران کا انتظار ہوتا رہا۔ میکن وہ نہیں آیا۔ اور براں کو
اس سلسلے میں آتشویں تھی وہ کہہ رہا تھا کہ میں عمران کسی محبت میں نہ
بہتوں ہو جائے کہونکہ وہ یہاں کی زبان بھی نہیں ہانا اور یہاں انگریزی
بولنے والے کم ہی ملتے ہیں۔ ”

پھر ترقی پا پونے کیا رہے بکھرے اور براں اس کی تلاش میں جانے کے
لیے اندری رہتا تھا کہ عمران اس مونے آدمی سیست دہاں پہنچ گیا۔
انھیں اس پر بڑی حیرت ہوئی کہ موماً آدمی عوش بھی نظر آ رہا تھا۔
” یہ میں کیلی گراہم ہیں۔ ” عمران نے آتے ہی مونے کا تعارف کیلی
سے گراہیا۔ اور آپ سڑ قائم۔ میرے غلام ازاد بھائی
” ہی ہی ہی! ” قاسم نے تیسیں لکال کر کہا۔ ” ہر ہی خوشی ہوئی
جی ہاں! ”

بقیہ لوگ بکھرے تھے۔ شاید وہ ان کا تعارف بھی کر لے گا میکن عمران
نے بالکل خاموشی ہی اختیار کر لی۔

مقدار نے عمران کو اگلے جا کر پوچھا کہ آخر یہ مجرم ہے کیونکہ

” میں آیا ”

” اے...! ” عمران نے لاپرواٹی سے کہا۔ ” وہ سب ای کے۔
کہے میں تھے اور وہیں انسوں نے کافی طلب کی تھا۔ اس مونے
لے چاہے منگوائی تھی، یا ممکن ہے یہ کافی پیتا ہی نہ ہو۔ میں نے کافی پر
ہاتھ پھر دیا۔ ارسے یہ سوت کیس جو میری تھاتی سے چھاہتا ہے تو کیوں
چھاہتا ہے۔ اس میں ایسے بھی مجاہب دغداش ہیں کہ ہاتھ کی صفائی ہو جائے
کوئی بھی رہیا۔ اس مونے کو پاہ کر لایا۔ ” خود بھی اُن سے بڑی طرح اکٹایا ہوا تھا
اویں اس مونے کو پاہ کر لایا۔ ” خود بھی اُن سے بڑی طرح اکٹایا ہوا تھا۔ ”

” یہ بکھر کر کہہ دیجئے۔ ” دو اعلیٰ کوئی اٹھیں وہ لوں لی تو بال عام
ہاؤں کی پیشی ہے خیر۔ ” اور تو دو دو قلوں بھی پاہ گیا۔ ” کارپک وادی
چکر پاہ کی پیشی ہے خیر۔ ” اسے فرم دیجئے کہ ” کوئی اس کا تھا۔ ” وہ اس سے پہلے
یہ دہاں پہنچ گیا تھا۔ ” دلادی ہیں۔ ” براں اس کا تھا۔ ” وہ اسے دلادی ہیں
سینکڑی کے کھلے کھلوں پر دیکھ لے۔ ” براں اس کی پیشی ہے دلادی ہیں۔ ” اصل ہونا چاہا
یہکی اس کے کیونکہ اس کے کھلے کھلوں خارج کے دلادی ہے۔ ” اس نے دلادی ہیں
آتے کی کوشش کی تھی اُس کے دلادی سے گھس خارج ہو رہی تھی۔ ” یہ
دیکھ کر براں بیا اور اس کے ساتھیوں سے اُسیں ماسک پہنچ لے اور
خالدی ہی اتنے ہی جا سہے تھے کہ تم بدی ملے لیٹھ کوٹ میں آگ رکا کر
اسے خارکے دلادی کی طرف پہنچا۔ ” بھیس لے آگ پکڑ لی اور غارے
بہت اونچی پہک ائنے تھی۔ ” مٹرگر آگ بھی سپر پر پوامی کا دوڑو پڑا
تھا اُسی آگ میں کوڑ کی راستہ ہو گئی پھر بدی اور اس کے ساتھی کوئی
دوسرے اس نے تھا۔ ” کارپک اسے اپنے ساتھ ہی لے گیا تھا۔ ”
” آتر تھیں، اس کی بادی پر پھین کیوں نہیں آیا جب کہ میں کہہ شہر
کا بھی واپسی نہیں ہوئی تھی؟ ”

” اے...! میں اسے سیم کر سکھوں کر دا سے سرناگ ہی نے
مارڈا ہا ہو گا میکن یہ دا تھر کس دوسرے محلے سے بھی متعلق ہو سکتا
ہے۔ ” شپریڈ ہیست مالدار تھا۔ ” ہو سکتا ہے اسے اس کے کسی عذر بندی ای
نے ختم کر دیا ہو اور جرم پر درجہ فحاشتے کے لیے یہ کہا تھا کہ تراشی کئی ہو۔ ”
” عمران کچھ نہ ہوا۔ ” وہ کسی سوچ میں تھا۔ ” ہر تھوڑی دری ریڈ اُس نے
اور براں کو اس مردی آدمی کے تعقیل بتایا جو پیشیوں کے ساتھ تھا اور براں
تو جڑا اور دپھی کے ساتھ رکھتا تھا پھر بولا۔ ” اگر ہو سکتا ہے تو ممکن ہے
وہ کہاں بیج ہی ہو۔ ” میں نے بھی اس دیوڑا کو دیکھا ہے۔ ”
” مخفی ریکھ لیں سے تو کام نہیں ہیں۔ ” سٹ اسٹ اسٹ اور براں ”
” پھر ساٹویکی کر دو؟ ”

” کچھ بھی نہ کر دیں۔ ” پھر بھر پھر پھر پھر دو میکن ہاں اس صورت
میں ہی ہے کسی کام میں دخل انجام ملتا ہے۔ ” میں ہو کرتا ہوں
اپنی نہ نے داری پر...! ”
” ” گرتم کر دے کیا؟ ”
” بس دیکھ لینا ادھ مونا ہجاؤے سفر کے لیے بہت مزدودی ہے۔ ”
” میکن اگر اس کھانی کو بادر کر دیا جائے تو وہ مونا سٹاک ہی بازیزی
تک پاڑی کا کوئی آرمی ہو سکتا ہے۔ ” اور براں نے لہد
” وہ کوئی بھی ہو ہجاؤے لیے یعنی طور پر کا۔ ” آمد ہو سکتا ہے۔ ”

میں نے آئے تھیں مادیا ہے کہ وہ میرا خالد ناد بھائی ہے اور تایاناد
اعلیٰ ہے۔

★

فریدی کا قافلہ کوئی کی تربادت کا ہاں کل طرف پر اتھا یہ لوگ
گھوڑوں پر سفر کر رہے تھے اور ان کے ہاتھ میں ہاشمیں کے ساتھ
فریدی نے ابھی تک کسی کوئی نہیں تباہ تھا کہ وہ کچھیں دھات کو
آئی دریک کہاں رہتا اور اس پہنچی کا کیا ہوا تھا جس کی موجودگی
اطلاع پر وہ فائینگ کے ہاں ہیں گا تھا۔

ڈھوپ تیز ہولے کے باوجود اسی سفر تجھیں رہ نہیں تھا کیونکہ
یکتو بلندی پر ہونے کی وجہ سے سروی رہتا ہے اگر بلندی پر دیوتا
تو تھوڑی لای دُور پہنچنے پر ان کی زبانیں مل پڑتیں کہ وہ ایکو نہ لستاں
خطیں ہے۔

طارق کا سیاہ نیوالا اُس کے کامنے پر سوار تھا اس لیے رہا

میں نے طلبے تھامی باشندے پا تھا اٹھا کر اسے تعلیم رہتے تھے۔

روزا ایک اپنی شہزادی اور جیداں کے گھوڑے پر میں کے

پتھرانا پر بڑی ورسے سرمنٹے کا ارادہ کر رہا تھا۔

وہ فریدی کے ساتھ ہی پل رہا تھا دو دن اگے طارق کے ساتھ تھی۔

پھر ہاتھ پر فریدی نے خود کو جسد کو مخاطب کیا اور وہ ہمیں میری

بھویں نہیں آسکا۔

یکوں؟

وہ سکتے ہو کوئی غیر متعلق آدمی ہی رہا ہو۔

مگر آپ اتنی دریک کہاں رہتے ہیں؟

اس کے تعاقب میں۔

وہ کہاں گیا تھا؟

ایک میٹنہ میں اس کی رہاں میں روپی ہموریں ہو سکتی ہیں۔

یا تو وہ کوئی قطعی غیر متعلق آدمی تھا یا پھر تن ہیں کل طرف سے اس لیے

بھاں جھوڑا گا تھا کہ ہم لوگوں کو وہیں نہ بھائیتے رکھے۔ اگر غیر متعلق

آدی ہے تو سچھ الدماغ نہیں معلوم ہوتا کیونکہ مجھے خواہ شہر کے پر

کھلنا پڑتا ہے تھا۔

شہر کے پڑکھلاتا رہتا تھا۔

ملں... بُو شی ہے خاندہ... بُھی بھاں بھی دیاں... بُھی بُسرے۔

دکان پر کھلا ہوا ہے کبھی اس دکان پر... ب۔

اپھا اگر قائم کیوں ہیں ہو تو۔

ہوسنہوں میں خواہ نہواہ دیاں وقت نہیں رہ بار کرتا چاہتا نہ

قاہم ہیں بھی ہواں رہا پر مند اکنہ کا کوئی کہاں کے اخواں کا مقصہ اسی

ہی ہے۔
”بیٹھے بھائے منت کی پریشان۔ اپنے ستارے ہی کا یہ داہات
ہیں کہ ٹھیکوں میں بھی سکون نصیب نہیں ہوتا۔“

فریدی کہہ شروع۔

عید سوچ رہا تھا کہ طارق اپنا گھوڑا آئے بڑھا جائے تو وہ
دنیا کے قریب پہنچ سکتے ہے۔ میکن وہ شاید کسی سخت پر بڑی مدد
سے بھٹ کر سکتے ہے۔

سفر چارک رہا اور دو دن تک سکونی خامس واقع ہو رہا ہے میں ہیں
آیا جیسے کی وجہ سے ہر وقت لیٹھے ہوتے ہے اور فریدی بھی دل بھول کر
ہنستا۔ روزناگی کافی زندہ دل ثابت ہوتی تھی اور بڑھا طارق تو
جیسے ساختہ پچھے بی بی گیا تھا۔
تیسرا دن ایک بگنا نہیں ایک بہت بڑی ہمروں کا ذری
دکھائی دی۔

”یہ راستہ دیوبانی کا طرف ہے آتا ہے“ طارق بولا۔
فریدی نے جیسے دو رہیں تکال اگاڑی کی سمت دیکھ
لگا جو ابھی بیت دُدھ تھی۔ دھنعتا جیسے اس کے ہوڑوں پر لکھا دسا
مسوں کیا دوسرے ہی لمحہ دھنخوں پر سے دو دن ہمایا ہو رہا
”میرا خالہ ہے کہ گاڑی پاٹکے والے کے برا بر بھا جو آدی کوئی میں ہی
تب پھر ہمیں بیٹھنے پڑھنا چاہیجے بکار ہم تکے کی بوت میں
ہو جائی تو بنتے ہے دو ہیں دیکھ کے بعد ریخ فائز کریں گے۔“

”یہ نہیں اس کا موقع نہیں دوں گا۔ پیچھے ہو جائیں دا ہے
سواروں کو تکرے کی اوٹ میں کرنا شروع کر دیا۔ گھوڑا اگاڑی آہستہ
آہستہ پل رہی تھی اور اس کے پیچھے تین چار سوار بھی تھے اور کچھ فریڈی
پر سماں لدا ہوا تھا فریدی کے علاوہ اور سب تکرے کی اوٹ میں تھے
فریدی کا گھوڑا تکرے پر تھا جیسے اسے جی گا اگاڑی میں فریدی کی
کھاڑی سے ہی فائر کر دیں اور طارق دامن بھی، ہوڑنے والے پھر
دینا گریخاں رہے کہ فائر ہوا ہوا۔

جید نہیں بار پھر اسے دو رہیں نکلتے دیکھا دو رہیں کافی
گھوڑا اگاڑی کی طرف تھا یہیں یہیں ہر نہ دیں جیسے دیکھا دیا
رائل اٹھا کر گھوڑا اگاڑی پر فائر کر دیا۔ طارق اور جید تکرے کے دل اس اور
بائیں کناروں سے فائز تکرے سکے گھوڑا اگاڑی کے کوچوان نے پیچے
چھاگا۔ گاڑی۔ گھوڑے بھوک دگئے تھے شاید کسی نہیں تا یوں
کرنے کی کوشش کی اور گھوڑا اگاڑی سے بھی فائز ہوئے۔

یہی ادھر جید پر تھی افتاد پڑی دس کا گھوڑا اس بڑی طرح
بہڑا کہ اس کے افتادے سے داعل بی پھر تھت پڑی اور بھر اگر دو دن

کی گردن تسبیب تھا اور جگہ کارتا رہا۔ ویسے اُس کی بدحواسی بھی ووڑی
طرح زائل نہیں ہوئی تھی اس سے اُس کے ذمیں بھی بات آئی کہ
گھوڑے کے کمزورادہ سے زیادہ ملکوئی رکھنا پاچا ہے۔ لہذا اُس نے زین
آتار کر کے باقاعدہ طور پر اُس کی ماش شروع کر دی ملا لگو تو خود اُس کا جوڑ
جولڈا میلا ہو کر دو گیا تھا اس لیے اُسے زین پر گاڑ کر کہ در بے نہ
پڑا رہنا چاہیے تھا اگر بے پڑانا سے کیا کہتا کہ جوڑ جوڑ کے ساتھ دن کے
اسکردوں میں ذہنی ہو گئے تھے اور اسے اس وقت لطفی یا دنہیں رہ گی
تھا کہ وہ کس پر زیشن میں ہے۔ کہہ در پڑھے کہاں تھا اور اس کہاں آپنیا
ہے؟ دوسرا بار صحیح راستہ ہے لگ بھی سکے گویا نہیں۔

کچھ دیر بعد اسے جوش کیا اور وہ بوکھلا کر پاروں طرف رکھنے
لگا۔ اب اس کے فرشتے میں اندازہ نہیں کر سکتے تھے کہ گھوڑا اسے کس
راستے سے لایا تھا۔

جید سر پر کوکہ جیند گیا۔ اب اُس کا دل چاہ رہا تاکہ گھوڑے کو گول
ہی مار دے تک روکی بھی اُسے پہنچا اخلاق سعطاً تو کرنے کی کوشش
کرتا رہا تھا اس لیے اس کا تھا ہو نہیں کیا جائے میں اب وہ
لیکا کرے گا، ہے سوال تھا یا کسی بہت بڑے بھیزی کے کامیلا ہوا نہیں۔
اُس کا جسم پیٹھے سے شرابوں پورا تھا کیونکہ ہاں کیتوں سی تھنڈگی نہیں
تھی مذقتاً وہ اچھا پڑا۔ اس سلسلہ کی دوسری ہوتے ہوئے قدموں کی آدرازی نہیں۔
اُس کی پیٹت پر ایک میکرا تھا اور اُس پر سے دو آدمی اُس کی طرف دوستے
پڑے اور سمجھتے ہوئے ان کے ہاتھوں میں کھلماڑیاں اور پڑے بڑے ٹھرتے۔
جید بدک کر ہاگا کا گر اُس کا مقداری اچھا تھا کہ وہ دلوں پر
اُس پر خیبر پڑھے اُس نے فرم کر فارم کیا اور ایک جیج سنتے ہیں گھوڑے
کر دے گئی۔

دوسرے آدمی پہاگ کر نیکرے کی اوٹ میں ہو گیا۔ اس کا ساتھی
چشمے کے کارے تڑپ رہا تھا جید نے اندر ہارہند سارے غاریں نیکرے
پر جھونکا ہا۔ وہ دراصل خالق تھا جنگلیوں سے اُس کی دوچار فنا
ہوتی تھی سو یہ اگر اندر وہ کے بھائیوں کے سرداری ہوئے تو وہ پرواہ کرتا۔
اُس نے دیواروں کو دوبارہ دو دکننا چاہا میکن موقع نہ مل سکا کیونکہ
جنگل نے نیکرے کی اوٹ سے دوبارہ اُس پر چھڈا ہیگ۔ لکائی جید پھر
جھاگ نکلا۔ وہ اپنی پوری قوت سے دوڑتا رہا تھا میکن دیوار اُس کے
ہاتھ ہی میں تھجھے اُس نے ہو نہیں شوئنے کی کوشش کی جسکی کہدا
تلئے ہوئے اُس کے پیچے دوڑتا تھا جید گھوڑے سے دوڑ نہیں جانا
چاہتا تھا میں سے دوڑتا کہیں وہ بھی ہاتھ سے نہ جائے۔ لہذا اُس نے
ایک بیاچکر لیا اُس وقت اُس کے پردوں میں گویا پر لکھ کر سکھے میں
وہ جنگل میں کم تر نہیں معلوم ہوتا تھا۔ جید جب بھی مُمٹا اسے سڑی

کی میں آئیں تو اُس کی گردن سے نیچت کیا ہوتا تو اُس کی کھوپڑی
کے کمزوری کی پتیاں گھوڑے پر دہونے ہوتے۔ اس کے بعد کسے صرف
آنہا ہوئیں رہ گیا تھا کہ گھوڑے کی گردن پر اُس کے بازوں کی گرفت
سخت سے سخت بھوتی ہماری ہے۔ ملے دہنے والوں کی آفازیں بھی
ترنارہ تھا۔ میکن خود اس کے ملے سے کس قسم کی بھی آفازیں نہیں ملی
سکتی تھیں۔

گھوڑا اسی جوش و خوش کے ساتھ دوڑتا تھا اور جید کو گلی چھٹے
لیوں پر میکن کر رہا تھا مگر تھا اسیل۔ اس سے توٹ نہیں ملائیں ورنہ جید
کلپنیاں تھیں ہو گئی ہوتیں۔

کچھ دیر بعد خاروں کی آہالی میں بہت بھیجھد ہیں۔ گھوڑا تھا
کہ سی طرح نکلے کامنہیں نہیں لیتا تھا اور اب آہتہ جید پر طشی
سی طاری ہونے لگی تھی۔ دو اس کیفیت سے خود کو بچانے کے لیے
انتہائی بجدوں جید کر رہا تھا۔

اسی حالت میں پتہ نہیں کتنا وقت گزرا گی پھر یہ ایک اس
میوسوس یہاں کا گھوڑے کی رفتار کی سمت ہونے لگی ہے جو حقیقتاً
بندھج سست ہو گئی پس وہ دوڑ ہی گیا۔ اور جید جو اُس کی گردن
سے چھا ہوا تھا آگے کی طرف بھکتا چلا گد گھوڑے سے جھکائی میں تھی کہ
میکنے ناٹھیں کھول دیں اور اُسے گھوڑے کی گردن سیست اپنی پر جھائیں
پاں میں نظر آئی۔ گھوڑا پانی پر رہا تھا جید سیہہ ہاپکر کی جید گھوڑا پانی
پتھر اسی جید کا پتھر ہوا اُس پر سے اڑ کیا میکن اڑتے ہی بچھت کر رہا
پکڑاں رکھن گھوڑا کی ماقشے نہ پڑھائے۔

گھوڑا نہایت سکون سے پالی پتھر کا جائزہ لے کیا تو زنگوں سے
دیکھ رہا تھا پھر وہ گرد پیش کا جائزہ لینے لگا۔ یہ ایک بڑی پر فقا جگہ تھی۔
پاروں طرف اونچا اونچا کو لوکار ہرے بھرے درخت تھے اور ان کے
دریمان شفاف پالی کا ریک پتھر مویں مار رہا تھا۔

گھوڑا اب پر کون نظر آ رہا تھا۔ پانی پی پیکنے کے بعد اُس نے
گردن اٹھائی اور بانچھوں سے پانی اڑ لئے۔

جید نے کام کو جھکا دیا اور گھوڑا یہے چون پھر اسی طرف
پیٹنے لگا جو درود اُس سے لے جا رہا تھا۔ جید نے اُسے یہکہ درخت کے تھے
سے بندھ دیا۔ اس کا کوئی توبی چاہ رہا تھا کہ زین سے ٹکے ہوئے تھے
سے چاکی کا لالے اور اُس پر سدا شر درج کر دے سکن پھر سوچا کہ
اگر اس کے وہ کوئی ختمی کا رہوا ای کہ جیھا تو کیا ہو گا۔

”چھا ایسا“ وہ ایک طویل سا سس نے کر بولا ایں تھیں اپنی
خوش اخلاق سے سن کر کہا۔
اہد اُس نے بھی جی خوش اخلاقی کا مظاہرہ شروع کر دیا۔ اُس

می پاتا... اور پھر اس کہا شے کی زندگی پنکے ہے اُس سے ہستے ہی
میں چل دیں گے اس کا مل جائے گا اس کے بڑھوڑ کا کاروں اور

اُس کے سچے سچے ہدایت ہے اس کے تھوڑے اس کے لئے پنکے ہیں۔

وھٹاپیں ٹیکلے گلے کی سر جستے سماں کے کامیں تیار ہی
کریں گے اس کا ہمیشہ ملکہ کا اس طبقہ کے ہمیشہ ہمیشہ
خوبی کے کامیں ہے اس نے جسی چیز کے ساتھ ہمیشہ اس کے
اس سکھا قسم کی کامیابی کے لئے اس کی سخت ہمیشہ اور
اپنا کام اتنا آوتا ہے اس کے ہمیشہ اس وقت اس

کا لمحیں بیرون کی عکس کی طرح پھنسے ہیں۔

جس سے کہی خوبی میں ہم کہلائیں ہوں اس تھا نہیں میں تھا
اوہ جل کو کہا گی تو اس کا تھا اس بندہ بال اس بندہ اس کا تھی ہی بلہ
کیونکہ دیانتا ہے اسی پیل ہوئی قیس اور دعائیں کو پڑھتے تھے
جل نے ہمیں اس کی خوبی کا مالت سے دل کی گیات کا نامہ کریات اس
یہ اس کے ہمیشہ ہمیں پہنچا کر دیتے ہیں مکاہت نہیں۔

پہنچا کیسے اس نے اپنے کو عذر کیا اور بدلاتا ہوا پہنچا ہے اسی
اتھانے جل نے اپنے ساتھی کی لاش سے ٹکر کر کال اور رعنی کے بین
نے پہاڑا کیا۔

پھر یہ کوئی نہیں معلوم ہوا کہ کس طرح اس کا کہلاؤ اس کی پہنچ
شہ پیوست ہو گیا تھا ہے وہ میرے دارکے لیے کسی بھی نہ کہا۔
جھکل کیسی بھنسے کی طرح ڈکتا ہوا سیدھا کمر اس کو ٹکرایا اب ہی
اُس کی پہنچ میں تھا یہ پھر بڑک کر بکا کا۔

جھکل اسی ا manus ڈکتا ہوا انہوں کی طرح دوچار قدم چلا
اور پھر ڈکر ہو گیا کچھ دُور دوٹنے کے بعد یہ کو پھر عقل آئی اور وہ بڑا
پھر کریگا وہ آپسیں پھر اپنے لارک ان دونوں لاخوں کو دیکھ رہا تھا۔
اُس نے سوچا کہ اب پدر میں سینگ کا نئی بی جی پڑھ رہا
ہو رکتا ہے کہ پھر کوئی نی میبت نہیں ہو جائے۔

...گردہ ہر ہر بھی جانا اس غلطے سے تو دھار ہونا ہی پڑتا
اُسے بندی یک کراک سڑا کتا ہمیشہ کر رہا چھٹ ملکا تھا۔

پھر کیا کرنا پڑا ہے وہ سوچا ہوا اُن دونوں لاشوں کے قریب
اُنہاں کی دلگت تائیں کی تھی اہدا کے بیکوں پر صرف پاچا سنتے
میب دش کے پاہے... میں نے بڑی پھر تھے اپنے پھر کے نامارے
اُنہاں میں سکھا کے کامیاب پین یا اپنے پھر کے میوڑے کی زین
سکھے اُنے تیجیں ملوٹ دیے پھر دونوں لاشوں کو باری باری
کے کیپتا ہوا پھر کے کامیاب ہے لے گیا اور اپنی پانی میں جکیں کمھے
کر رہا پڑتے ایسا اپنے پھر کے میوڑے کی زین کے کامیاب
کے کیپتا ہوا پھر کے کامیاب ہے لے گیا اور اپنی پانی میں جکیں کمھے
کر رہا پڑتے ایسا اپنے پھر کے میوڑے کی زین کے کامیاب ہے لے گیا اور اپنی پانی میں جکیں کمھے

بھلا اُس کی تحریخ دیکھی دیگت کہاں بچپ سکنی تھی اسے فوٹا ہی
اُس کے سچے سچے ہمیشہ یہ سچے ہمیشہ ہے اسی وجہ سے اس کے سچے سچے
کامیں سے کچھ اُنہاں تھے اسکا پہنچہ کم ہے تھا۔ سرہد اتنی موئی تھی جو
کہ اُس کے سچے سچے بھلا بھلا کے سچے سچے معلوم ہوں میں میورت میں
بھلا بھلا بھلا کوئی چھوٹے کی چیز تھی۔ دیکھتے ہیں دیکھتے ہیں
جن کرو گی اور یہ گھوڑے پر ہمیشہ ایک طرف جاگیں ہوئے سوچ
رہے تھے جھیلوں میں گھنٹے ہی ہوتے ہوں گے اور پھر کے تو اس
بیٹت میں وہ پاگی کی بھیتے گھوڑا ایک سرت دوست رہا۔ پھر
ذکر پر یہ بستی نظر آئی جو مختلف قسم کے جھوپڑوں پر مشتمل تھی۔
لئے فوٹا ہی اس استد کاٹ دیداں سے دو دفعہ ہی رہنا چاہتا تھا۔ اس
کس سے ڈھیٹر ہو جائی تو پھر وہ گوچا اور پاگی تو تھا۔
پھر در بعد اسے بڑی شدت سے بھروس لکھ ہوئے ہی۔ پھر
اُس کے پاس پانی کی تھیں بتوں کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا۔ ان
جھنگوں میں اُس نے بکریوں کی ملک کے کچھ خالوں دیکھتے اس کے
سوچا کہ اب اگر کوئی نظر آتا تو اسے دیوں کے شکار کرنے کی کوشش کی
گا میخواست کوچہ ہر بھی سطح زمین حی تھی بھاگ چلا جا رہا تھا۔ یعنی پھر
کوہاب نہ کھل دیا پہنچہ دکھانی دے رہا تھا اور نہ جانوں میں سے اس
کے بھیت کی آگ بچے سکتے۔
شام ہو چلی تھی اور گھوڑا ایکاں رخا کے دوڑ رہا تھا۔ پھر
وہ اُس کے تابوں میں تھا
اچاک یہ گھوڑے کے میوڑے کی اسی آغازیں تھیں
دیں اور اس نے اپنا گھوڑا دک یا۔ وہ آغازی سمت کا اہمان نہ
کی کوشش کر رہا تھا۔
دن قاتا سے سوار نظر آگئے وہ بہت دُر بھی نہیں تھے... وہ
مہنگی پر صعلوم ہوتے تھے منہ ہر ف پاچا ملہ اسی نہیں تھے جس سے
خوش ہو گیا۔ وہ اُس کے ساتھیوں کے علاوہ اور کون ہو سکتے تھے علی
جیسے سوچا کر گئیں وہ اُسے اس بہت تھہ بچان نکھل کر پا پر
فائزگ نہ شروع کر دیں بلکہ اُس نے حکم کو داتوں میں دیا کرائے
دوں دوں ہتھا پر رہا تھا۔
سوار قریب آگئا انہوں نے اپنے روں والوں کا یہ تھے
اور اس کے گرد مقرر نہ رہتے جیسا قیسہ تھا جیس پھر پاڑ کر
دیکھ دیا تھا۔
اُس کی چیزیں نہیں تھاں تیارہ تر سینہ نہ تھے۔ ایک سینہ دلکی تھی
اور قاسم کے علاوہ دوسری تھے۔

می ہی ہی ہا میں کی ایسے ہوئی کے شانے پر ہاتھا کر کہ بسا
جست پہلی آلات سلطنت ہوئے تھے اپنے نامی ہے کھانا جادے نادے۔
دیکھ ملے کوئی بھائی بھوت سالم ہوتا ہے وادہ یہ دیکھ کو بچان نہیں مکا
ت کیونکہ اس کے پیچے پہنچنے کی تھیں جیسی ہوئی تھیں۔

جید ہاں کی گفتگو نہیں سنی۔ باقاعدہ وہ اے جملی ہے کہے تو
اداب اس کے تعین شدہ کر سے تھے ایک نہ کہا گا اے اے
ڈنڈا چاہیے۔

یعنی پہلے دو قوف اکیل ہوا لانہیں ایں اے پیغام برادر میں
دھون کا اور کسی بڑی بیخ سے اس کا جو ہنا کا دردیں گا اے
جید کو اس پر کافی تاثیر کا یہونکہ تمام جیسی بخش پڑھتا اور اس
نے تھے سے کہا تھا اے داف پیارے کھانا جادے۔ میری جان اے۔
اوہ پہنچنے کیمیں سے ڈال کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

آخر ان لوگوں نے کیا اس جملی کو ساختہ ہی رکھا جائے
دنہ ہو سکتا ہے کہ کسی خدا کا پاہٹ بنے۔ ماذلتخے دال تجوہ نہ
پر کوئی بھی متمن نہیں ہو ڈا تھا کیونکہ کسی کو خواہ مارڈاں کوئی ابھی
بات نہیں ہے۔

ایک سفید فام جو ہبی اُنہی معلوم ہوتا تھا بولا اے اگر سا پ
ہی فر رپنچاہ کے تیر در رکھا ہو تو اے بھی جھوٹ دینا چاہیے۔
جید نے سوچا کہ کیوں دن کا احتیاط ماحصل کرنے کی کوشش کرے
فاہر ہے کہ اس کی سرداد برائی تھی یعنی وہ اپنی والست میں آنکھاں
نوگوں سے ہٹکریا تھا جو قاسم کے مخوا کے ذمے در احتیاط اور رستے تاکہ
داری کی طرف لے جا رہے تھے اس نے کوئی بھوٹی انگریزی میں بھی
دل کر کیا ہوئیں پتنے تھیں کہاں ہی ہوں اخنوں نے بھے اور پیٹ کر بتی
سے ٹکال دیا ہے لے۔

یہ دو قوف نظر آئے دلے آدمی نے توہیں کی طرح لپٹے دیدے
نچکے اور پہنچنے گوں کے ساندراز میں خوش ہوئے بولا اے۔ آے۔ کیس نے
حترافہ کی کتاب میں پڑھا تھا کہ غو... غو... غماً قبیلے کے لوگ پتنے بلقیل
کو کھپڑیں پڑھنے کی راستے ہیں اور مار کھانے دلے اس وقت تک
پتنے جھوٹوں سے کوئی نہیں چھوڑ لتے جب تک کہ اپنی توہین کا بدله شے
ہیں۔ کیوں۔ کیا میں غلط کہہ رہے ہوں؟“

”ہاں۔ ہاں! یہ جید پر جوش اندر میں سرناکر بولا۔ ہمیں پوری
بستی میں ہاں لگدیں گے۔“
”وکسرا! حق تھا میں نے پر سکون بھی میں کہا!“ اس کی شانگ۔
پکڑ کر پیٹ پینچوں لو۔“

”کیوں۔ کیوں؟“ جید بو کھلا کر بولا۔

”وہ خون مانانے قبیلے میں بھیری سسراں ہے۔“ حق نے کہا ہوئیں نہیں
چاہتا کہ تم اس کی بستی میں آگ لگائی پھر بھوت بخیر رہنے سے کیا تھا تھا۔
متنی صاف کرو۔ آدمی بخوبی اے۔ بھیرا جوئی جھک میں صاف ہوتے ہی تھیں
گرمی خلی کیے بغیر پڑھے فرما کے انگریزی بولو گے!“

”کیوں۔ کیا بات ہے؟“ یک سفید فام نے حیرت سے پوچھا
”یہ فراؤ ہے؟“ حق، جید کی طرف ملا تھا مخاکر بولا اور ملود فعاٹا
تبھی کا دھدر سرخ پر تو ہو سکتے ہیں جہاں زمین پر نہ رکھنے۔“

پھر جید کے سنبھلتے سے قبل ہی وہ اس پر ٹوٹ پڑئے۔ جید کو
زین کے تھیٹے سے بیڑا جوڑ کرنے لگا۔ کام کو تھیٹے میں سکا۔ اسے قاسم کے
خالدار پر بڑا تو آیا بھگ کر جیسی کیا سکتا تھا۔ اگر ایک بار بھی بیڑا اوناں اس
کے لاملا تھا تو دیکھ جگلیوں کی اور بات تھی۔ اسے جھے۔ آدمیوں
سے پہنچنے کے طریقے کوئی معلوم تھے اور وہ انھیں ہر وقت بروئے کا ر
لامکتا تھا۔

”اسے پہنچنے میں کو دیکھا تھا اور اس کے جنم سے خشک مٹی کی
تھیں۔ گھاڑی جانے لگیں۔ جیسے یہ جید کے چہرے سے متنی صاف ہوئی
قاسم سیغرا: انداز میں پلکیں جمپکانے لگا اور کچھ ہٹنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ
جید نے اسے آنکھا بردی۔“

”اے۔ بھردار!... آنکھ کیوں مارتے ہوئے قاسم بو کھلا کر بولا اور
کوئی انھیوں سے ڈال کی طرف دیکھنے لگا۔“
”کیوں پیارے بھائی!“ دو قوف آدمی قاسم کا شانہ سہلانا ہوا
بولا۔ ایک اتم سے ہچکتے ہوئے۔“

جید نے قاسم کو آنکھیں دکھائیں یعنی ساقھتی وہ بھی محسوس
کر رہا تھا کہ دو قوف آدمی کی آنکھیں جعلی کی طرح گردش کر رہی ہیں۔
وہ معلوم ہو رہا تھا بھی دیکھ کر کھوپڑی کے اندر بھی نظر رکھا ہے۔
قاسم کے بھی شانید قتل آئنی تھی اس نے کہا۔ ”ذمہ کی تو۔ بھی
قیا جانوں؟“

”یہ آن چینیوں کے ساتھ نہیں تھا:“ قاسم نے کہا۔ وہ اور دو دیں
گفتگو کر رہا تھا۔
پھر کہ بیک دیکھ کر طرف دیکھ کر دہڑا۔ خدا نصیں غارت
کرے۔ تم میری میثست کو کیوں گھوڑہ رہے ہو؟“

”وہ سر امرشیق پہنچنے لگا یہیں۔ حق بدستور سیخ دہ نظر آئے۔“
”مید بھی کو برا بر جھوڑ رہے جا رہا تھا۔“

”اے۔“ قاسم نہیں مانتے۔ پھر میں بتا دوں گھا و قاسم آنکھیں نکال
کر بولا۔

”کیسی ابھیں؟“
”یار گھر سے ہم دونوں ساتھی پڑتے تھے تا! پھر کیا بھاڑا میں
اُن جنیوں کے پاس کیے پنج گی تھا؟“
”وہ جسیں بپ کیاں ہیں؟“
”میرے کھالا زادوں نے اپنی آنونیا... اور مجھے اپنے کے پاس
سے نکال لایا۔ وہ سال سبھتائیک دلوی سے جانپاہتے تھے۔“
”مگر یہ تھا راغواز لوکیاں سے نکل پڑا اور نہیں بلکہ جو بڑی
”اے... خودا... میں اپنے بھائی کی شان میں کوئی بُری کامات
نہیں میں ملتا۔ یہ بھی دیس جا رہا ہے جہاں پہنچا ہے میرہ
پھر قائم اُسے بتانے کا کہ کس حرج دو، پہنچ کا لپی کر کے ہوئی
ہو گئے تھا راغواز لوگ بھائی اُسے وہاں سے نکال لایا تھا۔
”مگر یہ خالا زادوں ہے؟“ حیدر نے پوچھا۔
”یہ تو یہی بھی نہیں ہاتا۔ حیدر بھائی و فاقہم نے رلا دلانتے یہے
میں کہا۔ مگر یہ بڑا اچھا آدمی... میکل سے میری محبت کوادی ہے۔“
”یہ اُس سے شادی کر کے سو شریز لیندھیں میں جاؤں گا۔ فیض پر لے
والہ معاشر... اور وہ سال سماں تھا کہ کہڑا ہا۔“
”مگر قیسیں یہ خالا زادوں کیا ہے؟“
”اے... اللہ دیتا ہے وہ قائم درویشوں کی شان سے جھوٹا
ہوا ہوا۔“
”تھا رے بھی خالا، ماںوں، پچھا، ناناو بھائی میرے دیکھے
ہوئے ہیں مگر یہ بالکل نیا ہے۔“
”اے ہا!“ قائم آنھیں پھاڑ کر اُسے بولا۔ یہاں پر
یہ بھی ہے مگر یہ بڑی محبت کرتا ہے بھسے... اگر میں کہاں اون
تو وہ بھی کہے گا انداگر نہیں کہوں رات تو وہ بھی کہے گا رات... اے
ایسے بھائی آج کی کہاں ملتے ہیں؟“
”تم عذر ہے یہ وہ نہ ہے میں پھر بھی تم کے اے پناخلا زاد
بھائی سلیم کریں وہ حمد آنھیں نکال کر بولا۔
”کیوں نہ قیسیں کریں وہ بڑے بیچھوڑے رستے پتا ہے؟“
”کیا رشتہ پتا ہے؟“
”میری بھوٹی میں نہیں آئے۔ جتنا بھاڑوں بتا دیں گا... غدر کے
نہانے میں ایک نانا وہ مر چکا ہے اور دسرے نانا اور ہر چند گھنٹے بعد
کے نہانے سے ایک خالا ہو گئی اور اُدھر کے نہانے سے دوسرا خالا ہو گئی۔
ایک خالا سے میں بھوٹوں اور دوسرا خالا سے دو خدھے۔“
”اور نہانے سے تم دونوں کے ہاپ ہیں یہ حیدر جھٹا کر بولا تا ہے
کب حل کرنے گی تھے مذکور یہ جو بھی جا ہتا ہے تو یہ نہیں بکر

”ہاں... پہاڑے بھائی... تم ہی تا دو!“ اُنکے کہا لادہ
ہو سکتے ہے کہ جو لوگ اپنا فصل تبدیل کر دے
”اچھا ایسا دوں کا!“ تمامی میڈ کو عینی نظروں سے دیکھتا ہوا
بولا پھر جیہتے دیکھا کہ وہ جھٹک کر لاق کے کان میں آہستا ہے۔
پھر کہہ رہا ہے۔
اُنکے دیکھنے پہنچے اور حیدر کی طرف دیکھنے لگا۔
سورج خروش ہونے والا تھا۔ اُنکے نہایت ساتھیوں سے
بلند آوازیں کہا پڑا کے لیے یہ جگہ اپنی خاصی ہے۔ کیوں نہ ہم
رات یہیں بس کریں؟
میکن وہ اُس کی بات کا جواب دیکھ کر جانشی حیدر کے متعلق
پوچھ گھوڑ کرنے لگے۔
”یہیں ابھی کوئی معقول جواب نہیں مے سنا۔“ اُنکے نے کہا۔
”اب اٹیاں سے حد تھیوں کا ہا۔“
بایپر وہ گلوکوں پر سے چھول لایاں آتا رہیں اُنکی اُدھیں اس تارہ
کیا جانے لگا پھر وہ بعد وہ دن بھر کی تھکن آتا رہے تھے۔
حیدر دی سینہ فاموں کی گلائیں تھا دفا کم بھی اُس کے قرب
ہی موجود تھے۔
”ابجاو... موئے حرام خود...“ میں بھی سے بھوکا ہوں۔ حیدر نے
اُسے گھوڑ کی دات پہنچے ہوئے کہا۔
”اے... جہاں سبھاں کے... تم خود حرام خود!“
”تھا ری ہی خاطر ہم ٹھوکریں کھلتے پھر ہے میں۔“
”کیوں میری خاطر کیوں... اے ہا۔ یار حیدر بھائی... اُدھم
دیکھو سچی تھا نا۔ میرا دعا خراب ہوئے لگتا ہے جب سوچا ہوں۔“
”میں کچھ بھی نہ بتا سکوں گا۔ پہنچے تم میرے لیے کھانے کا انتظار کراؤ۔“
”اچھا اُنکی لمبے کھالا زاد سے کہتا ہوں وہ قائم اُنھا نہ ہوا بولا۔
”جیداں کے خالا زاد کے متعلق خصوصیت سے پوچھنا چاہتا تھا میں
اُس لے اُنکے جملے ہی دیا۔“
”خودی دیوں بعد قائم کھانے کے لیے کچھ جیزی اور چائے لیا۔“
”واہ میری بھائی جیٹھو۔“ اُنکی تم بہت اچھے درست ہو گئی
خوش ہو گر بولا۔
”اد کیا!“ قائم بیٹھتا ہوا بولا۔ اُنگر قیسیں میری محبت پر کبھی یقین
نہیں آئے گا تو۔
”اے نہیں دعا... ایسا بھی کیا وہی کھانے پر ہاتھ صاف کرنا
ہوا بولا۔“
”اچھا تھا میری بھائی دوڑ کر دو۔“

بنا کر دکھو دیتا ہے۔

تو اے شارت آئی ہے تھا ری؟ قائم دن کر کھڑا ہو گیا۔
اے نہیں پیدا ہے۔ حیدر جلدی سحر بولا۔ نہیں تو قیس یونہی
پھر رہ تھا مگر تھا ری محو ہو گئے باہل پستہ نہیں آئی۔

کھڈا کھٹکر ہے لا قسم ممی صورت بنا کر بولو... اور پھر
یک پیک بہت خوش نظر آئے رگا اور چک کر بولو۔ باہل پھر پت
جی بھائی... مگر دل کی بات ہے بھائی تو اپسی بھی مخفی ہے ہانے
کیس قیوں قیوں بوقتی ہے۔

دوسرا سینہ اس انداز میں سیلانے لگا جیسے واقعی انداز
لگ گئی ہو پھر جلدی سے بولو۔ اے جاں... تم یہاں کہاں؟

تھا ری بی تلاش میں ہم دیکھے کھاتے پھر ہے ہیں۔ قیس ان
بیسوں نے غار کیا تھا۔

کرنل کہاں ہیں؟

وہ بھی کہیں پہنچتے پھر بے ہول گے۔

میرے یہے! قائم کھو گیر آواز میں بولا۔

حیدر کو بھی تبولا جو پھر بھی سامنے تھا اسے صاف کر کے
اب وہ چلنے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

اسنے میں قائم کا غالا زاد ایک سینہ فام کے ساتھ چھوڑ دی
میں داخل ہوا۔

جیسکے پھرے سے لا پرواںی ظاہر ہو رہی تھی۔

وہ سینہ فام نے اس سے پوچھا تو تم کرنل فریدی کے
اسٹنٹ ہو؟

کرنل فریدی! حیدر نے حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہ لاہیں کسی
کرنل فریدی کو نہیں جانتا تم لوگوں نے خواہ مخواہ مجھے تکلیف دیا ہے
لکھنئے نے قیس کو قصان پہنچایا تھا۔

ہیں! سینہ فام نے نئی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ مگر تم اس
کیلئے میں کہوں تھے؟

تمستہ مطلب! میں گھوڑے کی دم سے لکھا پھر دل۔ تم کون
ہوتے ہو دخل دیتے ولے؟

اپ فوہ! ایک دہن مکرایا۔ تم تھا کیوں ہوتے ہو بھائی جم
میں ایک بھی علاقوں میں شرکر ہے تھے۔ قیس پہنچیے مخدوش
کھکر کھک بیٹھا اور اس سے یہ معلوم کرنا ہاہتے ہیں کہ ستر فام
کا بیان کس حد تک درست ہے۔

میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم اے کھاں لے جا رہے ہو؟

حیدر نے قائم کی طرف اعلیٰ اٹھا کر کہا۔

”ہم اے بھات کا راستہ دکھائیں گے لا احق بول پڑا یہ اپنی

بیوی اور باپ سے بھات حاصل کرنا چاہتا ہے۔“

”بیوی قیس کی اندھے کتوں میں گرانے کا ماس کا دھان درست
نہیں ہے یہ بھائی ہے۔“

”اے... بھائی... بھائی! قاسم آنکھیں نکال کر بولو۔ اے
تم کیا کہا رہے ہو؟“

”ہم دونوں سید روزیں قیم تھے“ حیدر اس کی پرواہ کے بغیر ہے۔

”لے دیکھ دن اے بھائی سے بھک اُن سید عانقلش میں لگا اور اس نے
اوھڑا ہم بھک اس کرنی ہڑو گرد کر دی کہ اے یہ خزل لے ہو گدھ لے

لگا ہے اور دیکھ دن اس خزل کے تلاش میں روانہ ہو چاہئے گا۔

”یقور یہ بھوک کچھ بھی اس کے بھک میں پڑھ لے اور اسے لے اٹھے چکر
یہ اپنی بیوی کا کھانا لے کاہے۔“

”کھاموں... بھم بھات“ قاسم سبق پھاڑ کر دیکھا۔

”غیں خاصوف رہوں گے۔ تم گسے ہو، انکو کمپتے ہو۔“

”مارڈاں لوں گا“ قاسم دن کا ہوا آگے بڑھا۔

”آپے بھاؤ... بھری کمپتے؟“

قاسم پرستی طالب سوار ہو گیا تھا وہ پاگلوں کی طرح ہیجنہا ہٹھا حیدر

پر پل پڑنے کے لئے ہاتھ پر ہڈی لہر لے تھا۔ مگر چار آدمی اس سے پھر ہٹ

لگنے لگے اور وہ ان میں سے بھی ایک آدم کو ہٹکسی دیتا تھا۔

حیدر کی حقابی نظری ایک سینہ فام کے ہوشیار قیس وہ اس انداز

میں قائم کی طرف ہبھا بھیجی اسے مار دے گا۔ مگر اس کے بھات اس نہیں

یور پیس کے ہوشیار ریو اور بھیجیا۔

اس وقت قائم کو تا وہ اتنے کا حصہ ہے سی تھا کہ ہاں جو جھہ بڑا

ہوئی۔ رو ہو رہا تھا اسے ہی وہ چھانگ کر کہا۔ یہاں جھانگ کا تھا۔

اس نے دھرم سے کہہ بہتر پر بھی ہاتھ دیا تھا اور اب اس کے ہاتھ

میں دوڑیا اور تھہ بہر کھلتے ہی اس نے ایک قبیلی گھمکی اٹھ دی۔

اٹھ اور اس کے ساتھ جیسی تھا قائم کو چھوڑ کر تیری سے ہماہر کھل تھا۔

امن آگے تھا حیدر کو جھکر کی اوٹ میں جست دیکھ کر اس نے پل پڑھنے

ہائے پھیلادیسے تک اس کے ساتھ آگے بڑھ رہے تھے۔

دھنٹی میسٹے ہو گئی تھا زم کہا ہاں دیکھ کرنل فریدی کا استٹ

ہوں اگر تھت ہو تو آگے بڑھو اور دھنٹی پکڑو۔

امن نے کہا۔ اور مان... اس کو گھوڑا مٹکو دو۔

جیسے اس پر قبضہ لگایا اور بڑا اور تم پھر دو قوت ہنس بن کے

دلست ایس تھا اسے ناہیں کو اپسی طرح بھر جکہ ہوں۔

کھو پچھے ہونا۔ امن نے جواب دیا اور اس نے بھر جاہنہاں کیم جاہنہاں کیم

کہ بیان سے دفع ہو جاؤ گو

دفعاً الحق نے اس سے کہا "اوادھ میں بھوکھ
جید اُس کی طرف مڑا۔

حق کے ہاتھ میں نکروں کا بھوکھا۔ وہ اُس کی طرف
ہوا ہوا تیری لو! اسے جادو کا ذمہ اکتھے میں بڑی بڑی توپوں کے رج
پھر دیے ہیں اُس نے!

جید کو پرانا دا آیا اپنی حاقت پر اُس نے وہ ذمہ اکتھے اسی
چھین کر اُس پر ضیغ مارا۔ اُس پر گزرا ہوا دو جاگر کیکھات
بڑی پھری سے بیٹھ گیا تھا اُس نے دبارہ اپنے کرموم انداز میں سرہنہ
ہونے کہا۔ یہ تم نے بہت بڑا کیا۔ اب اُسے نیلم پری اٹھائے جائیں
کام پچھے کا۔

لہذا اُس نے مکرا کر کہا "وادھی یہ راست نیچہ تھا"
"اب آؤ! اٹھیاں سے باقی کریں گے واس نے جید کا اپنے کا
ہوئے کہا لیکن گرفت غیر دوستانہ ہیں حقی اس بیے جید چپ پا اور
ساتھ ملے رکا۔

یہکیاں کیک احق نے مڑ کر کہا۔ ارے پیارے بھائی تم کیوں کہ
ہو، تم بھی آؤ! یہ میرے بھاڑا بیانیں!

"اسے جادا تم بھی اچھے خاصے چلے ہو۔" قاسم جملہ کو بولا
تمہارے رشتے واری نکل پڑتے ہیں۔ تھا راجحہ ادا حافی کیسے ہوا?
"میرے دادا اور ان کے دادا نتوں نکلتے ہیں اگر تھے اسی
نے سمجھ دی گی سے جواب دیا اور قاسم پر ہنسی کا دورہ پڑا۔ پھر اسی دادا
میں دنوں بیوی الودل کے ٹھیکر دیب گئے جو اُس کے ہاتھوں میں
قاسم پوکھلا کر اچھل پڑا اور پھر میس کر دیتے ہی چلے گئے۔ وہ دری دادا
سی آواز زنکات ہوا ابھت کو دو تارہ جید اور احق نے دوسرا طرف
بھاگ کر اپنی جانیں بجا ہیں موردنے ایک آدھ بہی ہوتی گوئی ان کے ہند
لگ چاہی۔

جب ریو الودل ہاں ہو گئے تو قاسم اُسیں پہنچ کر یہ کیک طرف
سرپٹ دوڑتا چلا گیا۔ وہ دنوں اُس کے بیچے دوئیے قاسم بھاری بھ
کم ہونے کی وجہ سے نیتھیں دوڑ سکتا تھا۔ انھوں نے اسے فدا ہی بیا
قاسم بڑی طرح بیٹھ دیا تھا۔ وہ ان دنوں کو کسی ایسے خوف
بیچ کی طرح دیکھ رہا تھا جسے اپنی کسی شرارت پر پٹ جانے کا خدا ہے۔

وہ اسے چھو لداری میں لائے تھا۔ قاسم باکل خاموش تھا۔

حق اُس کی پیٹھ سبلہ سبلہ کر اسے آسیا دے رہا تھا
کچھ در بعد جید نے محسوس کیا کہ اس پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں
رہ گئی تھی۔ نہ اب اُس کی نگرانی کی جا رہی تھی اور نہ اب دقال اقتدار
تھا۔ اُس کا ہوسٹ اور کارلوسون کی پیٹھ اُسے واپس کر دی گئی تھی۔

یہیں تم بھول کو نکار دے ہوں جس میں تھت ہو آتے ہے؟

"ارے جادا! ہم کوئی کچھ نہیں ہیں کہ تمہاری نکار میں آجائیں اپنا
راستہ نہ بھارے پاس اتنا راش نہیں ہے کہ ہم جیسی بھی کھلا سکیں۔"

"موٹے کوئیرے حوالے کر دو!"

"شکر ہے! اصر دے جاؤ! درستہ اب ہیں ہی کھانا شروع کر دے
گا۔ راش کی قیلت اسی کی وجہ سے ہو گئی ہے!"

جید اُجھن میں پڑ گیا تھا۔ وہ سورج دھات کا حق خڑک اک آدمی
معلوم ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے یہ بھی کسی قسم کی چال ہو۔

دفعاً ایک سفیہ فام نے کہا "اوادھ کوں فریڈی کے استھن
ہو تو واپس آ جاؤ! ہمارا کسی سے جگڑا انہیں ہے!"

"اگرے واپس آیا تو میں اسے جان سے مار دوں گا" "اسم دہڑا۔"

"مالے نے کتنی کا بیاں دی تھیں کیا تم لوگ بھرے ہو گئے ہو اور ہاں!
تم نے مجھے پکڑا کیوں تھا، یا تو؟"

"خاموش نہ ہو پیارے بھائی! شاہنہ نے زم بھی میں کہا۔

"نہیں کھاموس رہوں گا!"

"اچھی بات ہے تھیو؟ اُس نے کہا۔

اور جید نے دیکھا کہ وہ لگ احق کے اشارے پر واپس جا رہے
ہیں جید کی اُجھن اور زیادہ بڑھ گئی اور وہ اس مکار آدمی کو چھکنے کا شک
کرنے لگا۔

قاسم دین کھڑا رہ گیا تھا۔ جید نے آواز دی اور دیکھے کی
طرف پڑھنے لگا۔

"آ جاؤ! ایکس گول نہیں ماروں گا" جید نے کہا۔

قاسم کچھ کے بغیر مبتدا۔ احق اور اُس کے ساتھی نظریں ساہیں
بوکے کے سقے جسے ہی قاسم اُس کے قریب پہنچا کوئی چیز اُس کی پشت پر
چھپنے لگی اور ساتھ ہی اُس نے اتفاق کی آواز شنی جو کبڑا تھا دو دنوں بیوی الود
زین پر گرا دو دست اور نگولی دوسری طرف تکل کر موٹے کوئی زخمی
کر دے گی۔ جید نے بیوی الود پھول دیے۔

جید نے سوچا۔ یہ بہت بڑا ہوا۔ قاسم کو کٹرول کرنے کی نظر میں
وہ یہ بھی بھول گیا تھا کہ اُس پر عقب سے بھی مدد کیا جاسکتا ہے۔

"پیارے بھائی! احق نے کہا ہے دو دنوں بیوی الود اسکا کچھ بھی بہت
جادا۔ بھیک شاباش۔ تم ہبہت اچھے آدمی ہو۔ ہاں اور بیچے ہو۔

تحمودا اور... بس بھیک ہے دیں کھڑے رو۔

پھر جید کی پشت میں پچھنچا۔ جیز میں کمی... میک جید جوں کا
توں کھڑا رہا۔

گیا تھا۔

اس نے عبید کو اپنے ساتھیوں کے ناموں سے آگاہ کر دیا۔
عمران کے نام پر عبید چڑکا اور سکا کر بولا۔ تمہارا عمران سے کیا

تعلق ہے؟

”بمدونوں کو یہ ہیں؟“

عجید صرف مسکرا کر رہا گیا پھر بولا۔ یہیں آخر تاریک وادی کے سفر
کا کیا مقصد ہے؟“

”بھی انہوں نے کہیں پارٹی لیڈر کی مرمنی کے بغیر یہ جانے کوں گا؟“

صادر تھے کہا۔

”لیڈر کون ہے؟“

”اوہ ان!“

”یہیں اس موسم کی یادداشت پر اعتماد کر کے سفر کرنا کہاں کئے
عقل مندی ہے؟“

”پتہ نہیں ایہ عمران صاحب کا معاملہ ہے ادھ جائیں“

عجید کچھ دل بول۔

رات کے کھلے پردہ ان کے ساتھی تمہارا صدر کے نام سے
لوگوں کا تعارف اس سے کیا۔ عجید نے تہیہ کر لیا تھا کہ جب تک وہ لوگ
اپنے سفر کا مقصد نہیں ظاہر کر سکے۔ اس وقت تک وہ بھی اپنیں اپنے
یاکریل کے تعلق کچھ تبلے کا چانپ کر دیوں کے استفار پر اس سے
یہ نہیں کیا کہ کرنی فریبی بھی تاریک وادی کا سفر کر رہا ہے اس لئے
صرف اپنے تعلق بتایا کہ وہ قائم کی تلاش میں نکلا تھا۔
کھانے کے بعد ایک ہمدرد عمران، عجید کو تہائیں لیا۔

”کرنل تم سے بخوبی واقف ہیں“ عجید نے کہا۔

”اوہ میں ان سے واقف ہوں“ عمران مسکرا یا لا کیا یہ سنگ ہی
والی کہاں درست تھی؟“

”ہاں!“ عجید نے لا پر دالی سے کہا۔ اب تو تھی کہاں اس ڈھرم ہو
گئی ہیں کسی کی بھی تفصیل ذہن میں نہیں رکھی جاسکتی۔ اچھا تو کیا تم لوگ
بھی انکا بارشاہوں کے خزانے کے چکر ہیں ہو؟“

”بھیں غراؤں سے کیا سروکار ہے؟“

”پھر یہ سخرکس یہ انتیار کیا کیا ہے؟“

عمران نے بات الٰہ کر عجید کو دوسرا باتوں میں انجھایا۔ مگر بات

پھر دیہیں آپنی جہاں سے شروع ہوئی تھیں اس بار عجید نے سفر کا مقصد
علوم کرنے کی کوشش نہیں کی۔ وہ اب اس موضوع پر سے لے پردازی
ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

دوسری محض ان کا سفر پھر شروع ہو گیا۔ عجید سورج رہا تھا کہ پس

امن اپ اس کے ساتھ نہیں تھا۔ چھوٹا ساری میں صرف وہ اور
قائم رہ گئے تھے۔

”آئے جید بھائی“ اس نے تھوڑی دیر بعد راز دار اس نے
پوچھا تو کیا وہ سچی جادو کا دینا تھا۔ مژوڑ تھا عجید بھائی... نہ ہوتا تو
میرے ہاتھوں سے گویاں کیسے میں جائیں؟“

”مت دماغ چاٹو... مگر نہیں تھوڑا تم نے مجھے ان لوگوں کے
تعلق بھی بھاک پکھ بھی نہیں تھا یا؟“

”میں کیا چاٹوں کوں ہیں یہیں؟“

”تم سے کیا چاٹتے ہیں؟“

”تاریخ ماوی میں لے جانا چاہتے تھے؟“

”تو تم ہی انسیں اس راہ پر لے کتے ہو؟“

”ہاں... اور... کیا؟“

”غلط لاتے ہو! میں خود بھی راست بھول کر بھکتا پھر ہاٹوں!“
”بھم تو ابھی کوئی کی جیارت گاہ جا رہے ہیں“ قائم نے پکیں جھپکا
کر کہا۔ وجہاں ہم تھے وہاں سے میں کوئی کا راستہ نہیں جانتا۔

”پھر تم کیسے اس طرف لے آئے؟“

”میں نے کب کہا ہے کہ میں لایا ہاٹوں۔ تھے تم پہنچے چار سو بیس
ہو! عجید بھائی!“

”تم کہاں سے روانہ ہوتے ہیں؟“ عجید نے پوچھا۔

”بیاڑہ سے؟“

”ابے یہ کیا یا ہے؟“

”شہر کا نام ہے؟“

”ایکوئی دریں اس نام کا کوئی ضہر نہیں ہے!“

”تھوڑا کہا سالا... تو پھر کس کیا کروں؟“ قائم حیلہ لگا۔

”ریو یا ہمالے سے بڑا ہوئے ہوئے ہو گے؟“

”شینگ سردازار ہو اہم گاہ مکاہب میری کھوپری نہ کھوئا۔“

”اچھا ہیا! عجید نے میں سانس لی۔

”تمہارے غالا زاد بھائی کا نام کیا ہے؟“

”اُسی سے پوچھو جا کر... میں کوئی ہم یاد رکھنے کی خیم ہوں ہو گا
سالا بھائی والی!“

”ابے تو مر چیزوں کیوں چہار ہے؟“

”کہاں؟“ قائم پوچھا کر اپنا مذہب مٹوٹھے لگا۔ پھر انہیں نکال کر بولا۔

”میں نے تم آنا جھوٹ کیوں بوئے ہو۔ شرم نہیں آتی!“

”حمد الکتاب رہا بھی آیا پھر اسے اُن کے نام معلوم ہونے میں
دیر نہیں ہی۔ یہ بونکہ دوسرا مشقی اس سے خواہ خواہ گفتگو کرنے پر“

انجھائے ہونے چکا۔

یحیہ نے ہی گھوڑا دسری ہفت موڑ دی۔

یکسی انتہیں عمران دیاں بچیں گیا۔

”اے... پیارے بھائی کو کہا ہے ہماری نئی محنت کے
تمتیز یہ ہے میں آج فیصل کر دوں گا یعنی قائم پر ہے کہ کسے
انداز میں دھلان۔

”آخر ہاتھ کیلے ہے عمران نے اپنا گھوڑا دھلان کے دریافت
کرتے ہوئے کہ

”بٹ کیا ہوئی“ چیلگا ”جسے کہنے والے تو تم کہتے
کہ مجھے کہنی یحیہ کے اچھائی کے“

”اے خدا یعنی غارت کر... گھوڑے پر سچے
قاہقہ کی وجہ سے اور کچھ کہہ سکا۔

”اے! خدا ہزار غارت کے بعد تم تھے جو اسے سمعان
تھیں تو میں کے ماتھے ہی ماتھے بن چھے گی اس سے غشت کر کر
تو سب گدبری ہو جائے گی“

”اے سے سہما دو“ قائم یحیہ کی ہفت اقتدار کا گھاکر دریافت کر
اے غلق... غلق کر دوں گا“

”اے... نہیں پیارے بھائی اس طرح سوچوڑی پر چھوڑ کر
چھنے والوں کو چانور سمجھتی ہیں“

قاہقہ بھیں جانکھے گا پوچھ کے اس کہا تو میں دوسری طرف
متوجہ ہو گیا تھا اس لیے اس کو بگڑا ہوا سیدھی اعتماد پر گئی تھی
اس کے باوجود جو بھی وہ تھوڑی دیر تک خال الذین کے سے نہ ازدھار
کو گھوڑا رہا پہنچے پھر گھوڑا دسری ہفت موڑ دی۔

اب عمران یحیہ کے ماتھے چھپے گئے تھے اس سے اگر سمجھے
”یکوں پیارے پکتان صاحب! یکا تم ریکھیں اس موڑ کا دل
میں نکل پڑے تھے“

”نہیں میرے ماتھے یعنی یعنیں اور کھڑوٹھی میں تھے
اچھا!“ عمران نے بخندگی سے سر ہلا کر کہا ”یہ یحیہ کو
کہنا پڑے ہے؟“

”کس سے ہے؟“
”تم دونوں کے حصیں میں سوچتا ہوں کہ تھیں یہیں سے
فاپس کر دوں گا“

”میں اسے مناسب نہیں سمجھتا“
”یکوں“

”میں ان جنیفیوں سے نہیں پھردا اپس نہیں جائز کا مدد“

اُس کے قابلے کا کیا حشر ہوا ہو۔ پوستکا بے فردی دیغیرہ اُس کی تلاش
یہ سرگردان ہوں۔ پوستکا بے دیگر کوئی اس علاقے سے آگئے نہ بڑھے
ہوں بجای سے اُس کا گھوڑا اُسے لے بھاگا تھا۔

مران اور اُس کے ماتھی اب بھی اس سے خوش اخلاقی ہی سے
پھیل آ رہے تھے۔ یحیہ کو ان سے اُس کے علاوہ اور کوئی شکایت نہیں
تھی کہ انہوں نے قائم کا داماغ باعث ہی اُس کی اقتدار اور وہ خصوصیت
ہے عمران کا اتنا اگر ویدہ ہو گیا تھا کہ مران بڑی شدت سے قائم کی ہے
تھا۔ یحیہ نے وہ بیکھا اور سنا تھا کہ مران بڑی شدت سے قائم کی ہے
میں ہاں ہاتھا اگر اُس سے کوئی مددی سی بھی حادثہ مسند ہوئی تو عمران
اُس حدود گذرا رہی تھا اور وہ حادثہ قائم کی حادثہ
کی تائید ہی کرنی ہوئی نظر آتی تھی۔

اُس وقت قائم گھوڑے پر ٹرھکھڑک خرگاں رہا تھا ایسا یہ معلوم
ہو رہا تھا جیسے پلپیے پر کا ایک بہت بڑا گند گھوڑے پر رکھ دیا گیا ہو۔
یحیہ نے گھوڑے کو میز کیا اور قائم کے پر اپنی پنچیں گیا۔ قائم اُس وقت
زلف کیلے کو گھوڑے کا تباہک اُسی انداز میں پانے سکو چیش دینے کی لشکش
کر رہا تھا جس طرح گھوڑے کی رفارکی منہست سے گسلی کارہل رہا تھا
اُندھا قائم کی کھڑتی، اُسی کے سے انداز کی بیکھی سی پنچ بھی پانی چاہی تھی۔
جید کو دیکھ کر وہ گدبری آگیا اور اُس کی ”بھی بھی“ پل پڑی کچھ دیر
تک اسی طرح ہستارا پھر بولتا۔

”یحیہ بھائی! ازاد یحیہ تو... ہم نے ہے... کس طرح کھیڑی ایں
ہی ہے۔ بس بھی جا ہتا ہے قربان ہو جاؤں“
”یحیہ خاصویتی سے اکاریا تھا۔ اُس نے سوچا تھوڑا ہمگامہ ہی ہی۔
”بہت نیک اور شریف رہا ہے وہ یحیہ نے تباہک“

”بہت... بہت تکریبی یحیہ بھائی!“ قائم نے خوش ہو کر کہا پھر
لوكھا کر بولا۔ مگر صورت و شکل کی اچھی نہیں ہے... قیوں“
”ہاں ہو سکتا ہے“ یحیہ نے لاپرواٹی سے کھا۔ میکھا بھی کچھ دیر
پکھے جس میرے ماتھ پل رہی تھی تو اس نے کہا تھا آہ مشہ یحیہ... اُنم
اُنہیں جھکھیوں سے بچے ہوئے ہوئے“

قاہقہ کے پیرسکی رنگت بدل گئی پہنچنے کو وہ ہوتی سانظر آ رہا
تھا پھر یک بیک پھر گیا۔

”آئندہ تم بیکھنے ہو وہ طبق پھاڑ کر جتنا دیسیر معاملہ ہمی خراب کر دے
گے اس جملہ میں بھی کوئی پھاڑی دینے نہیں آئے گا۔ میں تعین مار
کیاں ہوں گا“

”میں تھا اپیٹ اسی طرح چاک کر دیا گی جیسے تر بول کر ائے ہیں“
”اچھا... تھہر دے“ قائم نے گھوڑا اُس کی طرف موڑ دیا اور ہاتھ

ہوئے کواڑا یا تھا۔

امنے سکی جو قوف کو جو قوت بنا کر تھیں کیا ان جانتے ہوئے
میں نہیں سمجھا۔
تم کیوں چھپا ہے ہر کرتھاری پارلی ہی اپنی جگہوں میں موجود ہے۔
غلط کہے جو۔

خیر تو سیرے یہ کوئی نہیں بات نہیں ہے میں غلط کہہ کا ملی
ہو چکا ہوں بعض اوقات تو صحیح بھی غلط ہو جاتا ہے۔
اس کے بعد عمران نے پھر خاموشی اختیار کر لی اور تین چار گھنٹے بعد

پھرہا تم سے مدد ہو گئی کیلی اور عمران، کرامولی کے ساتھ تھے۔
فام جسید سے نہیں بولا اس کا انتہا ہوا تھا۔
کیوں... پیارے! اب گیا خیال ہے "جید نے اسے جیڑا۔

تم ہو ہے جو کچھ کہو، اب مجھے غصہ نہیں آئے کہاں قاسم نے
آہت سے بھرا جوئی آوازیں کہا۔

خوب آونڈا ہے تھیں اس خلا کے پھٹے نے۔

کیوں... پارڑا سینھاں کربات کردی ورنہ میں غصہ آئے بغیر ہی
تھاری گردن دیا دوں گا۔

چھا اس لے تھیں اس گفتگو کے سے کیوں رکھا تھا؟

میں کے نک کار عاج نہیں ہے کہ شادی سے پچھلے میاں ہیوی
بات چیت کریں۔

جید نے تھری گیا اور پر للا اڑا ایہ وہ کسی مغربی نک سے تعریف
ہے اور مغرب کے کسی بھی نک میں اس قسم کار راج نہیں پایا جاتا۔
پھر کیوں روکتا ہے بات کرنے سے؟ قاسم نے بڑی حوصلہ
سے پوچھا۔

شاید اس طریکے فرشتوں کو بھی علم نہ تھیں اس سے محبت
ہو گئی ہے تھامان افالاندا تھیں اکونبار ہے... آخر تم نہ اس کی
کس بات سے اندراہ لگایا ہے کہ وہ بھی تھیں پسند کرتے ہے۔

عمران کہتی ہے کہ وہ ہر وقت ہیر آنکہ کرتی رہتی ہے۔

عمران کہتا ہے تم نے تو نہیں استاذتے کا نوں سے۔
امے تم میرا ماخ نے خراب کر دیجے تھا میں نہیں سے کچھ سے کچھ سی
ہو رہا ہو رہا قاسم نے جھلک کر کہا اور اپنا گھوڑا آنکھے بڑھا لے گیا۔

یہ صرفون بھر جاری رہا اور شام کو ایک مدد پر انھیں نے تمام کیا۔
آج ہی وہ کوئی کی زیارت سے بھی گزرے تھے میکن فرمیدی یا اس
کلپنی سے کہیں بھی مدد ہمیشہ ہوئی تھی۔ جید سوچ رہا تھا کیا فریبی
دہیں پھلا گی۔

کوئی کی زیارت گاہ سے مشرقی ڈھلان شروع ہوئی تھی اور یہاں

بہت کچھ جگل سے جید سے عمران کو ٹکاہ کر دیا تھا اب وہ یک ٹھنڈا
ملاتے ہیں داخل ہوئے ہیں اس یہے انھیں بہت محتاب دینا چاہیے۔
رات کو انھوں نے فیصلہ کیا کہ وہ باری باری سے چاگتے رہیں گے۔
یک بار اور ان کے دو آدمی جن کی پیڑہ دینے کی باری تھی سوچی گئے۔
اس اتفاق کو تحدیرتی کا کیسی کہنا چاہیے کہ اسی دوران میں جنگلیوں کی ایک
بہت بڑی تعداد اُن پر آپری اور انھیں سنجھتے کا موقع دل سکا۔
وہ سب پکڑ یہ گھنے اور ان کا ایک ماحصلہ میں الگ الگ مخفوظ
تھی اُسے کسی نے اپنے بھی نہیں گایا تھا جگل اُسے جیہت سے دیکھ رہے تھے
عمران اور اُس کے ماتھیوں کو ایک فارکنے کا بھی موقع دل سکا۔
تم اپنے چہرے سے خوف نہ ظاہر ہونے دو۔ عمران نے کیسی سے کہا
ستایہ اب تم ہی تمارے کام آسکو۔

پڑ نہیں جنگل اُن سے کیا چاہتے تھے انھوں نے ان کو نقصان
نہیں پہنچایا ان کا حرف ایک آدمی ملائی تھا۔ یہو نک شاید میں کل جھونک
میں وہ کسی جنگل سے پہنچ پڑا تھا۔
یہیں کس طرح مدد کر سکوں گی؟ یہیں نے نہ کر سکا۔
اگر زندہ رہا تو پھر تاؤں کا دعمران نے کہا۔ یہاں کوئی تھوڑی
سی بے بی محسوس کر رہا تھا۔ وہ بھی اس یہے کہ ان کی زبان بھے نہیں
آئی اور انھیں تو بھی اپنے گرد نہیں پر مہور کر دیتا۔
دن قاتمیہ نے عسوں کیا کہ وہ لوگ قاسم کو اس طرح مٹل مٹل
کر دیکھ رہے ہیں جیسے قربانی کے دنبے مٹل مٹل کر دیجے جاتے ہیں۔
ان جنگلیوں کی وضع جیب و غریب تھی۔ ان کے سروں کے
درست میں بڑے بڑے بال تھے اور دونوں پہلو منڈے بھوئے تھے۔ ان
میں کثرت پانچ سو جھوں کے گرد غیر سے ہوتے ہی پہنچے پیٹ رکھتے تھا
اکثر کے جھوں پر جانوروں کی کھالیں تھیں۔ پھر وہ رہنگن متی سے نقش
ذکار نہیں گئی۔

انھوں نے ان کا سامان سیٹا اور انھیں نیزوں کی آئیوں پر یہ
ہوئے یک حرف پتھے سمجھا۔ ان کے انھوں میں بڑی بڑی شعلیں قیس۔
انھوں نے کسی کے پاس بھی اس کاریوں اور نہیں رہنے دیا تھا۔ اس سے
جید نہ ناماذہ لگایا کہ آتشی اسلام کے لیے نجی پیڑ نہیں ہے۔ دیے
انھوں نے سب سے پہلے اسلام کے ذخیرے ہی پر قدر کیا تھا۔
وہ انھیں ایک بیتی میں لائے جو لا تعداد پھوس کی جمعیت پر پڑھتی تھی۔
وہ رات انھوں نے جاگ کر گزاری۔ وہ کھدیدہ ان میں بھانے
گئے تھے اور ان کے گرد جنگلیوں کا حلقو تھا۔ اگر کوئی پھر بھی بدلتا تو
وہ پانچ نیزے سیدھے کر لیتے۔ مشعلوں پر بہ بو دار تسلیم والا جاتارہ بھی جس

لے جرائد سے اُن کے دماغ پہنچے جا رہے تھے جیسے باکل خاموش تھا
اُس کی بھروسہ نہیں آرہا تھا کہ اب کو غلامی کی کی صورت ہوگی۔
انہیں هر فردا حکم ہی ایسا تھا جس پر نیا نہ ری طرح عاری تھی۔
جیسے اُس سے کہا جی تھا کہ اُسے سونا نہیں ہا ہے۔ پڑھنے نہیں کس وقت
کیا کرتا پڑھے۔

”خیلے ہے لہتا ہم کا ہوا بہت تھا۔ اپنے جو رب کا عالی ہے کہا، وہی
میرا بھی ہو جائے گا۔ میں تو مردے ہی کے لیے تم نے خلاں ہوں گا۔

پھر دیر بعد انہوں نے بھاری قدموں کی آوازیں سُلیں۔ آزاد طریق
سے حاتم ظاہر ہو رہا تھا کہ آئنے والوں کی بیرونیں ورنی قسم کے جو ہیں۔

دو سب آوازی کی سمت گھٹلے اور پھر جیسے یہک شناخت قم
کی تلقاری لگائی۔ اُس کے سامنے فریدی اور طارق کھڑے تھے۔ طارق
کے کانہ سے پر سیاہ نیوالا و کماں تھا اور وہ دونوں ایک جوڑے کے مقامی
باشندوں کے بناں میں تھے۔ فریدی کے چہرے پر ایک قومی رکھا تھا جسے
پہنچنے میں جید کو کوئی روشنواری نہ ہوتی۔ میر دنیا کی ان کے ساتھ ایک

جنگلی بیل نظر آیا۔ یہ کافی قدر اور اور مہیو طآدمی معلم ہوتا تھا۔ اس نے

صرف ایک سچاہ پھولوں پرین رکھی تھی اور ناس کے چہروں میں بھوتے ہی
تھے اور پھولوں سی شاید آج ہی اپنی کمی سا اس کی کریز اور غالی بھی

بجا تھی۔ جب پر تھیں تسمی کوئی پیغام نہیں تھی۔ میکن تھا کہ پھولوں اور جوڑے
اُسے تھنکے کے طور پر عالی تسلیط ہوں۔

”اوہ... یہ حضرت بھی ہیں افریدی کی نے حکم کی طرف دیکھ کر
حکم کی نیزدیں قابل ہو گئی تھیں اور وہ اجتناد انہار میں پلکیں جیسا

رہا تھا۔

عمران کے سارے ساتھی اچل کر کھڑے ہو گئے۔ وہ انہیں آنکھیں
چلا جا کر دیکھ دیتے تھے۔

”بھگان میں یہکی میتی نہیں نظر آ رہے۔ فریدی نے جید سے کہا۔
ذھانا کراموں کے ٹھواں اور جنگلیوں نے ہبے نہیں۔ اس کی طرف

اٹھا دیے۔

”کرنل۔ میا کراموں نے پکا تھا ہر فی آوازیں کہا۔ ایک تم پر جھے پھان
سکے گے۔“

”فریدی نے یہک جگلی کے کانے سے شعل لے کر اپنے ٹھان۔
اچھا کریں، تم بیان کیاں؟“ فریدی کے ہمچیں جھوٹتھی۔ سو یہم
انہوں نے بڑی گرمیوں سے مصروف کیا۔

”تمہان جنگلیوں میں کہاں و کراموں نے چار طرف دیکھنے ہوئے کہا۔
اوہ ہو۔ کیا تم بیکل کے کچھ جگلی کا کہتے تھے؟ فریدی نے نہیں

کہا اور کراموں طارق کی طرف دیکھنے کا جو خبر ہے۔ میٹھوا کے بناں میں تھا۔

”کھوپری تھنڈی رکھنا۔ میں غیر فردی کشت دخون پہنہ نہیں کرتا۔
حکم برا سامنہ بناؤ کر رہ لئے رکھا۔ جو کسی کی بھی بگھیں نہ آ سکا۔
”مکر کرن۔ وہ لوگ تم سے درستاد طور پر بیش آ رہے ہیں، وکراموں
نے کہا۔ وہ اُن کی گفتگو نہیں بھوکھا تھا کیونکہ یہ لوگ اندرونے میں تھے۔

”کراموں کو کھوپر تھا۔ میں داصل ہونے سے پہلے حصیں اُس کی
بیعت خود بتیں کریں کرفی چلیے تھی۔“

”کراموں کو کھوپر بولا پھر جیسے فریدی سے پوچھا کہ آخر انہیں دیں
کیوں رہنا پڑے گا۔“

”اُسی بھر سے کھوپر جھوپر کم خودی غیر قیمتی حالات سے گردتے
ہیں۔ فی الحال طارق کا خولا ہمارے بیٹے بہت کار آمد ثابت ہوا ہے۔
وہ طارق کو نیوے کی وجہ سے کوئی آسمانی مخلوق سمجھتے ہیں اور ہم چونکہ وہ
کے ساتھ ہیں اس لیے بغاہر محفوظ ہیں۔ یہ آدمی جو تمہاری ایسا ہے پتوں
میں نظر آ رہا ہے۔ اس بھی کام سوار ہے۔“

”میری پتوں میں کیوں نظر آ رہا ہے؟“

”بھر نے تھیں مدد کر تھا سے نام کی خیرات نکالی ہے۔ اچا
ہوا کہ تم آج مل ہی گئے۔ مدد نہیں کل تک تمہاری سب جنگیں ان جنگلیں
میں تھیں کر دیتا۔“

”بھن تو پھر بھے مدد کریں۔ ایسیں اپنی لوگوں کے ساتھ
رہوں گا۔“

”و فتحا جیسے دیکھا کہ بھی کام سوار زمین پر گزر طارق کے پر پہنچ
رہے اور ساتھی وہ پکڑ کہتا۔ بھی چارا ہے۔ جیسے طارق کے چہرے
میں کشوشیں کے آثار دیکھنے جو کیسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

طارق نے سروار کے سر پر بیزد گمانہ اڑاٹیں ہاتھ پھر اور وہ پھر
پہنچا۔ ہی کی طرح مدد بُن کر اُس کے پیچے کھڑا ہو گیا۔

طارق فریدی سے کہہ رہا تھا۔ اب یہ لڑکی جھکڑے کا گھر
سکتی ہے۔ وہ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ آپ کے قدم کی رکت ہے کہ اتنی
عملہ عورت ناتھا گئی۔ اسے اپنی سب بیویوں کی سروار بنا دیں گا۔“

”بڑا آیا سالا کہیں کام و حکم با تھوڑا شکار بولا۔ مدد بھاہوں کیے ہے بنا
سے۔ وہ میری بھروسے نہیں دالی ہے۔“

”کھوپری تھنڈی رکھنا۔ میں غیر فردی کشت دخون پہنہ نہیں کرتا۔
حکم برا سامنہ بناؤ کر رہ لئے رکھا۔ جو کسی کی بھی بگھیں نہ آ سکا۔
”مکر کرن۔ وہ لوگ تم سے درستاد طور پر بیش آ رہے ہیں، وکراموں
نے کہا۔ وہ اُن کی گفتگو نہیں بھوکھا تھا کیونکہ یہ لوگ اندرونے میں تھے۔“

۱۰ اچھی بات ہے تم بھی سوچو تو یہ وحیدتے کہا اور اپر فالی سے ایک طرف فڑ گیا۔
وہ اور ازان اور کرا موبائل کے قریب سے گزرا اور پھر وہ جس منتظر گیا۔
یہاں اندر یہ اتفاق ہو گیا وہ جنگل گھوڑوں کی آڑ میں تھی۔
یہاں وہ ان بگوں کے درمیان آزاد یعنی پھر رہا ہے؟ اور ازان
کہہ رہا تھا۔

۱۱ یعنی وہ فریدی ہے مدنیا کا چالاک ترین آدمی کوئی نہیں کہہ سکتا
کرو کس وقت کیا گزرے گا تمہے ہمیں بیکھار کر اس کے ساتھ ایک پچھاڑی
فہم کا آدمی بھی تھا اور یہ ادھوی ہے کہ اس کے ساتھ ایک ڈال بھی ہے
جو بہر حال دشمن خوفناک ہے گی کیونکہ وہ کسی لئے کے میک اپٹیں ہے۔
۱۲ یہ ایک ترین دست فعلی قیمتی کو سیلی ہمارے ساتھ نہ لے۔ ہی یہ سیل
یہ تونا مکون ہے کہ کوئی ہماری زندگی میں اسے ہتھیں لے سکے۔
۱۳ ہمارے پاس اسلام بھی نہیں ہے شامیں کے پاس ایک چاٹو ہی
ذکر ہے۔

۱۴ جو صورت بھی ہو یہکہ نہ کر۔ ہے کہ تم اسے چلکیوں کے ہالہ
کر دیں عمران کہاں ہے؟
۱۵ ہو یا نہیں کیسی؟

۱۶ اس سے گفتگو کرنی چاہیے؟
۱۷ جید عصی تقریباً ان کے پچھے گیا۔ وہ ملان کی تلاش میں اٹھے
تھے عمران اور فاہم ایک بھی جگہ میں افسوس نہیں کیلی کے شعلیں گفتگو چھڑی۔
۱۸ عمران نے کہا اس نے پہنچے ہی کہا تھا کہ ایک صورت ہمارے ساتھ
چھا اس لیے رحمت کے فرشتے نوری بجا گیں گے۔ صورت اسی اگر وہی
شدہ ہوتی تو خیر کوئی بات نہیں تھی۔

۱۹ نہیں کہتا بھول پکھ سوچ دادیزان نہ کہا۔
۲۰ اس نہیں سخت کیا سوچا جا سکتا ہے۔ مشغلوں کی دلکشی ناکافی
ہے۔ بورج تھکنہ دز پھر سوچیں گے۔
۲۱ بیکار ہے دادیزان نے غصیل ہیجے میں فایماں کرا موبائل کو مناب کیا
تھا۔ ہمیں خود ہی سوچا چاہیے۔
۲۲ جید نہ پھر عمران کی اواز نہیں سنی۔

●
۲۳ دوسری بھج وہ بیک ایسی بیکے جانے گئے جہاں دشتوں کی پھاڑی
تھی یعنی اگر۔ کے گرد متعصب چلکیوں کا پیرہ بدستور قائم رہا کیلی بھی اس کے
پاس ہی تھی۔

۲۴ بس اپنیں اس آدمیوں کے لامتحب ساتھ تھا۔ جو فریدی کے ساتھ
کیتوں سے آئے تھے میک قاسم پرستور پرستہ کیلیہ تاریخ گیا کیونکہ اس کا معا

فریدی نہ نہنے لگا اور بولا۔ جنگلی محنت سے بہت مدد انسان ہو جائے
یہیں پھر تھیں افغانستان سے بتاؤں کا اور تم سے سُنوں گا کہ قم لوگ
یہاں کس غرض سے آئے ہو؟
مجھے تھا تم کو دیکھا جو عمران کو ایک طرف سے جا کر کھڑے پڑے
کہ رہا تھا۔ فریدی کی نظر ان پر پڑی۔ اس نے پھر شغلِ اہم اور حیدر سے
پوچھا ایسے کون ہے؟

۲۵ اسی وقت ملکی اس کی طرف مڑا شاید فریدی نے اسی تک
گئے خیز دیکھا تھا۔
۲۶ اور... تو یہ آپ ہیں؟ فریدی سکران اور عمران احمد خان اندیش
اس کی طرف دیکھا رہا۔

۲۷ میرا خجال ہے کہ میں ایک آدھ کو اور سچا تابوں۔ وہ اور ازان
بے۔ فریدی نے کہا اس کی آواز بھی تھی۔ شاید ان لوگوں نے نہایت نجہ

★
۲۸ قوڑی دیر بعد فریدی اور طارق وغیرہ دلائے پڑے۔
عمران احمدی کے پاس آیا اور بولا۔ جو ہوا اپنی ہوتے والی جزو کے
تعلیم کی کہداہ تھا۔

۲۹ تم خود کو بہت چالاک اور دوسروں کو احتدام بھی ہو۔ حیدر نے
خشکی بھی میں کہا اور اس رڑکی کا انجام بخیر نہیں تھا۔ وہ جنگل اسے
بیوی نہ لے گا اور یہاں لی جنگلوں میں ہوشیز رہیا کرے گی؟
۳۰ اگر اس روڑکی کا انجام ہو تو میں اس لونگے کو بھی رڑکی بتا دوں
کہ جو کرنل کے ساتھ تھا۔ میرا تو یہ خاص قسم کا اصل ہے کہ اگر خود پڑوں
تو سامنے کوئی پٹوائے نیزد چھوڑ دو۔

۳۱ میرا نام حیدر سے فرزند بھیجے ہیں تھیں دیکھوں گا۔
۳۲ تم مجھے کافی دیر ستد بھتھے اور ہے ہو۔ اس کے باوجود بھی مجھے
بھتھے کو سخت نہیں کی۔ میں تو دنیا کا مظلوم ترین آدمی ہوں۔ تم بھی
ٹانٹ پھر کارروائی میں جو کچھ کہہ دنیا ہوں وہ حیرت انگریز گور پر
ہو جاتا ہے۔ مگر وہ خاری کون تھا جس نے اپنے کاندھے پر شکانی کو سوار
کر دیا تھا؟

۳۳ تم شکانی کے سختی جانتے ہو۔
۳۴ اسے دی تو یہ سے بھتھے پا سوتی جاتا ہے۔ عمران نے کہا اور پھر
سچانی کو سخت نہیں کی۔ اس لڑکی کو محفوظ رکھنے کی تدبیر یہی نے سوچ لی ہے۔
۳۵ میں نہیں سمجھ سمجھ لی بے دل دل دل فاہم کی آواز آئی دو۔ عمران کے
پیچے کھڑا جید کو کندھوں پر ہاتھا۔
۳۶ کیا تھا سخت نہیں اکثر سمجھ کیا کہا تھا؟ حیدر سمجھنے کا کل کردا۔
۳۷ اسے جاؤ، کہا جاؤ کہا میں تھا۔ ساتھی یہاں نہیں آتا۔

بُو سکبے کر دا کی جائے یہی جگہ صرف میں بھی ملے
کے ستارے سستے رئے ہوں ۔
”پت نہیں اپنی کامیابی کی کہتے ہیں؟“
”تمہرے بھروسے چلبے ناکری و خوبی کو جو لوگ کام انجام دے
خراں کی تھیں لیکن ایک لفکے پر جس کے لئے جسٹ کے لئے دیکھا
اس کے بعد ہر سے پڑھ دی، امتحان سیندھی ہماری ہو گئی۔
”کوئی خوبی کی قدر ہے؟“ کہا تو فرمی خوبی کے پورے وجہ
سب سے پہلے تاکہ تم وہ اس طرف جاؤ ۔
”جسکا خوبی ہے کہ یہ دیتا گوئی کا دیتا گوئی نہ کہا جائے ۔“
پڑھنے والے سے ناما رب سمجھا ہے۔
”یہیں اور ان پاریوں کی رہبیت ہے؟“ فرمیدنے پر چال
”جم اسے جانتے ہو ۔“ کہا ہوئی نے سوال کیا۔
”یہیں اسے پہچانتا ہوں اور شاید مجھ بتاتا ہوں کہ تم لوگوں کے بھون
کا کام مطلب ہے۔“ وہی فرمائیں ہے ناجاں
”ہاں ۔“
”تب تھیں اور دلیر کی تھاں ہے یہ کوئی کوئی ہوکر مدد نہ دین
کے ہا سوں پکڑنے لگتے تھے اُنہیں سے شاید لیک کی خانست دیتیں بھی
چار توڑیں ۔
”کمال ہے اُن کاموں نے یہیں جھیکیں ہیں میری خالیے کذیرہ بیٹھ
کی کہانی اُنہیں ہے ۔“
”بہم تو اُن خاص باؤں کی یہیں اکری ڈیڑھ فرمیدی مکمل ہے۔“
”جب تم ملتے ہی جو تو کچھ کہتا ستارے کا رہے و
”شاید تھا راجح ہے کہ تمہری منزل تاریک دلوکھی ثابت ہوئی
یہ تم لوگوں نے تماں کو ان جھیلوں سے مصل کیا تھا تھا اس کو لو داشتہ
بھروسہ نہیں کیا جاسکتے تھے خود ہی اذادہ کر دیا ہو ۔“
”فریضی خاصیت ہو کہ عراں کی دلف دیکھنے لگد
”آپ نے موٹے بھال ہی کے ہے۔“ سرخختی اُرکا تھا، ”خراں
نے پوچھا۔
”یعنیا؟“
”تو پھر اُپ کیا ارادہ ہے؟“
”اگر زیرولینڈ کی بات دآپنی ہوتی تو میں یہیں سے دپس ہو
ہاتا تگریب یک دار پھر دل چاہتے ہے کہ اُس واحد میں اتنے کل کوشش
کی جائے۔“
”بہت زیک خدا ہے خراں سرخا۔“ لاہا مگر ہے آپ
اسٹٹ صاحب کو کہا ہو گیا تباہی ہے یہیں بھی جسے جس طبقہ
”اُن بھی فرمیدی حید کی طرف تھا اور پھر جس کو اپنی دلستہ

لئے میں ہیں اُو اپنا جید بیا ابی اُنہیں تھا تھر۔ آپ نے بچہ فرمیدی
اوہم آپ کا کمال یعنی اور پھر جید نہ ہے یہی سے کاموں کی طرف جاتے دیکھا
وہ صرف نہیں ہے بلکہ بھی دیکھتا۔
”ملاٹ ہر جگہ نہیں فرمیدی نے کاموں سے کام ہے کوئی نہیں۔“
تمہرے کام لوگوں کو ملے ساقہ تھیں کھاکلے جا یا میکنیں بھی کامیکا۔ جو بھل رہ
ہوا سے مانند تھا، اُنکے لیے اُنگیا ہے۔ وہ کتابے کا کام سب چلے جاؤ تو انکے
نیز بھائی کی دو آسے فرمادیا تھی ہوئی بتابے کا جھٹے کے سچائے کی
میونش کی بیکن وہ بولا کیا۔ اُنکی پہلی بھائی تو اس کی بہت توہین ہوئی کہ تو انکے
اس نے پھل بات سب کے سامنے اسے اپنی یہی بتابے کا علاں کیا
تھا۔ اُب اُسی مہوتت میں جا سکتی ہے۔ سب وہ اُبڑا اجاہے اس
کتابے کا گز کامیں سے کوئی بھی اُس زمیں کا دوسروے دار ہو تو اس سے
چل کر کے۔ وہ مرحومے یا اُسے مار دلے اب فیصلہ اسی مسودت میں
ہو سکتے۔
کاموں نے پہنچاک ہو گوئی پر زبان پھریں فرمیدی کہتا رہا۔
”بھاڑا اسکر پچھے ہی اُنکے بیان پاچا کے لیندا اسیں روکی جتنا درستی رہے گی۔“
”میں جھک کر دل اُنہیں ملے ہے۔“ میں سویک یہک تھام جھاہ
ٹھوکنا ہو گا اور اسکے فرمیدنے اس کی ٹھہر تھیں دی۔
پھر درجہ کامیں نے مخفیہ اس سے کہہ دیا ہم کا طرق
جگہ سے ناواقف ہیں۔
”وہ لوگ کہونا نہیں۔“ تھا کرتے ہیں۔
”اوہ جم جس سے کسی کو شاید تھوڑے پکڑنے کا بھی ملکہ نہ ہو۔“
خراں تربیت ہی اُنکوں بیناں کی ٹھنڈوں سر دعا فرمیدی کے
خداویں ہوتے ہیں دو کھلاؤ ہو گیا۔
”میری حق میں بچھی بھی نہیں ہمارا ہے اس نہیں کہ سے کہہ
”آپ کی حق تو قیمتی اس وقت نہیں گی کہا لائے کچھ نہیں ہوئی
سرخوان ہے فرمیدی نے مکار کر کیا۔
”میں کہتا ہوں اُک ایک نہیں ہزار لاکھ لکھاں اس ستم لاریں
جھک پڑ جو اتنی ہوئی رقبات کے سفرے لوتا چاہتا ہو۔“
”مرفت نہیں اسی پہنچے گل تھا کچھ کو کوئی ہی
”میں تو اس پہنچنے نہیں کیں ہزاروں کی خدمت میں گزار دیتا
چاہتا ہوں جس کے کام سے پر سیاہ خوسلے سواری کرتے ہوں۔“
”بھاڑا“ فرمیدی نے تشویش کی اندازیں سر کو پچش دی اور اس کی
آنکھوں میں دیکھا ہوا لھلا۔ یہ ہو سکتا ہے اخکاگی کے متعلق تھاری
محلہات دیس ہوں اور تم اُن سے فائدہ اٹھاتے کی کوشش کرو۔ میکنیں
میں تھوں ایک خمر سے آگاہ کر دھل۔ اگر تم نے کوئی غذا کام اٹھایا تو

دہران پڑی ساں پر کہہ تھوڑے سے تھوڑے بھی اُڑ سے فریڈی بھی بنس دیا تھا۔

کم نہیں معلوم ہوتے درخت ہمran "جید کو خالب کر کے بہ چیدتے غیرے انداز میں اپنے سکو خیف سی بینش دی اور پھر فریدی سے پوچھا ہوا جیسوں کا کیا ہوا تھا؟"

"میں نے صرف یہی لائیں دیکھی تھیں مان میں سے ایک تن یعنی بھی تھیں میکھاری میں قائم تھیں مٹھا تھے جیز تھم مگر تھی۔ طارق نے تھارے گوڑے کو سبکتے دیکھا تھا میں پوچھن لائیں تھیں کہ کوئی تھارے نہیں پھیجے جاسکتا۔ بہر حال پھر اس کے بعد اور زیادہ بھکنا پڑا۔"

"اُسے تمہارے کے متعلق کچھ بتانے جائز ہے تھا اور کرامویں نہ کہا۔" "اہ... تو ہمran صاحب!" فریدی نے ایک ٹوپی ساتھ سے کرامویں کو خالب کیا تھا اگر تھارے ذہن میں دی اسکیم ہو جیں کاملاً کردکہ میں نے ابھی کیا تھا خیر ہو گا۔ اس پر اپنی طرح خور کر لینا۔ ہاں کرمی۔ یہ یوزان اطراف میں مقدس بھگا جاتا ہے۔ دیوتا بھروسہ کا گی کھلانا ہے۔" میکن یہ کیا بھی ہے۔ شاذ و نادری ملتا ہے جس کے پاس یہ ہو۔ اُس سے لوگ خوف کھاتے ہیں اور اسے بھی کوئی آسمان خلوٰق سمجھتے ہیں۔ اس سے اور زیادہ خوف کھاتے ہیں؛ جو اسے مار دلے ان کے عقیدت کے مطابق یہ آدمی کے سیہری کوئی خیبت روک جو ہوتی ہے۔ مژہ ہمran نے غالباً بھی سوچا ہے کہ لڑکی اُس نیوں کے کو مار دلے اس طرح وہ صفوٰۃ رہ سکے۔ جو سکتا ہے کہ لوگ محفوظ رہے میں دہ اُس کا عفتہ ہم پرانتاں گے اور ہمارے بعد کوشش کریں گے کہ لوگ مستی سے نکل جائے تاگر لوگی دنگی تو خود ہی سنتی چھوڑ کر جائیں گے... پھر لوگ کا انجام معلوم ہے۔"

"یہ یقیناً ایک خطرناک حرکت ہو گی اور کرامویں نے کہا اور ہمran کی طرف دیکھ کر مسکرا کر ایسا نہیں ابولا ایسا بھی نہ کسی حضرت بہت عقل مند ثابت ہوتے آئتے ہیں۔ ان کی ذہانت ہی پر تم مجھے حدیاد آئتے تھے۔"

"اس خطکی آپ دیوار ایسے یہے میڈ معلوم ہوتی ہے۔ ہمran نے طریقہ اکارا کیہا۔ مکول کو گردش دی اور سوالیم انداز میں صدر کی طرف دیکھنے لگا۔"

روشنداروں کے درمیان پہنچ کر لوہی طبیعت باخیا خ ہو جاتی ہے۔" چیدتے کہا۔

"میک گتھے ہوڑے سے بھائی" ہمran نے سعات مندانہ بیچھے کھد کیا تھاری بھی اسکیم قبیل کرامویں نے ہمran سے کہا۔" اسے تو ہے... تو ہے!" ہمran اپنا مذہب پہنچنے لگا۔"

اسنے میں فریدی دوسرا طرف متوجہ ہو گیا۔ طارق بڑی ترقی کی سے ان کی طرف آرہ تھا جیکیوں کے صلقوے گزر کر دہ اُن لوگوں کے

پاس آیا اور وہم یہے بغیر کہنے کا لادہ آج رات کو شادی کا جشن برپا کریں گے ان لوگوں سے کہو کر کوئی تدبیر کریں میں اسے نہیں پسند کر دیں گا۔"

"اگر آپ یہ نیوالا اُسی کے کام سے پر نصادری تو کسی ربے گی ہمran لے ہا۔"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا"۔
"یکا یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ آپ اس نیوں کی شادی ہی اُس سے کر دیں"۔

"اُسے داش خراب ہوا ہے تھارا تو قائم ہمran پر بھپت پڑا۔ بھال سے مالے نیوں کی... اگر میں تھاری شادی کسی نیوالی سے کر دل تو کتنا بُر لگے گا تھیں۔ پھر یہ طرح دوسروں کو بھی سمجھا کر دیا۔"

فاثم کی اس کھڑی بات پر سب نے بھی کھوں کر قبیچے لکھتے اور حیدر نے اُس کی کمر پر ناقہ پھیرتے ہوئے کہا۔ لا تھارا۔ سارا خلافت اور بھائیوں کی خفا ہوتے ہو۔"

"موگا... تم چوپ راؤ"۔

"بھنی حیدر میاں! خدا کے یہے ایسے ہواتھ پر تو سبھی ہے جو چاکر دے۔ طارق نے اگر کتابتے ہوئے بھی میں کہا۔ پھر فریدی سے بولا۔ لا وہ بار بار بھی کہنے لے کر جسے اس لوگ پر دھوکی ہو جھسے نیصد کرے۔"

"نیپر... میں فریڈ کریوں گا۔" فریدی نے بڑی خدا کا تھادی سے کہا۔

"یہیں کہلہوں کہ اگر تم نے اُسے مار دیں یا تو جاریکی ستر ہو گا۔ وہ سارے دھنی ہم پر آپڑیں گے۔ طارق نے کہا۔"

پھر دیر کے لیے ستان چھا گیا۔ یکلی کو بھی حلات کا علم تھا۔ اس نے اسی کا اس سنتے پر دوسروں سے گفتگو نہیں کی تھی۔ طارق کو دیکھ کر وہ بھی اُن کے قریب آگئی۔ میک اب طارق نے دوسرویں ہی قائم کی گفتگو شروع کر دی تھی۔ شاید اپنی دلائست ہیں وہ ایسا کہ کے کیس کو تو خود زدہ ہونے سے بچا رہا تھا۔

حیدر نے قائم کی طرف دیکھا جس سکھے پر زلزلے کے آثار نظر کرنے لگا۔ ایسا مسلم ہوا تھا جیسے اس کی خواہش ہو کر کیسی یہاں سے چلی جائے۔

"یہیں اپنی خواہست خود کر سکوں گی۔ یکلی نے پر وقار ہے جس میں کہا۔ آپ لوگ پریشان نہ ہوں اور میرا خجالت ہے کہ یہ لوگ مجھے ہوتے ہیں نہ کیا سکیں؟"

"اسی لیے مجھے اس وقت بھی نہیں آری ہے۔ ہمran بڑی ترقی کی تھی اور نہ کسی نے مجھے ہاتھ رکھنے کی بہت کی تھی۔"

"یہ سے پاس میرا پستوں موجود ہے۔ انہوں نے میری تلاشی نہیں کی تھی اور نہ کسی نے مجھے ہاتھ رکھنے کی بہت کی تھی۔"

"یہیں نے بغیر ایسے میں پڑھا تھا کہ یہ لوگ عورتوں کو کھل کر کھاتے ہیں۔"

تم انے خصوصی سائز لے کر کہا
ابے اونچا لازاد ۔ قائم بول پڑا اسے بھی تھیں اٹھ کر دفعہ
دول کا تمہاری ذم میں نہ رہ۔ ہل تھیں تو ۹۶
بس وہ لوگ اسی قسم کی باتیں کرتے رہے۔ مگر بناکر کوئی داشت
سلیم نہیں بن سکے۔

سوزن غروب ہوئے تو انہیں فردی بھی، رائے سے تھوڑے
ہی تھے پر جملی خطاں کو براہ مرد کر رہے تھے۔ حاضر اُنہوں کو
جی تو اس کی تھیں اُنگلیوں کی اور پھر تھیں اُنیں اور بعد وہ پھر نام ایسا دان
روشنی ہوا گیا جسے منہ کیے کبھی لاقعہ اور رخت گلے لئے گئے تو رہ گئے۔
جیلیوں کی تعداد بڑی تھی جادا ہی تھی۔ کچھ ہی دریں بعد میم ضیغیر ہو گی۔
اور ان مثبت آرزوں نے مسوں لیکر اس تعدادوں، اُنگان پر برداشت
تھیں اور انہیں کل بڑشہ رہ جانے تو وہ سب کے سب زرایی وریزی
جان بچن ہوئے ہیں۔

فریدی اور طارق بھی دریں موجود تھے۔

جیلیوں نے اُنکی اوازیں کوئی گستاخی کی اور پھر آہستہ آہستہ
لیت کیا تو اس و خوش رہتا گیا اور وہ بھی اُس کے گرد اپنے کام فرائی
اُنہیں تھی کہ سردار بھی تھا اور اس وقت بھی اُس نے جمکر پڑی پہلوں
تھی جس میں وہ کچھی رات کو نظر آیا تھا۔

پھر ناق بھی خود ہو گیا اور جنگی اُنکے پاس سے بنتے پہنچے
سردار اُن کے قریب کھڑا رہا۔

دققت اُس نے باقاعدہ اپنے کچھ کا حس کے جواب میں طارق بھی پہنچ
بولا اور بھی ان میں تھریا دامت بک علٹ گو ہوتی رہی پھر سردار نے
ترمکا پانچ کاروں سے کچھ کہا اور ایک جنگی بھروسے نکھل پھر دے باہر
کسیدات اُس نے پتے قریب کھٹے ہوئے دوسرا سے جنگل کے کام
سے نیز ہے بیان کیا تھا۔ پھر عمران نے فریدی کا کافی بڑا سخن تھا کہ جسہ
اُس کے قریب ہی کھڑا رہا۔

”کیا پکڑتے ہے؟ اُس سنتی سے کیا ڈیر حقیقت تو سوارے
و لفڑی کے تھے“

عینستہ بھی سوال طارق سئہ کر رہا۔

”فریدی کی اسی تجویز کے علاوہ اس سب کے سورج پرے تھا طارق نے
جوابی ڈاہن لٹا کرنا چاہتا تھا کہ وہ اس کس قسم کی نیزہ والی کرتے
ہیں۔ جنہیں اُس نے سردار کے نامے تھے جو فرم پڑیں کی جی کر دے پہنچانے کی
اُنیں ساختے ہیں۔ سردار نے ڈاہن سٹول کر لی بے غلبہ سوچا ہوا
لاب اُسے تھیف دکرنے پڑے اُنیں“

”مُنِ يَا تَمَّنِي!“ جمیں نے عمران کی طرف پاٹھ پاک کر کہا اور میک اُم کے
ذکر سکے خلاف نکرو تمہارے ہی ساتھ آئی تھی۔“
”سُنْوْ بِهَاجِي!“ عمران نے مُسٹری سارس نے کر کہا ہوئیں ایک پرے
مرے کا گاؤڈی ہوں۔ اسی سیلے میں کسی کے معاملات میں داخل ہیا پہنچ
نہیں کرتا۔ اگر یہیں کہتا ہے میں اس سردار کے پیشے کو کتنی بڑیں ہوں گا تو کرنی
کا دل نوٹ جاتا۔ مُسٹری چلتے دے گا۔“

”ابے جاؤ!“ قائم گا سامنہ بن کر بولا تو تم پتے چار سو میں ہو گی
عمران پھر بولا۔ حقیقتاً وہ ایسا ہی آہی تھی تھی کہ اُن کی
پرواہی اور نہ بد نامی کی۔ وہ تو بس کام کیا تھا تھا تو اس کی مورث
سے نکلے اُس کا نقیر تھا کہ اگر مخفی سکا رہی کے کوئی سُنڈ ہو سکے تو اس
کے لیے جنم پا دیں کوئی کام نہیں کیا گا۔“

فریدی اللہ جنگی نیز سے سنبھالے ہوئے ایک دوسرے کے مقابلے
ہو پہنچے تھے جنگی نے پچھے ہلا کیا۔ فریدی نے دار غالی دیا اور اس
کے دام سے جملے کا انتفار کر کر تاریخ۔ اسی طرح اُس نے اُس کے سات یا
آٹھ دار غالی دیے۔ خود محمد نہیں کیا پھر اُس نے ہاتھ، شاکر جنگی کو واہیں
جانے کا اشادا کیا۔ سردار نے بھی کچھ کہا اور جنگی پیچے ہٹ گیا اُس کے
بعد سردار نے اپنا نیزہ سنبھالا۔

”میں بھی اکثر... اُرجن کے مکھیوں کا شکار کرتا ہوں و عمرن بڑا بڑا
”اب نیزادہ بکواس نہ کرو!“ جمیں نے خیلے ہوئے میں کہا اور نہ کہیں
جھسے پٹنپاڑے گا اور ۱۰۰۰۔“

جملہ پورا اسونس سے پہنچی جمیں نے اُس کے پرے ایک پتے
چماری اور اُچھل کر کہا۔

”تھری تھیں یہاں پر جو جمیں نے اس کا گذشتا تھے جوئے اُس کے پیچے
وہ اُن فریدی اور سردار یک دھرے پر جد کرنے کے پہنچا ٹھیں دیکھے
جیا بلکہ فریدی کے نامے جید کو تکارا ہی مگر کون شستا ہے عمران اُسے چھٹا دکھ
بجا گا تھا۔ اسانی سے انفراد اکر کر دی جائے والی حرکت نہیں تھی۔“

ایک بند عمران کے سُکھتے ہی تھے اُس پر رانچھو دیا گردندا
زین پر پڑا۔ عمران نے بڑی پھرپتی سے دار غالی دیا تھا جس کا پارہ اور جنہے
گیا اور اس نے انحداد ہند ڈنٹے بر سارے شروع کر دیے۔ مُریک بار
بھی اجور عمران کے رکھا ہو۔ بھی تریخ پر پہنچتے رہے۔ عمران بالکل بندہ بول
کے سے انہاں میں اچھل کو دکھ دار غالی سے رہا تھا۔ جنگی نہ ماشاد یعنی کہ
یہاں کے گرد اپنے ہو گئے۔ جید کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا اور ساتھ ہی اُس
کے نامہ بھی تیری سے ملٹھ لگھتے ہیں۔ فریدی جمال تھا اور اس کو ہار دیتا
عمران نے کہا اور ادیران۔ کار مول جو پہنچا پہنچا کر کہ جاؤ!“
جماں بھئے تھم کی تھا مدد کے وقت میں نہ ایک پتی بائیں جات

ولے نشیب میں دھکیل دی تھی۔ اُس میں دو ٹھانی گنیں اور کافی سگروں
چہ کہم از کم یہ پوری بستی تباہ کی جاسکتی ہے۔

گارہ اتھد

کس بلا کی بیوائیں مت ہے
کہیں بڑی سے سال سے کافی
بُلوا... بُلوا... بُلوا... اب گھر جاندنے

جیسے اُسے ہمیں دی تھا وہ زمین پر چلت پڑا ہوا اُسٹ پاہنگ
بجھاں گھانے کی کوشش کر رہا تھا اُس کی زبان میں لکھت تھی اور آہا
بترائی ہوئی تھی۔

”چپ رہو، درن پھر کسی کے ماروں کا وہیں نہ خواہ نہواه
اُسے حکمی دی اور حقیقت تھی کہ اس دھکی میں اُس کے ارادے کو دھل
نہیں سکتا۔

عمران نے اور زندہ نہیں کہا۔

یہی نے پاتے شہر میں یہ منادی کر دی
کوئی پھر سے نہ اسے میرے... میرے دیلانے کو
فریدی نے جیب سے سارے کمال کر سکا یا اور ایک پھر پر پڑھ کر
انیں تشویش آیے زندرود سے دیکھنے لگا۔ اس کے پھرے پر تکان کے
آثار نہیں تھے۔

”فریدی... جیٹے... سارے بھلوں و عمارت کی کمزوری کی آزادانی جس اس
وقت اس کی بُلواں گز دی ہے جی، ماں کر دے ہے۔
فریدی نے فرما کر بھاولیدھنا خیہ بولا۔ اگر دبھتھا اپس
آئے تو بڑی خلخلہ کا سامنا ہو گا۔“

”کون بخخت ہے فریدی کے بھیں جیت ہیں۔“

”امے... وہی جگل؟“

”ہا... تو تم خود کو اسی جگل میں کھو رہے ہو جان تم نے عرب پر
ڈنڈے ہے ملے تھے۔“

”کیوں؟ پھر تم کہاں ہیں؟“

”تاریک دلوی میں فرزند!“

”ہا...“ جید نے قبر سکنے کی کوشش کی لیکن ناکام ہے۔ پھر
بولایا۔ اب آپ بھی کام اشروع کر دیجیے۔ مگر میرے ہاتھوں میں اتنی
سکت نہیں ہے کہ بلد بجا سکوں۔“

”ابھی جب تم ان درختوں کے پیچے جاؤ کے تو یہے بیان کی تعریق
ہو جائے گی۔“ فریدی نے ایک طفت ہاتھ انداخا کر کہا۔

”اوے تو ہم بہاں کیسے پیچ گئے؟“ جید کے بھے میں جیت پی۔

”میرے بھوکھ کو کہم زیر دلنشہ اول کے ہاتھ نگستے ہیں ہمارا
کام از، غلط نہیں تھا۔“

اُس نے یہ جیلے بالکل اُسی انداز میں کہے تھے جیسے جید کو گایاں
رسد ہے ہوساچا ہک اخون نے ایک بہت بی تیز قسم کا بوہوس کی
اور ان کے سر پر چلانے لگے۔ جھکی جیتھے ہوئے ایک طرف بھاگنے لگا۔ وہ
کہا یہی بھروسی پر کافی علم میری یادگار کے تو ان کے
ذمہ کی نذر ہو گئے باکل ایسا ہی معلم ہوا تھا جیسے وہ بُوان کے لیے کی
بہت بُرے خطرے کی علامت ہو۔

پھر اُس میدان میں عمران اور فریدی کے ساتھیوں کے ملا دہ
اور کوئی تردہ گیا۔ میکن اس تیز قسم کی بجٹھے جو قیمتی طور پر کسی قسم کی لگیں تھیں،
آپھیں ذہنی اور جسمانی طور پر کمزور کرنا غرور کر دیا تھا۔ جید کے ہاتھ سے
ڈنڈا چھوٹ گیا اور عمران ایک بار وحہ سے ذمہ میں پر بیٹھ گیا۔ پھر کی
کو ہوش نہیں رہا کہ بعد کی ہاتھ اُس کی بھی میں آئیں۔



جید کو لپتے ہیم میں پھر دل کی جیسی عصوں ہوئی اور وہ کراہ کرنا شد
بیٹھا۔ آنکھوں کے سامنے دھنڈی چھائی ہوئی تھی اور سر جیت شدت
سے پکارا۔ تھدا آہستہ آہستہ اُس کی حالت اعتماد پر آئی اور اُس نے
جید کو پاروں طرف دیکھا۔ اُس کے پچھے زمین پر پڑیے ہوئے تھے
اور پچھلے گھٹنوں میں سر دیے بیٹھے تھے۔ خود جید بھی بڑی قلکن عصوں کر
رہا تھا اور سر اسی تھا جیسا کہ دیکھا کر اسے سہارے کی فروخت تھی۔ اُس
نے بھی دوسروں ہی کی طرح گھٹنوں پر سر رکھیا۔

گھر اُس کا ذہن سوچ سکتا تھا وہ یہی سوچ رہا تھا کہ دُور دُور
سکت جنگلیوں کا پتہ نہیں ہے۔ کیوں نہ کس طرح محل چیزیں درنہ ہو سکتے ہے
پھر پیدا پائے تاہل پر افسوس کرنا پڑے۔

اُس نے سر اسکا کرشما ہیوں کے سے انداز میں کرنل کو آداز دی،
و اب تو ہیں گیا۔ میکن جید پکڑ دے کہہ سکا یونکہ اُس کی زبان لکھڑاڑی تھی۔
تھوڑی دیر بعد اُس نے اپنے قریب قدموں کی آواز سی اور
پھر پنک کر سر اسکا۔

فریدی اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا اسکارا ہتا۔

”کھٹکے ہو جاؤ!“ اُس نے کہا۔

”مجھیں ابھی انساد م نہیں ہے کہ کہم اہو سکوں۔“ جید نے اپنے ہونیوں
کے سے انداز میں کہا۔

”بھوکھوں کی حالت دگر گوں ہے۔“ فریدی نے اس کو کہا۔ عمران
ہاسے بھی تھیاں مار رہے ہیں۔ وہ تو فرماتے ہیں کہ ابھی کھل کر زندہ
نہیں ہو۔ تھوڑی سی اور منگوادو۔“

حمد کچھ نہیں بولا۔

عمران زین بی پر پڑے پڑے دینگا ہوا اُس کے قریب آگا تھد

۔ بھی تاریک وادی تھے ”اُس نے فریدی سے پوچھا۔

”مُل... ان دخنوں کے اُس طرف سے وہ قدرتی دیوار و بھی

جا سکتی ہے جو میلوں اونچی علوم ہوتے ہیں“

عمران نے بائیس کنٹی زین پر رکھ دی وہ کروٹ پڑا ہوا تھا۔

”یا تم احمد بھی نہیں سکتے“ فریدی نے پوچھا۔

”مجھے شاید کھینچا ہو گیا ہے“ عمران نے بے سمات کہا یہ خوبی

اسی اچھی کوڈ کا تیجہ ہے مگر آپ حیرت انگر طور پر تندرت سفر آئی ہیں“

فریدی کچھ نہ بولا... لیکن تصور کی در بعد اس نے مسکرا کر کہا تھا اسی

وہ حرکت دلپسپ تھی شاید تم کامیاب بھی ہو جاتے مگر اس لیکن کی بدبو

تھے عالمات یکسر بدل دیتے تھے جبکی کس طرح خوفزدہ ہو کر بھاگتے تھے۔

اکثر ان پر ایسی انتاد پڑتی رہتی ہے میر اتوہی خیال ہے۔

”تو اس کا یہ مطلب ہے کہ کوئی نامعلوم آدمی ہمیں بے ہوش کر کے

یہاں لایا ہے اور حیدرنے کہا ہوا... بھی یہاں تو ظلم ہو شر باکھڑا

آیا۔ بیٹھنے مسلم فوراً فنا میں جشن برپا تھا۔ اچانک کسی جاذب و گرنے

اوپر سے گولاماڑا، مجلس در ہم پر ہم ہو گئی اور اب ایل محفل ہے ہوش دھرمی

بار نکھل کھل تو خود کو باعث نیب میں پایا۔ افراست بند کے سامنے پا بخواں

کھڑے ہوئے تھے۔

کوئی کچھ بولا۔ شاید یہ کوئی بونے کے موڑیں رہا ہو۔

آہست آہست وہ اعتدال پر آتے گئے فریدی، عمران کو اُس جگہ

لے گیا تھا۔ سو وہ اُس جگہ کو تاریک وادی ثابت کر سکتا تھا۔

”مکر دیکھو“ اُس نے کہا۔ پوری وادی بادلوں سے ڈھکی ہوئی

ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے بادل ان تدریجی دیواروں سے چپک کر رہا

گئے ہوں۔ شاید ہم شاز و نادر سی سورج کی روشنی دیکھ سکیں“

اچانک قریب لیاں جھاڑی سے آڈا زائی معجزہ زمہانا تو!

خوش آئندہ۔ تین مھارا اصلی وطن ہے اور تم یہاں جیشتر ہو گے۔

یہ جگہ انکریزی میں کہے گئے تھے۔ وہ یاں دوسرے کی شکلیں

جھنپھن کچھ فریدی جھاڑن کی طرف بڑھا عمران اُس کے یونچے تھا حید

اوڑ صدر بھی جھپٹے، پھر اوپر اُن اور کرا مول کو بھی ہوش آیا۔

جھاڑی میں انھیں جو کچھ بھی نظر آیا وہ عمران کے یہے بہت زیادہ

سنن۔ تباہ جھاڑیں کے درست میں اُس نے نہیں اسنج کا یک بہت

بڑا دعی و حجا۔

”اُس دیس سے پہ آڈا زائی“ کچھ دن اس حیرت انگر وادی

لی پر کو رپھ تھیں اپنے اُس نے وطن کے یہے بہت کچھ کہنا ہے۔

فریدی نے آگے بلڑا کر اُس پوچھ کر اسی تھی کہا اسی تھی کہا۔

”خُس کے انھوں میں اُنگلی ماس نے اس سے ٹوکری اور ٹوکری کی دلخواہ کیا۔“

فریدی نے عمران کے کھنکا اور اپنے اپنے اسی تھی کہا۔

”آپ کا خجال دوست ہے“ عمران نے کہا اور خدا را دیکھ دیا۔

”استوانی جھکوں میں اسخچ کی شکل کی کہا فیکیں نے اس تو فرم گئی۔“

فریدی نے کہا۔ ”یعنی شہری کافی دینے کا اتفاق ہے۔“

ہو سکتے ہو کہ اس کی وجہ سے رنگت ایسوں اور اسی کی وجہ سے جعلہ اور

”خدا جانے!“ عمران پھر سوچا کہا اور اپنا ڈاک تو اپ، عمران کے کھنکا اور

”قیدی ہی خوب بلکہ جانے پھانسے قید کیا گا۔“ اسی کے بعد اس کے

سے تمہارا گلاؤ ہوتا ہے تو وہ تم میں سے ہر ایک کو اپنی ہماری بھائیوں کے

گے“ فریدی نے کہا۔

”دفعتہ انھوں نے کیل کی جھیں میں اور جگہ کر کے اڑا کی ہٹا کر

وہ تیزی سے اُن کی طرف آری تھی۔ قریب آگر اس نے کہا کہ اس کے

کا داش پل گیا ہے۔“

”کیوں کیا ہجوا؟“ عمران نے اس کا اندازہ لیا۔

”وہ کہتا ہے اُب شاید ہم سو یہ زر لیندہ ہیں“ داہلہ ہو گئیں اس کی

بیس کی کرتا ہے عمران ہاں بوسا۔ اندازہ میں صراحت کر بولا۔“

کرنے کا اس کے علاوہ اور کوئی طبقہ تھی نہیں تھا جس میں اس کی

مگر دس سی روپک کا وعدہ کیا تھا۔

”وہم اُسے بھا دیں گے“ فریدی نے کیل سے کہا۔“

”جید نے عمران کو آنکھ دار کر کہا اور تم اس پکڑ لیں گے۔“

”میں سے یہ جو اس پکڑیں پڑے تھے آج کہاں پھاٹا ہے؟“

”کیلی خیسے انداز میں دوسری طرف و لیکھ دی۔“

جید نے عمران کو آنکھ دار کر کہا اور تم اس پکڑ لیں گے۔“

”میں سے یہ جو اس پکڑیں پڑے تھے آج کہاں پھاٹا ہے؟“

”کیلی خیسے انداز میں دوسری طرف و لیکھ دی۔“

بیوں بے چارہ کیا پڑھل کہا اس چکر میں؟

بڑے بے ہمودے ہو لفڑی اسکرا کرولا۔

طارق بہت اُداس تھا، اس نے ایک بار بھی تاریکِ دادی کے
ولہ کا نام نہیں لیا۔ ویسے وہ راستے پر اسی کا نزد کر کر تباہ کیا تھا، اس
کی وجہ غابی یہ تھی کہ وہ جنگیوں کے دریمان اپنا بیش قیمت ٹھوڑا
مکانی کو کیا تھا جب وہ بے ہوش ہوا تھا اس وقت تو شو لا اُس کے
ذمہ پر موجود تھا اس سے اچھی طرح نادعا کر گیں کہ ہدو بھیت ہی نوے
لڑائی کر یہ آزاد بھالی تھی۔

اوپر لہ اور اُس کے ساتھی مم بخود تھے۔

دفعہ تھوڑی دیر بعد ایک جھالی سے پر آڈاٹی پویاں طرف
رہو دستوں تھیں بھوک لگا ہو گی، ہنگے تھیں تھاری آسٹش
ہمارا سامان ملے گا۔

چلتا ہی بڑے کا لفڑی پچھے سوچا ہوا بڑا یا وجہتکر کر
اس معاست کا سریر نہ صدھم ہو جاتے کیا کیا جا سکتا ہے؟

لپک کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ "حمد بولا لازم تاریک سوادی کی
سیر کرنا چاہتے تھا کہ وہی ہیں داپسی کا سوال ہی اُٹھانا فتنوں سے کوئی
مرست کے بعد کوئی بھی دوبارہ دنیا ہیں داپس نہیں آتا۔

"گڑا!" عمران سر ٹاکر بولا لفڑی بھی ایسے ہی دروشا نہ خیالات
لکھتا ہوں۔

پوری پارٹی میں هرف فاکم بہت گن دکھائی دیتا تھا اس سے شاید
اس کی بھی پرانی نہیں تھی کہ کیلی انہار عشق پر بھرک اُٹھی تھی۔

پہنچنے والے دوسرے بڑے شیخے نصف سطح تھے اور ان
یعنی اُنہیں اپنے لیے دوسرے بڑے شیخے نصف سطح تھے اور ان

میں ضرورت کی سادی چیزیں موجود تھیں، وہ دن بھر بڑے مارے پھر تے
ادشام کو ہی خیوبی میں آکر بڑے رہتے کیلی اور روزادنوں ہی
بہت بڑا لفڑا تھیں۔

ان تین دنوں میں اُنھیں ایک دن بھی دھوپ نہیں دکھانی
لئی تھی، خادی پر چھٹائے ہوئے سفید بادل ایک بگد پر بجھے ہوتے ہے عالم
جوتے تھے، اکثر وہ انھیں کافی بویر تک دیکھتے رہتے تھے مگر کسی گوئی میں
کوئی حکمت نظر آتی تھیں۔

جو تھوڑا ایک سیف دفام آدمی تھیوں کے قریب نظر آیا لفڑی
تھے اپنے ساقیوں سے کہا کہ وہ کوئی چیز تھے دارانہ سرکت دکر بیٹھیں
۔ پھر اس نے عمران سے اُرد و میں کہا کہ وہی اُس آدمی سے گفتگو کرے۔

اُس آدمی نے قریب آکر بڑے دوستا نہ انداز میں اُنھیں مجھ بخیز
کہی اور زرم بھی میں بولا تھیں مطمئن ہوں کہ اس وقت پل پھدوں کے
دریمان ہوں گے۔

"یقیناً... یقیناً...! عمران نے سر ٹاکر کیا۔

"وہ جنگی تم بھوگوں کو زندہ نہ پھوٹتے اکھیل ہم تھیں بیان اُھما
لانے، وہ آدم خور تھا اگ اسی لیے روشنی کی تھی تھی کہ تمیں بھوگوں
کر کھا جائیں۔"

"میرا خجالتے کر میں اُن کے پیٹ میں بڑی لگڑی پھاتا، عمران نے
انھیں اُنھیں جپکائیں۔"

"اور پھر تم تو بیان آنماں چلتے تھے وہ اُس آدمی نے مسکا کر کیا۔
مشاید میں تھیں تھے چھانپ میں مغلی نہیں کر رہا ہوں، مشر عمران۔"

"آہ... تو کیا یہ زیر دلینڈ ہے؟ عمران نے لپڑا لئے پوچھا۔
زیر دلینڈ اُس نے بھنگی کے کھا دنہیں، تیر دلینڈ تھیں
ہے بکری بیان زیر دلینڈ کے کیلے کام ہوتا ہے، بیان کیسی میکڑی بیان
ہیں، جو زر دلینڈ کے کیلے مزوری سامان تیار کرتی ہیں۔"

"اوہ...!" عمران بڑا سامنہ بنایا کر ریگا۔

"تمھیں میلوں ہوتی ہے، مدد آدمی مسکایا۔
نہیں، ایسی یہ سوچ رہا ہوں کہ رکھاں کے خزلے کا کیا حشر

ہوا ہو گا، جو بیان تھا۔

"وہ زیر دلینڈ کے کام آئتا ہے یہ ایک بہت بڑا خزان... تھم اس کی
قیمت کا اندازہ ہی نہیں لگا سکتے، یہ جواہرات، اور قدیم طریف پر شش تھا
سوئے چاندی کلکھلوف اتنے سائیں فک فریق سے محظوظ کیے گئے تھے
کہ اُن کا ایک حصہ بھی نہیں مانع ہوا بہد یقیناً کافی ترقی یافتہ اور
ذین ہو گتھے۔"

طارق نے جو قریب کھڑا ہوا تھا اُنہیں سانس لی اور لفڑی
کی طرف دیکھنے لگا۔

"یہی نہیں،" اُس آدمی نے کہا تھا، خزلے کے علاوہ بھی اسے
بیرون ہی کی دادی کہنا چاہیے، بیان ایسا یا ساختہ بھی ہے جہاں کی تھی
میں، ملکی سی نیلا ہست پائی جاتی ہے۔ وہاں چاروں طرف ہیرے ہی میں
بھرے ہوتے ہے تھے۔"

"یکاں بھی اُنہاں ہیرے ہیں؟" طارق بول پڑا۔

"نہیں... وہ سب زیر دلینڈ پھیادیے گئے۔ اگر کھدائی کی جائے

تو شاید ابھی اُنہیں تھیں۔"

"کیا بیان آدمی بھی تھے؟" عمران نے پوچھا۔

"ممکن ہے، بھی رہتے ہوں کیونکہ ہیں اکثر انسان دھاٹے ہے بھی ملے

”بے بُری عادت ہے تمہیں نیادہ سخنیا دہ وقت کسی کام پر
مرد کنہا ہے جو لوگ لفاظ بیان شی دقت نہیں برباد کر سکے
اپنی بات سے ” عمران کان پکڑتا ہجوا بولا تاب میں کسی سے بھی
بخت نہیں کروں گا فراہ وہ سیرا بپ کی کیوں نہ ہو۔ آہا... شہزادیاں
بھائیوں میں سب سے رُزی اُبھیں رفت کر دو: ”

”کہو بکار بات ہے؟“

”۱۰۰ نہر (۱۱ صفحہ)“
”لوہ ۱۰۰ نہر“ مکرایہ اکٹھاں کا استھان تو دیافت بی کیا تھا
”وہ تو بیک ہے ملک یہاں اس کے استہ بیسے بُرے ذمہ دار
کو حق پکارنی ہے: ”

سینہ فام تھوڑی دیر تک کچھ سوچا رہا پھر لٹلا اور دریافت کی
اتفاق تھی تمہیں اس کے تعلق سر گزند تباہا جانا... مگر اب تم ازدیاد
کے شہری ہوا وہ راکٹ زریں آدمی ہو، اسی لیے ہے لازم تا یہ جوار ہے، ہر
ہوشک بات ہے کہ ہم یہاں راکٹ کا جگہ بکر ہے تو،
اس راکھ دیں لیکن خاص منصوبہ کی تھت ایسو نیا ادا لیٹیک ایسا
محمول ہی بیت بڑی مقدار میں وجود تھا اچانک راکٹ زریں سے
ایک بھی گزند ہو کر پھٹ گیا، ہاں یہ جوا سفع کے دیہ تمہیں نظر تھی
اپنی اعلیٰ بیست سی شہری نہیں تھے اور یہ اسفع نہیں بلکہ ایک قمر کی
کافی ہے جو اس وادی میں بکھرت پائی جاتی ہے، ہاں تو راکٹ پھٹ کر
ایسا اور ایکو نیا کام خول چاروں طرف پھیل گیا، نیچے کافی کے بکھر تھے
تھے بھی وہ محمول ان پر پڑا اُن کی رنگت تبدیل ہو گئی اور ہم نے ان
میں اپنی آوازیں سیئیں، ہم جو جنون بھجوں پر کھڑے کھٹکوں کو رہے تھے
ایک آوازیں ایک بگ سے دوسروں میں گستاختے رہے، اس کے بعد تم نے
اُس کافی پر باتا عادہ ہو ہر پر تحریر بات تشدیع کر دیئے اور اس نیچے بڑی
ٹلاسیش کا ایک بہترین ذریعہ ثابت ہو سکتی ہے: ”

”اچھا بیارے بھائی ایک بات اور... یہیں ملام تھری بیا
خدا جات ہوں ملک اُمان سے اپنی غلطیوں کی سعادتی مانگ سکوں: ”

”ملام تھری ایسا بہاں کہاں ہیں“ سینہ فام نے جھسٹے کیا
”اگر نہیں ہیں تو یہ میری بد قسمی ہے جس نے یہ میں خود کو کسی
معاف نہیں کر سکتا، اچھا بیارے بھائی، اس کام بتاؤ، ہم تھاری کی
ضریح کر سکتے ہیں: ”

”کام بھی بتایا جائے کہاں بھی دو، اکسے دن، درآمد کر دو، یہی
اس وقت تھاری خیریت اور یہ فتنہ کرنے آیا تھا اور
”ہم تو عصنه بخیریت ہیں اور تھاری بھی خیر و عالمیت مدد کر سکتے ہیں: ”

”اوہ! تم کی کامیابی ہے جو ایجاد ہے جوں ملکے بی بی
مدد کی تائی گئی، ایسا کام کی کامیابی کی جیتی کیے
دیوانا ہے، ہر ماں میں خدا دیکھ لیکر کافی ہے جو سمجھ تھا کہ
تمہیں بھگ کے ہاں کوئی اضافہ نہ ہے“

”تم کی کامیابی میں“ میرے بھائی پر
”مدد کی تائی گئی، ایسا کام کی کامیابی کیسی کام کا نہ دش
دیوانا ہے، ہر ماں میں خدا دیکھ لیکر کافی ہے جو سمجھ تھا کہ
کہھیں ملک ایسا کام کیا گیں جس کی انتہا تھی تو
۱۲۰ تو یہاں تھی ویسا کام کی تھیں“

”اس وقت ہبہ تھی کہ تم اس دلکشی کی سکھتے
”بہت ہمہ بھرمن خوش ہو کر بیا اور بہت اچھا ہو گیں خدا دلکشی
کی تعلیم صنعت کا ناچاہتا ہے، وہ... کافی اخلاق و خلائق
ہو تم راکٹ اور سبھی مہاف کر دیا، میں جس کی انتہا تھی زیر دلکشی کو
کافی تھیں پہنچے ہیں: ”

”مراں آج ہمہ اپنے لکھنے کے لئے اس کی دلکشی تھی۔“

”اوہ سوہ کہہ نہیں“ سینہ فام جدید کام کو اُنکام اس کی پریغانتہ کہ
کبھی اُوچی غلطیاں کرتا ہے اور کبھی سوہی ہے اور اُنکام کے نیروں و نیشن
یا اُس کے ہر خدمت ماماً اُمان سے نہیں نکلے بلکہ اسی زریں کے پیغمبرانے
کہہ ایمان دار لوگ ہیں، بھی بھائیوں اور رہنماءوں سے
”مگر اُنکام کی ایسا نہ ایسا نہیں ہے اور مراں تھری و اذیں بولا
”مت پھر اک دناب تھاری اپنی مزمل کا خوفنام ہو گیا ہے“
”مگر یہاں سے بھائی ایک اس دلکشی میں بخوبی نہیں آتی؟“
”اُن سے پہنچا: ”

”پہنچ آتی تھی و سینہ فام مکرایا اور مگر جب سے تم وہوں کو زیر دلکشی
لے بکر ہوئی ہے نہیں آتی د
”میں نہیں سمجھا اپنارے بھائی
”مصنوعی بادل ہیں جو اسی مال ہی میں دادی پر سلسلے کی گئے
ہیں تاکہ دادی تھاری دنیکے بھوپالاڑوں کی نظمت محفوظ کرے کے:“
”آہا... زمین کے بادل“
”زمین کے بادل... ہاں یہی کچھ لو...“ مگر بادل تو ہم ہاں لیں زریں
ہی سے تعلق رکھتے ہیں اسماں سے نہیں آتے و
”بھائی اچھا بھائی احمد سے بخت درکرمیں، اس منصب پر تم سے کھنڈوں
بخت کر سکتا ہوں:“

یہ نیک طلب ہے۔
سیدنا مسلم اور ادھر سے طرف نہیں کیا جاتا اور وہ سب یک وقت
بوتھے گے۔ فریبی ایک گھنٹے میں خاموش ہے مگر ہوا تھا۔

اوبراں کیہے رہا تھا امیر عمران تمہرے اس سے بہت بھی قائم کر
لخت گوکی ہے، ہم کسی قبرت پر بھی ان کے پیہے کوں کام نہیں کر سکتے و
”ہم شرقی ہوتے ہی گھنٹیاں اور عمران لے دیکھ بھیں کہا۔

پہر دہ فریبی کے قریب آیا جو اب بھی دریں خاموش ہے مگر ہوا تھا
۔ یہ یہ ہے؟ دہ مہر ہر گروہ کوں اس لغت گوئے ملٹن ہوں۔
میں صرف یہ معلوم کر رہا تھا کہ وہ تم سے ہوا تھا میں سے واقعہ ہے
یا نہیں؟“

”اب کیا ارادہ ہے؟“

”فی الحال خاموش رہو پہنچہ ہم ان کے متعلق سب کچھ معلوم
کر لیں پہر بھیں کے کیا کر سکتے ہیں۔ ہر ہاں سے لکھنے کا تو سوال یہ
نہیں پیدا ہوتا۔“

”جب بخشنے کا سوال نہیں پیدا ہوتا تو کچھ کرنے کی ہدایت ہے؟“
”تم نہیں بھیے؟ فریبی نے کہا تو نہیں یہ کہہ رہا تھا کہ اور ہونے
کے لیے کوئی راستہ ملا جائے ہے... میک یہ لوگ تو ہر حال اور جانتے
ہیں۔ چنانچہ اور جانے کا ذریعہ دریافت کر لیا ہے کہ اس سے پہلے
کہ کریم خان حادثہ ہی ہوگی۔“

عمران کوہ سوچا جو اسر ہلانے لگا۔ فریبی پھر بولا۔

”یہ لوگ شاید جنگیوں کو پکڑ رہا ہے یہیں اور ان سے اپنی
حکمریوں میں کامیابی ہے میں اس راستے گیس کی بوجھوں کر کے جنگیوں
کا باعث لختا ہیں تھا۔ ہر کرتا ہے۔ میں بھی ہوش کر کے اٹھا لاتھیں۔“
”کھلی ہوئی بات ہے؟“

”اجھا اب یہی تجویز سنوں تم اسی طرح ان کا اعتماد حاصل کر
سکتے ہو کہ تھارے کچھ آدمی ان کی خدمت کرنے پر آمد ہو جائیں اور
اس پر اڑ جائیں کہ خواہ جان میں جلتے وہ نہ رہ لینے کیلے کوئی
کوس ہرگز دکریں گے؟“

”آپ کا یہ خالی بھی درست ہے۔“ عمران بولا۔

”لوگ فریبی پھر کسی ہوچی میں ڈوب گیا۔“ عمران والے سے جا چکا
تمہارے جسے جب دیکھا کہ فریبی تھا ہے تو وہ اکر کے قریب آیا۔
”آپ کی کسی تجویز پر عمل نہیں کرے گا۔ اپنا وقت نہ برداش کیجیے
کہ فراز ہے۔“

”کوئی غلط قدم اٹھنے کا خود ہی بچکے گا جسے کوچھ کوچھ کر کے تو پہنچ ساتھیوں
کو اسی غلامت نکالے جائے۔“ مگر اسے فریبی کوں کہ دے ہو؟“

”اوے اس رہات وہ ڈھنڈا اسی ڈفرنے میرے ہاتھ میں کچھ دیتا تھا۔“

اوہ رہو لا تھا اسے جاں بحقیقی دریکھ پکھے مل کر جو سورہ کسی کے کچھ دل
کو کھو کر کچھ احتیاج ہو رہا ہے اس طرح دہ لئی اسکم بر منکار لایا تھا۔“

فریبی پتھے کا پھر بولا اس کی حرکتیں بعض اوقات بڑی پیلی
ستی میں اپنی رُنگ بوجو جو کا کوئی کاہی ہے۔ شاید یہ شے

یہ سلیمانی رہ جائیں اور سویں اس انتہا چھتار ہے۔“
فریبی پھر نبڑا تھا میں تھام دھانی جیسا اور قریب ہے اور اس نے
کہا تو میں مدد پا سماں بھیں جید جھائی۔ بہت تھام اطاعت کیا ہے۔“
”کیوں؟ اب مقل آئی ما؟“

”اوے ای رکی بیتاوں... دہ حن لازاد۔ پکا پار سو بیس نکلا۔“

”کھوں کیا جوواڑا۔“

”اوے رہے کہا کیں میں بالکل تو کا پسحا ہوں اور مجھے محبت
کرنے کی تیزی نہیں ہے۔ اب تم بتاؤ کیسی کی کر دوں۔ سرچاڑوں سے کا۔“
پھر کیدیکا اس کی لفڑ کر عل پر پڑی اور وہ جو کھلائی گیہ شاید اس
نے پہنچے اسے نہیں دیکھا تھا۔ فریبی اسے تکوڑا جو مقامہ قصوری دری
کھلنا احتیاج انداز میں حق سے طرح طرح کی آوازیں خانندہ اپھر اس طرح
والا سے بجا کا جیسے یہ کیک کسی ہاتھی کوہ ماخ افت گیا ہو۔
”اب دیکھے!“ جید نے کہا۔ ”اوے اس مردو دنے اس کی بھی مٹی پڑی
کر کے دکھ دی۔“

”بیٹھی دہ اسی قسم کا آدمی ہے۔ کسی نہ کسی طرح اپنا کام نکال لیتا ہے
خواہ اس کے بیٹھے کچھ ہی کرتا پڑھے۔ ما اصول آدمی نہیں ہے۔ یعنی اس کی
ذہانت سے انہمار نہیں کیا جاسکتا۔ کیا بیتاوں کا ہی یہ یہرے ساختہ
حروف ایک سال ہی گز اور سکتا۔“

جید بڑا سمشن بنے ہوئے دوسرا طرف دیکھنے لگا۔

اوبراں بہت دیر سے عمران کے کان کھارا تھا۔
میں کہتا ہوں۔ کیا فریبی قانونی طور پر چماری ہم میں شریک
ہوا تھا؟

”میرے کوں کہتا ہے۔“ مسلم اور بھلکا۔

”پھر تم اس کے مشروطوں پر کیوں مل کر رہے ہو؟“
”میں کسی کے بھی مشروطوں پر عمل نہیں کرتا۔“ عمران نے
سبنیدگی سے کہا۔ ”اور پھر ہر سے مل کر نے یا نہ کرنے سے کیا ہوتا
ہے۔ پارتنی پیدا قدم ہو۔ تم اسی کوئی ڈھنڈ کا شورہ دو۔“
”ہم ان کے بیٹے کام نہیں کریں گے۔“ اوبراں نے سختی

سے کہا۔

زیرِ بیوی میں پہنچتے رہتے۔ جو مuron نے کہا۔

رس کہہ دا لیں ہے؟

نکھل کر دا بے شارومن۔ مuron نے کوئی جواب نہیں کیا
پہنچانے کی کامیابی نہیں تھی اور اسی وجہ سے اسی طرح
ذمہ داری کی وجہ سے اسی طرح اسی طرح اسی طرح اسی طرح
پہنچتا رہتا۔

جیسا کی پڑھنا کہ اگر اب سے ہمارے اس وادی
میں قدم رکھا کرے تو دیکھتے ہے پہنچاہ اپنے سوسن کو تھیں

اس، لیکن جو جاں سلطنتے؟

جیسا کے ہو وہ کامیاب ہے جو مuron نے کیا۔ اسی طرح
جیسا کہ اس کے پیشے چلا آیا۔ اب کام جیسیں خالی ہو گئے
وہ وہ کی شکنی میں ایسے پڑھتا تھا۔

خوبی کیے ہیں جو جانیں تھا۔ مuron نے کوئی جواب
کو ۱۰۵۰: مام نے مuron کو تھوڑا کھا کر کہا: تھیں میں نے
نیک گریا ہے؟

مذا علاقہ کاروختیں بھتی تھیں میں ہر ہی بنس پڑی کیوں کو
نہیں اپنے کام تھے؟

یار فرم بھی کر: مuron پیکن جپن کر دلانا اس پے دن کو
صل جاؤ۔ تھے پہنچیں دیکھاں کہ منوں ہاکام حفظ ان سے
لے، سہر کرو۔ میرا پھل سما بر تھے؟

نیکی کیں جسما بر تھے؟ کام بڑی طرح جلا آیا اور بھر کی
ہٹا نہ لازم تھا: مامے مرے تو پتہ پڑا۔ تن قن کیڑے پڑیں
گے پیچے سراہل کا کیا ہے؟

اسے بیوی سے بھائی اسی کیا ہو گی ہے۔ بھلائیں نے کیوں
بدل کیا ہے۔ پہنچے وہ تھے جیسے جیسے بیوی بگر جو سوم
ملکہ بنا کر جسے جیسے کہنے کے لئے گئے ہے،

بھلائی کے لئے جو لالہ میں ڈھنے سے۔ میں تو تم سے کیوں نہیں
کہ: کہاں پہنچیں کیا ہاتھ ہے؟ الجہد کیا کار بولنا۔ تم بڑے
خدا کی کار بولنا جس کی طرف اس کی طرف اس کی طرف اس کی طرف
لے پڑے،

اس کا لکھا طلب کا: کام انجینئن کار کر جید پہاڑ پڑا
۔ مطلب: ہوا کار نہ سمع ہوئے،

۔ نکھل کا سعن پیش کیا تو کام اسی میں ملتی کا تیل ملکہ کیا کام
ہے۔ اسے تم بھی سمجھا تو جاتا سپتہ ہر اگر ہی کسی کو کچھ پیش کرے

کو وہ بعد اپنیں سیاہ رنگ کی کچھ بھیان تک دیکھے
سے دسوال ملک، اسی کو وہ بھر بڑی بڑی عالمیں بھی دیکھے

۔ دیکھا پیاسے بھائی! مuron سر کا کر بلے، بھی تھے
مگر جیسی خاص قوت دوستی دیتے تھے اسے اسے
رسنگہ کو اسی تائیں والے کی خواہ دیو،
۔ اس سے یہ شر کیجھ کے، ہمید جلد کیتے ہوئے بھیں
وہ کو کار بول، اب تائیں والے کی خواہ بتائے ہوئے کھلے کھلے
سلیں ہے جو میرا تیال ہے اور تھام سے ہے کہیں ہوئے ہیں
۔ اسکی بھیں چڑایا، قاتم مuron کو خوار بھروسے
لگا۔ بات بڑا جانی پہنچیں اسی وقت فرم دی کیسے ہے
۔ یہ کیا ہے وہ دیکھ کر پورا تھی ہے تم وکسے؟ اس سے
مuran سے بولا: باہر کیں آدمی کھلے ہیں۔ وہ بھیں پیدا کیے
اوسمی چالا چلپتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ میری پہاڑیاں تباہی
مکار بھی سے بھائیں گے، مuron نے کوئی کہا۔

۔ اس بھی:
۔ اب کا کیا خیال ہے؟
۔ جو کو بھی دہمیں پرستے رہے، الی الہ بچ دیں
۔ لیکن اور ہر کو اور اس کے ساتھی،
۔ ان کا صدم تھاون بھی جعلتے پہنچیدا تھا،
۔ پہنچے بھی، خیال قاہر کر جپا کروں،

وہ خارشی سے پیچے سے مکلن آئے۔ بیوں نے
تھے اور بہن اور اس کے ساتھیوں کو بھر کالاں پہاڑا دیا
مسلط ہو اک اوہ بہان نے پیچے سے مکلنے سے مکلن کر دیا
اس پر اپنیوں نے اشند کیا، مغلک دی۔ وہ سب پیچے کی
خارش ہو رہے اور جو کو بھی کہا گیا تھا کہ دیا کر دیا۔

۔ اب ان تینوں سے یہ کہ ان سے کہ، ان سے کہ، اسی مدد
خود سوچ کیے ہوئے کہ تھا، اسی کیا ہو گا۔ تھدی کیا جاتے
ہمہ یہاں تقریباً اسی صد خود کو در قسمے جعلیں کر کر دیکھا
کوئی کچھ نہ ہوا۔ مuron نے کچھ کہا، اسی کیسی فرمادی
اُسے اشام سے من کر دیا۔ پھر بھر بڑی درجہ دے دیکھا
اُسے دیستہ پر پہنچ سے ہے،

۔ تھی گھنے گزرنے کے پیک سترن کا کوئی پتہ دعا۔
۔ کیل کا جراحتی حال تھا۔ وہ اس پر تیار ہیں تھیں کہ کوئی اسی
کھلے پہنچے
۔ بکو وہ بعد اپنیں سیاہ رنگ کی کچھ بھیان تک دیکھے
سے دسوال ملک، اسی کو وہ بھر بڑی بڑی عالمیں بھی دیکھے

اونہ اُس کی لائچدھیں۔

دلخٹا ہمان نے ایک قریب تسمیہ کو سمجھوں گی اور بے خداش
الل کے در دادا کی طرف جہاں یہاں ہی ایک دروازہ بھتا
لیکن اُنھوں نے اپنے اس کے ا حصہ پر شہری طرح ماری
جول جا ہی تھی۔ وہ پھر ساتھیوں کی طرف پڑنا اور بیان کرنے، ان
کمکتی ٹھنڈے ہیں کامیاب ہو کر کہ اُنہے ایسا معلوم ہو، باقاعدہ
بیرون کی جہاں تکلیفیں ہیں اس نے اپنے اکلا ساتھیوں کو ہی ٹھنڈے
دیکھا کہی تو پہنچتے ہیں لڑکے، فرطی ہے، دعا ز
ہو جائے والوں میں اسے ترجیحی ہیں نظر آیا اور بھروسے، تو اسی
کھوا در دسکا۔ اب یہ حالت علی کر مرد، آنکھیں کھل جوئی تھیں
اچھے پوچھ دیکھ کر تین یہاں میں جنہیں کہنے کی ہیں سکتے ہیں
رہ گئی تھی۔ مجب ہیں پھر لے لیتے ہیں تاں کی جھٹت ہیں ایک
ٹوپی و مزیدن غلط امور اور ہر ہی جس سے وادی پر جھلایا ہو سکے
ہاں صاف نظر آ رہا۔ آہستہ آہستہ وہ تیز تسمیہ کو بوچھلی جوں
اور بھروسے کا دلت غائب ہو گئی مکان کی ونکی بیانیت تھی اور اپنی جگہ
سے جنہیں بھی نہیں کر سکتے تھے یہاں سرچ سکتے تھے اور فالنت
ہو سکتے تھے۔

لُوکے غائب ہوتے ہی دہ آنکھوں آدمی الیں آگئے۔
”بُولو دُستو، اب کیا حال ہے؟“ ان میں سے ایک آدمی نے
کہا: ایسی ہی چاہے تازل سے گرسنے کے بعد تم جسمے بیے
کار آمد ہو جاؤ گے۔ تمہارے دلوں میں کہیں بناوٹ کا خیال ہی نہیں
پیدا ہو سکے گا۔ تم زیر و لیدھ کے لیے جان لکھ دے دو گئے تھے
اس پر سمجھو رہیں کیا جاتے گا؟“

اچھا کہ مران نے فریبی کو ان پر چھلانگ لگاتے دیکھا۔
وہ کسی بھروسے کے بھیریے کی طرح ان پر ٹوٹ پڑا تھا۔ اس کے دو ہنون
ہاتھ کیا پھل سبھے تھے بس ایسا معلوم ہو، باحصا بھیسے کہیاں کو تند
ہی ہوں۔

وہ آنکھوں اس میز متو قع جھٹے سے روکھدا گئے تھے سین چاکر
ان تینوں آدمیوں میں سے ایک نے ریوالوں کا لہاڑا ہماں رہیں
یہاں تک لاٹھتھے اور بھروسے نے قاتر جھوٹک مارا۔
مران نے فریبی کو گرتے دیکھا اور اس کے صحن سے ایک
بے تکا شر تسمیہ گھوڑ کلی۔

”ویکھو!“ ایک آدمی چلایا اور وہی آدمی فریبی کی طرف
جھپٹا جس نے اس پہنچاڑ کیا تھا۔

مران پا گل ہو رہا تھا۔ اس کی حالت باسلک کسی ایسے شکاری

بیوی وہ آنکھوں سے بیانیں ٹھیک ہیں۔
وہ چلتے سپردے اور سبھوڑ کر اپنا افسوس شکر کر کیا
گی، وہ ایک ملاتے کے دروازے پر نکلے ہیں۔ اپنے آدمی نے
آنکھوں کو مسح کر دیا اور اس کے پیارے ہاتھی میں مسح کی دست
نکھل جوں گرے ہیں اور کہ جائیں تھا انہیں اس کی بھل دیواریں ہیں
ٹھیک ہے وہ جو اپنے راستے کے ایسا معلوم ہے جو اسے جانی
ہے اسی کی طرف کھل اکھڑا کر لےتا۔ اس کے نگل سے پہاڑیں کاٹتے
ہیں اسی کی طرف کی دیواریں جو پھٹتے ہے جا سلی ہی
سہا اپر اس پر ایک ٹھیک ہے کہ دیواریں تھیں اس کے پیارے ہاتھی
اور اس کا وہ حصہ ٹھیک ہے کہ ایک سبھت برداشت و معلوم ہے تھا اس
ٹھیک ہے کہ جماں کے پیچھے اسی طور پر اسی نظر آئے۔ وہاں کچھ
ٹھیک ہیں جوں اس کی نعلیں ٹھیک ہے کہ دیواریں تھیں اس کے
کھلے بھرے تھے اس کا لکھا تھیں، ٹھیک اتنا صاف تھا کہ وہ سی ہوں
کہ ہر ہی طور پر اسی نظر آتی ہی۔

وہ بیکن اور می جو اسخیں یہاں لائے تھے، وہیں میٹھے کی دیوار
کے پیچھے پہلے گئے، ٹھوڑی وہر تک خاموش رہیں پھر ان میں سے
ایک آدمی نے مران کو ارادو میں ملاطیب کیا۔ ”صلویے احمد، ہم نے
ہاں تاکریم دیکھ رہا ہے۔“ تواریخ وہل رہا ہے۔ ہو گیا کہ راہ
مران پڑھ رہا ہے۔

”تم نے جیسی وصول کاریتی کی ایکیم بنانی ہے۔ ہم سے فی الحال
تماون کر دیکھے اور موقوٰ کے منتظر ہو گے... ۴۴... لیکن ہم اس
سے پہنچے ہی تھیں ملاؤ میست پہلائیں گے۔ اور ہر دیکھو! ہم یہاں
سرخ آنہ آدمی ہیں اور پاکی سو بیکلیوں کو گنڈروں کر کرے ہیں۔
کاہے ہماری جسمانی قوت کا کارنا نہ ہے۔“

”ہو گا بھئی! ایسیں یقین کیے لیتا ہوں“ مران نے کہا۔
”مگر اس ملت کرو۔“ تاریک وادی ہے اگر یہاں تم جماعت
فلان کو پورے گے بھی تو ہمیں اس کی اطلاع ہو جائے گی۔ ہم
تماری قیمتیتیں بھک پول دیکھنے کا درمیں رکھتے ہیں اور اب تمہارے
ساتھ ہمیں کیا ہے؟“ تاکہ تم ہمارے کام خانوں میں کام کی وکیو جاں
رسکے، ہمیں مددب اور پڑھنے کے لئے آدمیں کی ہی درودت ہے۔
”ہے کاہے! ہے!“ اور ہملا نے مران سے پڑھا۔

”کھنکھنک،“ مران پڑھا سائنس ہنر کر بولا۔ ”محضی تھماری تماقت
انہیں کی دوسرے سے اسٹریٹھ کی دتم اس مسئلہ پر مجھ سے جھکلایا تھا۔“

ذرا بھی دریش دو آدمی فوجہ ہو گئے۔ اب ایک آدمی کہ
میا تھا یعنی اس نے فریدی سے رسم کی بصیرت نہیں مانی۔ جب
تک اس کے پروں ہیں کھڑے ہوئے کوت تھی، وہ تایہ رہا تک
کب تک؟
آفر کار اُسے بھی فوجہ ہونا ہی پڑا۔

★

تین گھنٹے بہت ہوتے ہیں۔ تین گھنٹے اگر آدمی بدھتے
پاپ ہے۔ تین گھنٹے بعد وہ اس قابل ہوئے کہ اٹاکر ہیچلے سیل۔
فریدی کسی مانوق الفطرت، سستی کی طرح ان کے ذہنوں پر چاہا
تھا۔ ہال میں آٹھا شیں پڑی ہوئی تھیں۔ ان میں سے کوئی بھی
جاہز ہو سکا تھا اُس کی مرمت اُس نے صرف اس توں سے کی تھی۔
وزا کیلو سے آہستہ آہستہ کہہ رہی تھی۔ تیر دیکھو یہ
کرن فریدی۔ جسے تم کہا یوں کا شہزادہ کہہ رہی تھیں۔ بو لاب
خاموش گیوں ہو۔ کیا یہ سب پچھے تھماری آنکھوں نے نہیں دکھا
اس کے علاوہ اور کسی میں بھی اتنی سکت تھی کہ عالات کا رائغ اس
طرح موڑ سکتا۔ فریدی غلظیم ہے۔ بہ حال میں غلظیم ہے گا۔
کیلی پچھہ نہ بولی۔ چوتھے گھنٹے کا اختتام ان کے یہ مزید فوٹو
لایا اور وہ اپنے پروں پر کھڑے ہوئے۔

کار خالوں میں کام کرنے والے جنگلی اس نئے العتاب
سے بے خبر تھے۔ لیکن فی الحال انھوں نے ان کو فوجہ ہاتھ
نہیں سمجھا۔ وہاں انھیں کئی اور عمارتیں بھی نظر آئیں جن میں
مختلف قسم کے بھیب و مزیب آلات اور مشینیں میں۔ یہی حقیقت
ہی تھی کہ وہاں ان آئندہ آدمیوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ ان
اپنا اطمینان کرنے کے لیے مزید آدمیوں کو تلاش کرتے رہے
ایک بھی نہ مل سکا۔

پچھے دیر بعد مران نے فریدی سے کہا: "آخر اس مرح
بھائی پھر نے سے نامہ ہے۔"

"میں اس طیارے کی تلاش میں ہوں جس کے ذریعے وہ میں
یہاں لائے تھے۔ طیارہ نہیں بلکہ اُن ملٹری کبوٹ۔

"کیوں کیا آپ نے کوئی اُن ملٹری ویجنی تھی؟ مران نے پڑا
"اوہ۔ کیا آپ ہوش میں تھے؟

"بالکل اسی طرح یہی اس وقت ہوش میں تھا۔

"بچھے اپھی طرح یاد ہے کہ اُس من بھی آپ کی حالت ہیں
کوئی تہذیبی نظر نہیں آئی تھی جس دن ہم یہاں پہنچے تھے اور اس

کرنے کی تھی یعنی نہیں سے جکڑ دیا گیا ہوا وہ اپنے آزاد
ساتھیوں کو شکار کھیلتے دیکھ کر بے چین ہوا رہے۔ ایسے کسی موقعے
پر نہ تھیں بھی تو یہی باسکتی تھیں مگر وہ اسے کیا کرتا اُس کا جسم
بی سکے تباہی میں نہیں تھا۔

فائز کرنے والا جنک کہ فریدی کو دیکھنے لگا میکن درست
ہی لمحے میں اُس کے ہاتھ سے جکڑ دیا گیا اور پھر زمین پر دوبارہ پہنچنے سے پہلے
تھیں گز اور کچھ گیا تھا اور پھر زمین پر دوبارہ پہنچنے سے پہلے
نے ملک الموت نے چالیا۔ اُسی کے ریوالوں کی گولی اُس کے
پیسے مددیوں است ہوئی تھی اور ریوالوں اس فریدی کی کامیابی میں عاج
مران کے ہونتوں پہاڑیک شریسری مکرات پھیل گئی، جیسے
یہ کار نام خود اُسی کا رہا۔

"ماہقا اور پرانا تھا؛ فریدی بقیہ سات آدمیوں کو کوڑ کر تباہوا
بولا۔۔۔ یہیں جواب میں بیک وقت و غفاری ہوئے۔ شیشے کی دیواریں
دو سو لخ ہو گئے۔ فریدی کو پہنچنے کے لیے زیارہ جدوجہد خیں
کرنے پڑی تھی کیونکہ ان لوگوں کی بدحواسی کی وجہ سے نشانہ پہلے
ہی خطا کر گیا تھا۔

یہیں فریدی نے جوانی نامہ نہیں کیا تھا۔ اب مران کی سنجیں
خیلیں وہ اپنے سنگ آٹھ پر بہت نازدیک تھیں۔ یہاں دو آدمی
فریدی پر مستو اتر گولیاں بر ساری ہے تھے اور بھی تک اُس کا بال
بھی بیکا نہیں ہوا تھا۔

پھر اس نے دوپے دوپے دو فائز کیے اور وہ دو آدمی فوجہ
ہو گئے۔ بھنھوں نے دووازے کی طرف ہو چکے کو شیش کی تھی۔
وہ اپنے ریوالوں کی گولیاں بہت انتیاط سے صرف کر رہا تھا۔ ان
دولوں کے ریوالوں کا جو چکھے پھر بیک ایسا معلوم ہوا یہی
باقی پانچ آدمیوں کے دماغ اڑ گئے ہوں۔ وہ اس کی پردہ کی
بیڈ کے فریدی کے ہاتھ میں ریوالوں ہے اُس پر چڑھ دو دے۔

فریدی کے ریوالوں سے پہلے دو شعلے نکلے۔ دو آدمی اور گئے۔
پھر اس نے ریوالوں پہنچنک دیا کہ نکلا وہ خالی ہو چکا تھا۔
باقی تینوں آدمی اس سے پھر وہوں کی طرح چھٹ گئے تھے اور کو شیش
کو سب سے تھے کہ اُسے گرا دی۔ فریدی کی تھوڑی دیر تک تو کھدا اس
طرح جھوٹ مارا۔ جیسے اس پر فرشی سی طاری ہو رہی ہو۔ مگر پھر بیک
بیک اُس کے ہاتھ چھٹ گئے۔ اس کی قیاسی کئی بندے پھٹ گئے تھے
اور پھر وہ جھوٹ رہتے تھے۔ پھر وہ دو جیسے بھیانک ہو گیا تھا میکن
آنکھیں، اس عالم میں بھی نہیں فزورہ سی تھیں۔ دیسے وہ فریدی کا پہنچ

تو مسلمان ہی نہیں ہوا تھا۔

تمہیں تھے کہ اپنی قوت صرف کے کھلے بھی ہو ستے۔ اُن
آپ کیا ہمکار کر سکتے ہیں؟

”اوہ! پچھی نہیں“ فریدی مسکرا یا۔ وہ تو ایک
بہت معزی ساختہ تھا۔ اُن نے سانس رکھنے کے سلسلے میں
لی مشق ہم پہنچائی ہے۔ یہی لمحہ اُس رات بھی کام آیا تھا اور

آج اُس وقت تھی؟

”کتنی دیر سانس روک سکتے ہیں آپ؟“

”کہاں کم اُس سے لختہ تک نہایت سکون کے ساتھ“

”اُسے باہر سے“ عمران آنکھیں نکال کر اپنی کھوجہ پری
سلانے کا ہر تھوڑی دیر بعد بولا۔ جب اُس رات چھا آپ
ہوش میں تھے تو اس قسم کا ہستکارہ وہاں بھی نیروں برپا کر دیا
ھوا۔

”اسکیم ہمی تھی مگر اُن طشتی دیکھ کر خیال بدل دیا تھا۔
تینے سچا کا اگر ہر رنگ کے باشندے بھی ہوتے تو سوہا برا
نہ رہے گا۔ کیونکہ پہا اسرار اُن طشتیاں علم سے سے فاصلہ نکال رہے
ہیں لے ہوئے ہیں؟“

”مران تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا ہا ہر بولا“ تو اُس رات

آپ بہتر نہیں، ہر سچے تھے۔ غلام سے پھر کیوں نہ آپ...؟
”مران ملک پہلا نہ کر سکا کیونکہ طارق انھیں آغاز دے سے رہ
تا۔ وہ رُک گئے۔ ملاد قرنے قریب اُنکی کہا۔“ میں کیوں بناں نہیں
کوئی کی رہائی کا مرد وہ پہنچا دوں؟“

”ہرگز نہیں۔ ابھی نہیں۔ تاؤ قتنیک باہر نکلنے کی کوئی معقول
ہوتی نہ نظر آ جائے۔ اُن لوگوں سے کسی قسم کی لفڑی کر پیٹاں دیں
کی لالے گی۔ ہر بُت کا انھیں کسی تبدیلی کا احساس بھی نہ ہونے پائے
وہ وکھو۔ طارق نے اپنی پیٹاں تھیٹھیاتے تو نے کہا۔
”مکمل نہ ہم وہ جگ جی عجی تلاش کرنے کی کوشش کریں، جہاں کی میں
بلکہ دل ہے۔“

”اپنے“ فریدی مسکرا یا۔ یقین کیجیے کہ اب وہاں ایک
فرزد بھی نہیں ملے گا۔

”اُن اُس کی ماں وہ کیوں یقین کر لیں؟“

”فریدی کی سلسلہ کچھ کہنا چاہا یا میں پھر فراموشی رہا۔ سارا
دن وہ اُس اُن طشتی کو تلاش کرتے رہت جس کا تکرہ فرید
لے کر اتنا۔ اسی وعدے میں وہ شلی سفی داے خلیتے تھے۔ بھی جانکے
پہنچنے کی بہادری کی راکھی معلوم ہوتی تھی اور کہیں کہیں جلے بننے
ہمچر جی نظر آ رہے تھے۔“

فریدی محض طارق کے خیال سے دہانہ کا رکھ کر رہا تھا
کہ اُسے بہت سے سنبھالے اور مغل منڈ طلاق کا ہے۔ بہنا شدت
کھل دیا تھا۔ کچھ دیر بعد طارق نے ہاں کل پہنچوں ہی کے انداز میں
کہا۔ جیسا کہ اُس کا خیال تھا اگر سیاں کی کھدائی کی جانے
میرا غیال ہے کہ اُس کی کھدائی سے بہتر ہو گا کہ ہم

فرصت کے اوقات میں اپنی قبریں کھو دا ریں۔ سید بولا۔
”کیوں کا اس سیرے مل بھی گئے تو انھیں لے کہاں جانی گئے؟
طارق اُس پر فرمائش ہو گیا تھا ایک ساف فاہر خلاں
اُسے عجید کا یہ ریمارک بہت گرانگزیر تھا۔

فریدی اور عمران دو لاں ہیں سچے کاروں
دو طلن میں اسی تنظیم سے تعلق۔ کفہ والا کوئی آہی کسی بھوک
جگہ سے یہاں آگیا تو مزید دشواریاں بھی پہنچا ہو سکتی ہیں۔

وہ بڑی تھد ہی سے اُن طشتی کی تلاش میں لے
رہے۔ بالآخر قیصرے دن حمید نے ایک ایسی جگہ دیافت کہ
جہاں پڑی ہوئی چٹانیں کچھ فیر قدر تی سی علوم بھے ہیں۔
عمران نے بھی حمید کے شہبے کی تائید میں مزید شہر فاہر کیا اور
پھر اُس جگہ کا تفصیلی جائزہ لینے کی تھبھی۔

حید کا شہبہ غلط نہیں۔ دکان بہن لاں کی جگہ تبدیل کر کے
یہ یقینی طور پر انسانی ہاتھے کام کیا ہے گا۔ جیسے ہی وہ اپنے چڑھے
کر چٹانوں کے قریب پیچے انھیں چالیں یا پھاٹس فٹ گھرا ایک
غار دکھائی دیا جس کی ساخت کنٹری کی سی حق۔ قطروں سونک
ضرور رہا ہو گا۔ پھر اُس غار کی تہہ میں اپنی ایک اُن طشتی
نظر آئی۔ مگر عمران نے ایک ٹھنڈی سی سانس لی اور مدد مذاک و اوز
میں بیٹلا۔ ہبھی ہر قدر سی نہیں ہے کہ ہم اسے استھان کر جائیں
فریدی کچھ دہلا۔ وہ قارے کر جلد ہے تھے۔ ایک جگہ
انھیں زیبی نظر آئی۔ فریدی کے شارے پر حمید اور عمران بھی
اُس کے غلب میں اُترتے چلے گئے۔

پھر وہ اُن طشتی میں بھی داخل ہو گئے۔ وہ امداد ایک
بہت بڑا اگرہ معلوم ہوتی تھی۔ ایک جانب کچھ میں تھیں تھر اسی تھی۔
عمران کے منع کرنے کے باد جو بھی فریدی نے ایک میں
ہاتھ ڈال دیا اور سامنے ڈیش لہ دپر دو فرٹ لی۔ اور ایک میٹ
چھوڑی اسکوں روشن ہو گئی۔ ساتھ ہی اُن طشتی سے اس قسم
کی آواز نکلنے لگی جیسے کسی بہت بڑے برسن تباہ چکر دیں ہیں
کھولی رہا ہو۔

”اوہ! اسکی وجہ کی طرف دیکھو“ فریدی نے اُن دونوں

لیکن فرید نے اور بلال میرزا اور کامرانی کو اپنے
جہا...
جہا...

میں جو شاپ کو رادی تھوڑا گا؟ اور بلال نے کہا
یون سے جو حل جانا کریں تھی، سبھم نہیں تھی
لیکن؟ کاروں کے پیچے تھی جیسے تھی۔
تین قاتلوں میں پہاڑ سبھم جس شرک نہیں تھا۔ اس نے
تمامی چاہتا کہ اس سلطنت میں جنم لگوں کا نام لیا جائے
مگر تم دیکھ کر اس پر کوئی اصرار نہیں گا؟ اور بلال نے کہا
اصرار تھا اور میں اس سے پسند نہیں کرتا۔ فرید نے
خوب دیکھا۔



فریدی کہہ دیا۔ قاسم، بعد اور طلاق کیتوں کے میلودور نیا
کے پیچے سوانح ہو گئے۔ طلاق کی تجویز تھی کہ وہ سب اور ان کو
دشمن اس لاءِ مل مفرک کرنے کے بعد کریں۔

کچھ دن بعد اپنی معلوم ہوا کہ تاریک وادی پر باقاعدہ
ہے جوڑ جانی کی تھی۔ اس مقصد کے لیے اسی اٹھن مشتری کو
استعمال کیا گیا تھا میکن دہان نہیں اب نہ تعدد پاول دکھانی دیے
اوہ نہ اٹھیں اُن کار خانوں کا شارع ہی میں سکا بُو اغوشوں نے دب
دیکھ دیتے۔ اس کے بھائے وہ وادی اب سمند کا ایک ٹھہر مصل
ہند تھی۔ بعد نظر تاریک پانی تک پانی سو جیسیں مانتا ہو اندر آتا۔
فریدی کو یہ اطلاع اس لیبلز میں لی تھی اور اس نے کہا تھا۔
میں اسی دن فتحاکر بتاؤں گا کہ زیر ولیہندگیاں ہے۔

لے کر اس اسکریں پہاڑک اٹھن مشتری کی صورت پر مجھے نہیں
لگتی۔ انھوں نے موس کیا کہ اٹھن مشتری کی پہاڑکی پر مجھے نہیں
اسکریں پر لٹکا نے والی اٹھن مشتری کی صورت پر مجھے نہیں
آئے تھی اور وہ اور ہمیں کی طرف اُنھیں معلوم نہیں ہے۔
فریدی نے انھیں بتایا اسی مکریں ہی اس کے لکھنے والے اسی
کی پہنچن کوئی واضح کرو یعنی ہے۔ مثلاً ”دیکھو، اسکریں پر جیسا
اور مشتری کی راہ میں ایک لکھن ہٹان ہائی ہے۔ اگر اسے دیکھا
دیکھا تو یہ اُس پٹان سے کارکرہ الپاں ہو جائیں۔“ جو دیکھو ہے اسے
چھانا ہوں۔ فریدی نے اپنے پہنچے اُن قرآنی آیوں کے
اٹھن مشتری کی تصور ایک طرف لکھکر تھی۔ جو دیکھو ہے اسے
اُس سے بہت دفعہ بھی اٹھن مشتری کی صورت کے امامہ بالا نظر
اٹے لے۔

”دیکھو ہم اور ہم جھائے ہوئے ہاروں کے تریب پہنچی
ہے؟“ فریدی نے کہا۔

”میں کہتا ہوں۔ آپ کو اس کے پالٹ کرنے والا تھے کی
علوم ہو گیا۔“ میرزا نے پوچھا۔

”میں پہنچے ہی بتا چکا ہوں کہیں اسی دلت بے ہوش نہیں
ہوا تھا۔ میں نے خصوصیت سے اس محنت انگیز دیباۓ کے
متعلق ایک ایک تفصیل ذہن میں رکھی تھی۔“

کچھ دیر بعد فریدی نے اُسے نہایت المیمان سے تاریک
وادی کی غظیم الشان قدر تی دیوار کے ایک حصے پر آمدیا۔ اس
مرج انھیں یہ معلوم کر کے مد خوش ہوئی کہاب وہ آندازی۔

کیتے کیے وہ دلت بڑی محنت اگی تھی۔ جب وہاں
ایک بہت بڑی اٹھن مشتری ہٹاں اُنسے پہاڑکی بیکن پر نکہ
اور بلال کی ٹیم ایک دیور کی حکومت کی اجادت سے دہان داخل
ہوئی تھی اسی یہ ملاقات اُن کے راستے ہی دیکھی۔

حضرت نے تاریک وادی سے ایک ایک متقص کو لکھا یا
اوہ دھنہ قدر اسکا کہا کہ کہیں اس مشتری کا لیندھن ہی دنخم ہو جائے
بیکن اور پہلا کر جمعہ دیے گئے تھے اور چڑن میں سے بس کے
چدر سینگ سماں تکل ہما احتا۔ تکل ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے
کسی جھوٹے سے پچھلے ہیں بہت سے ہم نفسے بند دے ہوں
اور ملہ فرار ہتے ہیں پھر کراچی کے ہوں۔

